١

نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ

مآثر العارفین

از الحاج

حضرت جان محمد قادری چشتی مدظلہ العالی

۴۹ بہاول شیر سٹریٹ مسلم گنج مزنگ

لاہور قیمت -/۱/-

۲

فہرست

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین ایاک نعبد و ایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین آمین
ربنا ھب لنا من لدنک رحمۃ وھیئ لنا من امرنا رشدا ۝
اللھم زین اجسادنا باتباع شریعتک وانفسنا وصدورنا باسرار حقیقتک ونور قلوبنا بنور معرفتک وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ رسولہ محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ وازواجہ واھل بیتہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

اما بعد فقیر حقیر جان محمد بن حافظ قاری حسن محمد مذہباً حنفی مشرباً قادری چشتی عرض پرداز ہے کہ ایک صحبت میں میرے پیر بھائی سید حسن شاہ صاحب نے ازبار باب حلقہ چشتیہ قادریہ مرکز لاہور نے اپنے سلسلہ کے مشائخ اور خواجگان کے مختصر حالات پر ایک رسالہ لکھنے پر زور دیا جن کے پڑھنے سننے سے ان بزرگوں سے نسبت پیدا ہو۔ دل قوی ہوں صبر اور عزم پیدا ہو۔ ذکر فکر اور اطاعت الٰہی کا ذوق شوق بڑھے حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں (الحکایات جند من جنود اللہ لیقوی بھا قلوب المریدین) بزرگوں کی کہانیاں خدا کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہیں جن سے مریدوں کے دل مضبوط ہوتے ہیں اور اس قول کی تائید کتاب اللہ سے بھی ہوتی ہے چنانچہ ارشاد باری ہے۔ کلا نقص علیک

من انباالرسل ما نثبت بہ فؤادک) اے محبوب ہم رسولوں کے حالات تجھ سے بیان کرتے ہیں۔ جس سے آپ کا دل مضبوط کر دیں۔
پیغمبروں کے بعد اگر کسی گروہ کو خدا کا قرب حاصل ہے تو وہ یہی لوگ ہیں۔ ان سے محبت گویا خدا سے محبت ہے یہی لوگ قرب خداوندی کا ذریعہ ہیں۔ اگر ان سے رشتہ جڑ جائے تو گویا خدا سے رشتہ جڑ گیا لہذا ان کے حالات اور ارشادات کا پڑھنا سننا صحبت معنوی کا حکم رکھتا ہے۔ اور ان کی صحبت سے مستفیض ہوتا ہے۔

مصرعہ۔ ذکرِ حبیبؐ کم نہیں وصل حبیبؐ سے

جسے محبوب کا وصال نصیب نہیں وہ ذکرِ محبوبؐ ہی سے اپنا دل ٹھنڈا کرتا ہے پس بزرگوں کے حالات جاننا ضروریات سے ہے۔ بزرگوں کے حالات۔ اقوال اعمال تبرکات ہیں۔ جس سے حقیقی برکت کا سرمایہ جمع کیا جا سکتا ہے ؎

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد بسا ایں دولت از گفتار خیزد

یہی وجہ ہے کہ اولیاء اللہ کا ذکر خیر نزول رحمت باری کا ذریعہ مانا گیا ہے۔ اور ان کے ارشادات کو فقہ حدیث اور تفسیر کے بعد بہترین کلام تسلیم کیا ہے۔ ان کے ارشادات سے مقاماتِ عالیہ کا نشان ملتا ہے۔ اور راہ طریقت کا پتہ چلتا ہے۔ ان کی برکت سے عارضی تاریکیوں کے کئی حجاب دلوں سے اٹھ جاتے ہیں۔ مولانا عبدالرحمٰن جامی کے رشحات میں سے ہے کلمات قدسیہ اولیاء قدس اللہ ارواحہم مقتبس از مشکوٰۃ حقیقت حضرت رسالتمآبؐ صلی اللہ علیہ وسلم است۔ ہمچنانکہ تعظیم قرآن وحدیث واجب است تعظیم کلام اولیاء اللہ لازم است۔ باسخنانِ ایشاں باادب حرمت زندگانی باید کرد تا کسے از خود برخورداری یابد۔ حضرت ابوعلی دقاقؒ سے پوچھا گیا کہ بزرگوں کے حالات سننے سے کیا فائدہ جب کہ عمل نہ ہو سکے۔ آپ نے فرمایا اس صورت میں بھی دو فائدے ہیں۔ اوّل اگر مرد طالب ہو گا ہمت اس کی قوی ہو گی

اور طلب بڑھے گی۔ دوسرے اگر اس میں غرور اور تکبر ہو گا۔ تو جاتا رہیگا اور اسے اپنا نیک بد نظر آئیگا۔

اس دور میں صوفیہ کرام کے حالات جاننے والے کم ہوتے جاتے ہیں بلکہ ان کا مضحکہ اڑانے والے بکثرت پیدا ہو رہے ہیں۔ نئی روشنی کے علماء اور مغرب زدہ تعلیم یافتہ طبقہ ان حضرات کے اعمال و اشغال کو فضول اور بعض ناجائز قرار دیتے ہیں۔ آج کل کے مشائخ اور پیر بھی پہلے بزرگوں کے حالات جاننے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ صرف مرید کرنا اور ان کو اپنے معانقہ وابستہ رکھنا ضروری جانتے ہیں یہ ایک عظیم حادثہ ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ بعض مشائخ کے ارشاد بظاہر دوسرے شیوخ کے ارشاد سے مختلف ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض بزرگ صاحب معرفت ہیں۔ بعض صاحب معاملہ بعض صاحب توحید بعض اہل عشق بعض صاحب اجتہاد۔ پھر بعض تمام اوصاف کے حامل ہوتے ہیں۔ اور بعض میں یہ اوصاف کم و بیش لہذا ان کے ارشاد بھی اسی درجہ کے ہیں اور اختلاف کی صورت نظر آتی ہے۔ ہر ایک نے جو کچھ بھی کہا اپنے حال کے مطابق کہا ہے ایک دوسرے کے خلاف نہیں کہا۔ پہلے وقتوں میں خوارق عادات خلوص اور اعتقاد بڑھانے کا ذریعہ تھیں مگر آجکل خلوص اور اعتقاد بڑھانے کی بجائے ضعف اعتقاد پیدا کرتی ہیں۔ خصوصاً تعلیم یافتہ لوگ خوارق کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ اس لئے اس کتابچہ میں بزرگوں کی کرامات کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اگر کسی بزرگ کی کرامت کا ذکر آ بھی گیا ہے تو اس میں کوئی تعلیمی پہلو نظر آتے گا۔ آجکل لوگ بزرگوں کو اپنے ترازو میں تولتے ہیں۔ حالانکہ انہیں اپنے آپ کو بزرگوں کے ترازو میں تولنا چاہیے تاکہ ان کی بزرگی اور اپنی کمی معلوم ہو سکے۔ اور اصلاح نفس کی صورت نکل آئے بعض بزرگوں کے حالات بعض کے ارشادات باوجود سعی بلیغ مل نہیں سکے جو کچھ مل سکا لکھ دیا۔

ابتداء میں مآثر العارفین کی تصنیف و تالیف اور طباعت

داشاعت کا کام دشوار معلوم ہوا۔ لیکن اللہ تعالیٰ سے مدد اور توفیق کا طلب گار رہا۔ چنانچہ یہ کام سرانجام پاگیا۔

اس سے جنہیں فائدہ پہنچے گا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔

کتاب ہٰذا چار بابوں میں منقسم ہے

پہلا باب — آنحضرت صلعم سے امام علی رضا رضؓ تک۔

دوسرا باب — حضرت حسن بصری رحؒ سے حضرت ابوالقاسمؒ درویش تک

تیسرا باب — خواجہ عبدالواحد سے حضرت شاہ محمدؒ تک

چوتھا باب — حضرت عبدالقدوس گنگوہیؒ سے حضرت آغا نیاز محمد قلندرؒ تک

جان محمد عفی عنہ

باب اوّل

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

سے

امام علی رضا رحمۃ اللہ علیہ تک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ سرورِ کائنات فخرِ موجودات: واسطہ ہر فضل و کمال مظہرِ حسن و جمال باعثِ ایجادِ عالم و عالمیاں۔ صفوتِ آدمیاں۔ رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین۔ خلیفۂ مطلق و نائب کل حضرت باری تعالیٰ عز اسمہ کے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے آپ کے نور کو پیدا کیا۔ اسی نور کو واسطہ خلقِ عالم ٹھہرایا۔ عالم ارواح میں اس نور کو نبوت سے سرفراز فرمایا۔ دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کی روحوں سے عہد لیا۔ کہ اگر وہ آپ کے زمانہ کو پائیں تو ان پر ایمان لاکر ان کی مدد کریں۔ یہی وجہ ہے کہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام اپنی اپنی امتوں کو حضورؐ کی آمد کی بشارت دیتے رہے۔ جب آدم کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا تو حضورؐ کا نور ان کی پشت میں بطور ودیعت رکھا۔ یہ نور مبارک پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل ہوتا ہوا حضرت عبداللہ کی پشت اور حضرت آمنہ کے بطن میں منتقل ہوا ان پشتوں اور بطنوں پر اس نور کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی عنایات بے غایات ہوئیں۔

حضورؐ اپنی والدہ ماجدہ کے بطن میں ہی تھے کہ والد حضرت عبداللہ کا انتقال ہوگیا۔ آپ ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کے دن ۵۷۱ء میں رات کے وقت طلوعِ فجر سے پہلے پیدا ہوئے۔ تولد شریف کے وقت آپ کے ساتھ ایسا نور نکلا کہ اہل مکہ کو ملک شام کے محل نظر آ گئے ایوانِ کسریٰ کے کنگرے گر پڑے۔ فارس کے آتشکدے بجھ گئے۔ بحیرۂ ساوہ خشک ہوگیا۔ وادیٔ سماوہ کی ندی لبالب

بہنے لگی۔ ہبوط آدم علیہ السلام سے اس وقت ۶۱۱۳ برس کا فاصلہ تھا۔

نسب شریف:۔ عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصیٰ۔ بن کلاب بن مرۃ۔ بن کعب بن لوی۔ بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نذار بن معد بن عدنان۔

آپ کو والدہ ماجدہ سمیت آٹھ عورتوں نے دودھ پلایا۔ (۱) والدہ ماجدہ نے سات دن۔ (۲) ثوبیہ نے آٹھ دن۔ ۳ خولہ بن منذر۔ ۴ سعدیہ۔ ۵ تین عورتیں جن کا نام عاتکہ تھا۔ ۸:۔ حلیمہ سعدیہ۔ جب حلیمہ آپؐ کو لے گئی۔ تو آپؐ کی عمر کم وبیش ایک ماہ تھی۔ آپؐ چار سال سے کچھ کم حلیمہ کی تحویل میں رہے۔ وہیں آپؐ کا شق صدر پہلی بار ہوا۔ دوسرا شق صدر دس سال کی عمر میں تیسرا غارِ حرا میں۔ اور چوتھا شبِ معراج میں۔ (اس میں علماء کا اختلاف ہے۔) یہ شق الصدر نہ کسی اوزار سے ہوئے نہ خون بہا نہ تکلیف ہوئی اور سینہ مبارک خودبخود جڑ جاتا تھا۔

جب آپؐ چھ برس کے ہوئے تو آپؐ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا۔ اب عبدالمطلب نے پرورش شروع کی جب آپؐ آٹھ برس کے ہوئے تو دادا نے بھی وفات پائی۔ اب چچا ابوطالب پرورش کے کفیل ہوئے۔ جب بارہ برس کے ہوئے تو چچا کے ہمراہ ملک شام کو گئے۔ اس سفر میں بحیرہ راہب نے آپؐ کو دیکھ کر کہا کہ یہ رسول رب العالمین ہیں۔ چودہ سال کی عمر میں آپؐ نے حرب فجار میں شرکت کی۔ پچیس برس کی عمر میں آپؐ حضرت خدیجہ کی طرف سے برائے تجارت شام کو گئے۔ اس سفر میں نسطورا راہب نے آپؐ کی نسبت کہا یہ آخر الانبیاء ہیں۔

واپسی پر حضورؐ کا نکاح حضرت خدیجہ سے ہو گیا۔ جن
بطن سے دو صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں تولد ہوئیں جب آپؐ
عمر ۳۵ سال کی ہوئی تو تعمیر کعبہ میں آپؐ شریک ہوئے۔ اور حجر الاسود
کے نصب کرنے کے جھگڑے کو خوش اسلوبی سے ختم کرا دیا۔
آپؐ غار حرا میں جو مکہ سے تقریباً تین میل کے
فاصلہ پر ہے۔ تنہا بیٹھ کر خدا کی طرف دھیان لگاتے یہ چلہ کشی چھ ماہ
تک کی اس میں ایسا استغراق ہو جاتا کہ کئی کئی راتیں متواتر غار ہی
میں رہتے چنانچہ ایک بار اسی غار میں فرشتے نے کہا "اقرا"...
آپ نے کہا مجھے تو پڑھنا نہیں آتا پھر اس نے کہا پڑھ آپؐ نے وہی
جواب دیا۔ جو پہلے دیا تھا۔ پھر وہی آواز آئی۔ پوچھا کیا پڑھوں
کہا... اقرا باسم ربک الذی خلق۔ خلق الانسان من علق ہ اقرا
وربک الاکرام ہ الذی علم بالقلم ہ علم الانسان مالم یعلم۔ اس وقت
آپؐ کی عمر کا چالیسواں سال شروع تھا۔ آپؐ کو اظہار نبوت کا ارشاد
ہو گیا۔ اور آپؐ دعوتِ اسلام دینے لگے۔ مردوں میں سب سے
پہلے ایمان لانے والے ابوبکرؓ لڑکوں میں سے حضرت علیؓ۔ عورتوں
میں سے حضرت خدیجہؓ آزاد شدہ غلاموں میں سے زیدؓ غلاموں
میں حضرت بلالؓ پھر عثمانؓ عبدالرحمٰنؓ بن عوف سعد بن
ابی وقاصؓ۔ زبیرؓ بن عوام۔ طلحہؓ۔ ابوعبیدہؓ۔ رضی اللہ تعالیٰ علیہم
اجمعین اسلام لاتے۔ ان سب کو سابقونِ اسلام کہتے ہیں۔
قرآن مجید نازل ہونا شروع ہوا۔ اور ۲۳ سال میں پورا نازل ہوا
خفیہ دعوت کے تین سال بعد اعلانِ دعوت کا حکم آیا۔
تبلیغ علی الاعلان پر قریش برافروختہ ہو گئے آپ کو اور اصحابہ رضوان
اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو اذیت دیتے رہے نبوت کے پانچویں سال جعفر

اپنے اصحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے فرمایا جو چاہیں ہجرت کر کے حبشہ چلے جائیں۔ اوّل گیارہ مرد اور چار عورتوں نے ہجرت کی۔ نبوت کے چھٹے سال حضرت حمزہؓ ایمان لائے۔ اور تین دن بعد حضرت عمرؓ بھی اسلام لے آئے۔ یہ ترقی دیکھ کر قریش مسلمانوں کو زیادہ دکھ دینے لگے۔ اب ۸۸ مرد اور ۱۸ عورتوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ قریش نے نجاشی کے پاس سفارت بھیجی کہ مہاجرین کو واپس کر دو۔ مگر کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ اب قریش نے فیصلہ کر لیا کہ آنحضرتؐ کو اعلانیہ قتل کر دیا جائے۔ بنو ہاشم اور بنو مطلب حضورؐ کو بغرض حفاظت شعب ابی طالب میں لے گئے۔ اس پر قریش نے ان دونوں کا مقاطعہ کر دیا۔ "تاکہ تنگ آ کر یہ حضورؐ کو ہمارے حوالے کر دیں گے۔ اس بارے میں ایک معاہدہ ہوا جو لکھ کر خانہ کعبہ میں لٹکا دیا گیا۔ قریش نے سختی سے اس معاہدہ کی پابندی کی۔ تین سال کے بعد حضورؐ نے خبر دی کہ اس معاہدہ کو دیمک چاٹ گئی ہے اور سوائے نام اللہ کچھ نہیں چھوڑا۔ جب دیکھا گیا۔ تو حضورؐ کا ارشاد بالکل درست پایا۔ مگر قریش بد براہ ہونے کی بجائے زیادہ اذیت دینے لگے نبوت کے دسویں سال ابو طالب کا انتقال ہو گیا۔ اور تین دن بعد حضرت خدیجہؓ نے بھی وفات پائی۔ حضورؐ نے تبلیغ حقہ کے لئے طائف کا سفر کیا مگر سرداران طائف نے شہری لفنگے آپ کے پیچھے لگا دیئے۔ جنہوں نے پتھر برسا کر آپ کو لہولہان کر دیا۔ آپؐ واپس حرا میں تشریف لے آئے۔

آپ کی عادت شریف تھی کہ ہر سال موسم حج میں تمام قبائل عرب کو جو مکہ اور قرب و جوار میں موجود ہوتے دعوت اسلام دیا کرتے میلوں میں بھی اس غرض سے تشریف لے جاتے نبوت کے گیارہویں سال آپ نے منیٰ میں عقبہ کے نزدیک جہاں اب مسجد عقبہ ہے۔ قبیلہ خزرج کے چھ آدمیوں

کو مسلمان کیا۔ اسے بیعتِ عقبہ کہتے ہیں۔ انہوں نے مدینہ جا کر اپنے بھائیوں کو اسلام کی دعوت دی۔ اسلئے آئیندہ سال زیادہ آدمی مکہ میں آئے۔ اور بارہ آدمی حضورؐ کے دستِ مبارک پر بیعت ہوئے۔ اسی سال ۲۷ رجب کی رات حضورؐ کو حالتِ بیداری میں معراج ہوئی۔ اور پانچ نمازیں فرض ہوئیں مصعب ابن عمرؓ دین کی تبلیغ کے لئے مدینہ گئے۔ چنانچہ نبوت کے تیرہویں سال ۷۳ آدمی اور دو عورتوں نے حضورؐ کی بیعت کی۔

قریش کی ایذا رسانی سے مسلمانوں کا قیام مکہ میں دشوار ہو گیا

حضورؐ کی اجازت سے متفرق طور پر رفتہ رفتہ اصحابِ کرام مدینہ منورہ (ہجرت کر کے) پہنچ گئے۔ مکہ میں صرف حضورؐ ابوبکرؓ علیؓ۔ اور کچھ بیمار و ضعیف رہ گئے۔ قریش نے جب دیکھا کہ آپؐ کے مددگار مکہ کے باہر مدینہ میں بھی ہو گئے ہیں۔ تو ڈرے کہ مبادا آپؐ بھی چلے جائیں اور مددگاروں کو لے کر مکہ پر حملہ آور ہوں۔ اسلئے دار الندوہ میں جمع ہو کر فیصلہ کیا۔ کہ رات کو حضورؐ کو قتل کر دیا جائے۔ حضورؐ کو بذریعہ وحی خبر ہو گئی۔ کفار نے حضورؐ کے گھر کو گھیر لیا۔ آپؐ نے حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر چھوڑا۔ اور مٹھی پر خاک لیکر سورہ یٰسین کی ابتدائی آیات پڑھ کر کفارِ محاصرین پر پھینک دی۔ کفار کو کچھ نظر نہ آیا۔ اور آپ وہاں سے نکل کر حضرت صدیق اکبرؓ کو ساتھ لیکر مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ حضرت ابوبکرؓ کی بیٹی جنابہ اسماءؓ نے اس سفر کے لئے زادِ راہ کا انتظام کیا۔ اور ناشتہ دان میں دو تین دن کا کھانا رکھ دیا۔ غارِ ثور میں تین دن قیام ہوا۔ قدید کے قریب سراقہ بن جعشم آپؐ کے تعاقب میں آیا۔ آپ نے اس کی طرف دیکھا۔ اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا۔ اور معافی مانگ کر چلا آیا۔ ۵۳ سال کی عمر تک آپ مکہ شریف میں رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبا میں ۱۲ ربیع الاوّل دو شنبہ کے دن پہنچے۔ یہاں آپؐ

نے مسجد قبا کی تعمیر کی ۔ یہ اسلام کی سب سے پہلی مسجد ہے ۔ آپ نے حضرت ابو ایوب انصاری رضؓ کے گھر پہ سات ماہ تک قیام فرمایا ۔ اس عرصہ میں مسجد نبوی تیار ہو گئی ۔ اور اس کے ساتھ ہی دو حجرے حرم محترم کیلئے بھی تعمیر کر دیئے گئے ۔ اس وقت آپ کی صرف دو بیبیاں حضرت سودہؓ و حضرت عائشہ ہی تھیں ۔ بعد میں اور حجروں کی تعمیر ہوئی ۔ یہ مسجد اور حجرے فقط کچے کوٹھے تھے ۔ جن کی چھتیں کھجور کی ٹہنیوں اور پتوں کی تھیں ۔ جو بلندی میں ۷ فٹ سے اونچے نہ تھے دروازوں کو کواڑ نہ تھے ۔ بلکہ گھر کے راستے کے آگے پردہ کے لئے کمبل یا پرانی چادر تنی جاتی تھی ۔ اب اذان شروع ہو گئی ۔ حضورؐ نے مہاجرین اور انصار میں بھائی چارہ کرا دیا ۔ اور اہل مدینہ کی خواہش کے مطابق یہود سے ایک معاہدہ ہوا ۔ جس کی شرائط یہ تھیں (۱) یہود کو مذہبی آزادی ہو گی (۲) ۔ یہود اور مسلمان کسی بیرونی دشمن کے حملہ کے وقت ایک دوسرے کی مدد دیں گے ۔ (۳) کوئی فریق کفار قریش کو امان نہ دے گا

ہجرت کے دوسرے سال قبلہ نماز بجائے بیت المقدس کعبہ شریف ہو گیا ۔ سوا سال آنحضرتؐ نے بیت المقدس کو قبلہ ٹھہرا کر نماز پڑھی ۔ آپ ملت ابراہیمی پر تھے چاہتے تھے کہ جلدی کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم ہو جائے ۔ اس سوا سال میں ۱۰ ماہ قیام مدینہ منورہ اور باقی مکہ معظمہ کا ہے ۔ رمضان شریف کے روزے فرض ہو گئے ۔ غزوات اور سرایا کا آغاز ہوا غزوات ۲۷ اور سرایا ۴۱ ۔ بڑے بڑے غزوات جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے سات ہیں (۱) بدر ۔ (۲) احد (۳) خندق (۴) خیبر (۵) مکہ (۶) حنین ۔ (۷) تبوک ۔ جن لڑائیوں میں حضورؐ نے قتال فرمایا آٹھ ۔ بدر ۔ احد ۔ خندق ۔ خیبر ۔ فتح مکہ ۔ حنین مصطلق ۔ طائف ۔

ہجرت کے چھٹے سال معاہدہ حدیبیہ ہوا۔ جس کی شرائط یہ ہوئیں
(۱) مسلمان اس سال کی بجائے اگلے سال زیارت کعبہ کریں (۲) عرب کے
قبیلوں کو اختیار ہو۔ کہ جس طرف چاہیں ہوں (۳) دس سال تک جنگ نہ ہو۔ (۴)
اگر کوئی مسلمان قریش کے پاس چلا جائیگا۔ تو واپس نہ ہوگا۔ مگر جو قریش مسلمانوں
کے پاس چلا جائیگا واپس ہوگا۔ ہجرت کے ساتویں سال کے شروع میں حضورؐ
نے والیانِ ممالک کو دعوت اسلام کے خطوط روانہ کیے۔ ہجری ۸ھ میں فتح
مکہ ہوئی۔ خانہ کعبہ بتوں سے پاک ہوا۔ توحید الہٰی کا ڈنکہ دنیا جہان میں بج گیا۔
۹ھ میں غزوہ تبوک سے واپسی پر مسجد ضرار جو منافقین نے مسلمانوں میں پھوٹ
ڈالنے کی غرض سے بنائی تھی آپؐ کے حکم سے جلا دی گئی۔ اسی سال وفودِ عرب
دربار رسالت میں اس کثرت سے آئے۔ کہ اسے سالِ وفود کہا جاتا ہے یہ وفود
بالعموم نعمت ایمان سے مالا مال ہو کر واپس گئے۔ عیسائیوں کی ایک جماعت
نجران سے ایلچی بن کر آنحضرت صلعم کے پاس آئے۔ اور مباحثہ کیا۔ کہ حضرت عیسیٰ
خدا کے بیٹے ہیں۔ آخر مباہلہ کی آیت اتری۔ پس آپ حضرت علیؓ۔ فاطمہؓ۔ حسنؓ۔
حسینؓ کو ساتھ لیکر جنگل میں چلے گئے۔ اور عیسائیوں کو آدمی بھیج کر بلایا۔
لیکن ان کے بڑے پادری نے مباہلہ منظور نہ کیا۔ اور کہا نبی سے مباہلہ کرنا موجب
خرابی ہے۔ پس عیسائیوں نے خراج دینا منظور کیا۔ ۱۰ھ میں بھی وفودِ عرب
خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتے رہے۔ حضورؐ نے آخری حج کیا جسے حجۃ الوداع کہتے ہیں۔

حلیہ مبارک:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت خوب۔
قد میانہ۔ رنگ گندمی۔ رخسارے پتلے۔ آنکھیں سیاہ۔ پیشانی گول اور سر بڑا تھا
بال گھونگھر والے۔ اور سیدھے کے بین بین۔ آپؐ نے نہ سفید بال اکھڑوائے نہ خضاب
کیا۔ رفتار تیز اور خوشنما تھی۔ صورت بارعب مگر طبیعت نرم تھی۔ دل سخی فراخ

حضور اُمّی تھے امیوں میں آپؐ نے پرورش پائی کسی سے اور توی تھا۔ لکھنا پڑھنا نہ سیکھا۔ مگر آپ نے بہ تعلیم الٰہی اپنے اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو وہ تعلیم دی کہ معارفِ ربانی کے عارف اور اسرارِ فرقانی کے ماہر بن گئے۔ جس کسی نے بھی دولتِ ایمان سے سرفراز ہو کر کچھ وقت بھی شرف ملازمت حاصل کیا۔ وہی عالمِ ربانی بن گیا۔ آپؐ کی صحبت میں صحابہ کرام میں سے ہر ایک کو نسبتِ خاصہ اور قوت قدسیہ مبدأ فیاض سے عطا ہو گئی۔ چنانچہ ہر ایک رہبری کے لائق ہو گیا۔ (اصحابی کالنجوم فبایہم اقتدیتم اہتدیتم) المختصر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام کو اسلام ایمان اور احسان سے مالامال کر کے سچے دین کی ظاہری اور باطنی رموز سکھا کر بارہ ربیع الاول ۱۱ھ میں دوشنبہ کے دن الرفیق الاعلیٰ زبان مبارک سے فرماتے ہوئے چاشت کے وقت اعلیٰ علیین قرب رب العالمین میں تشریف لے گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپؐ کی وفات بی بی عائشہؓ کے مکان میں ہوئی۔ زائرین کی کثرت و ہجوم کے باعث شب چہارشنبہ کو انتقال کے ۳۲ گھنٹے بعد آپ کو اسی حجرہ میں دفن کیا گیا۔ گنبدِ خضرا اسی پاک حجرے پر سایہ فگن ہے۔ مگر حضور سراپا نور رحمۃ للعالمین اور حیات النبی ہیں قیامت تک حضورؐ کی امت مرحومہ کو حضورؐ سے وہی فیض بواسطہ خواص امت علما ئے کرام و اولیائے عظام پہنچتا رہے گا جو حضورؐ کی ظاہری زندگی میں پہنچتا تھا حضورؐ کی امت میں اولیاء اور صلحا پیدا ہوتے رہیں گے۔ جو امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کو علومِ ظاہری باطنی سے مالامال کرتے رہیں گے۔ اور ان حضرات کے ذریعہ حضورؐ ختم المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق ہوتی رہے گی

آپؐ کی اولاد اور ازواجِ مطہرات یہ

نمبر	اسمائے امہات المومنین	سن نکاح	عمر بوقت نکاح		مدت عمر ام المومنین
			عمر ام المومنین	عمر رسول کریم صلعم	
۱	حضرت خدیجہ الکبریٰ رض	میلاد النبی سنہ ۲۵	۴۰ سال	۲۵ سال	۶۵ سال
۲	حضرت سودہ رض	بعثت سنہ ۱۰	۵۰ "	۵۰ "	۷۳ "
۳	حضرت عائشہ صدیقہ رض	بعثت سنہ ۱۱	۹ "	۵۴ "	۶۳ "
۴	حضرت حفصہ رض	سنہ ۳ھ	۲۲ "	۵۵ "	۵۹ "
۵	حضرت زینب بنت خزیمہ رض	سنہ ۳ھ	۳۰ "	۵۵ "	۳۰ "
۶	حضرت ام سلمہ رض	سنہ ۴ھ	۲۴ "	۵۶ "	۸۰ "
۷	حضرت جویریہ رض	سنہ ۵ھ	۲۰ "	۵۷ "	۷۱ "
۸	حضرت زینب رض بنت جحش	سنہ ۵ھ	۳۲ "	۵۷ "	۵۱ "
۹	حضرت ام حبیبہ رض	سنہ ۶ھ	۳۶ "	۵۸ "	۷۳ "
۱۰	حضرت صفیہ رض	سنہ ۷ھ	۱۷ "	۵۹ "	۹۰ "
۱۱	حضرت میمونہ	سنہ ۷ھ	۳۶ "	۵۹ "	۸۰ "

۱۲ حضرت ماریہ ۱۳ حضرت ریحانہ ۔ ۱۴ حضرت زینب
۱۵ حضرت جمیلہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم
آپ کی کنیز تھیں۔ حضرت ابراہیم حضرت ماریہ کے بطن سے پیدا ہوئے باقی سب اولاد حضرت خدیجہ الکبریٰ رض کے بطن سے ہوئی۔

مدت صحبت رسول اکرمؐ	وفات و مرقد	اولاد
۲۵ سال	بعثت سنہ ۱۰ مکہ معظمہ	دو صاحبزادے قاسم، عبداللہ (طیب۔ طاہر) ۴ صاحبزادیاں۔ زینب۔ ام کلثوم۔ رقیہ۔ فاطمہ زہراؑ
۱۴ "	سنہ ۱۹ھ مدینہ طیبہ	اولاد نہیں
۹ "	سنہ ۵۷ھ " "	سنہ ۱ھ میں رخصتی ہوئی اولاد نہیں ہوئی۔
۸ "	سنہ ۴۱ھ " "	اولاد نہیں ہوئی
۳ ماہ	سنہ ۲ھ " "	" " "
۷ سال	سنہ ۶ھ " "	" " "
۶ "	سنہ ۴۵ھ " "	" " "
۴ "	سنہ ھ " "	" " "
۴ "	سنہ ۴۴ھ " "	" " "
۳½ "	سنہ ۵۰ھ "	" " "
۳½ "	سنہ ۵۱ھ " "	" " "

آپؐ باوجود اختیار اور سلطنت رکھنے کے نہایت سادہ اور فقیرانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ کئی کئی دن گھر میں نہ آگ جلتی۔ فاقے رہتے۔ لیکن کسی کو اطلاع نہ دیتے کبھی بھی نو نعمتوں سے زیادہ نہ کھایا۔ فقر پر آپؐ نے فخر کیا۔ اور اسے چہرے کا نور فرمایا۔ آپ شیریں کلام تھے۔ بے فائدہ بات نہ کرتے مگر سامعین کے ذہن نشین کرنے کے واسطے ٹھہر ٹھہر کر بات کرتے۔ اور بوقت ضرورت دہراتے۔ جب بھیڑ ہوتی اپنے آگے سے لوگوں کو ہٹایا جانا برا سمجھتے۔ کسی آنے والے کو مارنے کی اجازت نہ تھی۔ اپنی ذات کے واسطے انتقام نہ لیتے۔ ایک دفعہ ایک گنوار سائل نے آپؐ کا کپڑا اس قدر کھینچا کہ گردن پر نشان آ گیا۔ آپ ہنسے اور کچھ دینے کا حکم دیا۔ ایک دفعہ اسی۸۰ آدمی کوہ تنعیم سے صبح کے وقت آپ کو قتل کرنے کے ارادے سے آئے۔ سب کے سب گرفتار ہو گئے۔ آپؐ نے سب کو رہا کر دیا۔ آپ موٹا کپڑا پہنا کرتے نئے کی نسبت پرانے کو بڑا عزیز جانتے۔ پیراہن میں پیوند ضرور ہوتے۔ جوتا خود گانٹھ لیتے۔ فقیروں میں مل کر بیٹھتے کھانا ان سے مل کر کھاتے۔ خواہ مجلس میں دولت مند کیوں نہ ہوں۔ سوالی کو کچھ نہ کچھ ضرور دیتے انگور یا کھجور کا ایک دانہ کیوں نہ ہو۔ بازار سے کوئی چیز خریدتے۔ تو خود اٹھا کر لاتے۔ ہمسایوں کا سودا بھی لاتے۔ پہلے ان کا خریدتے بعد میں اپنا۔ سلام میں پہل کرتے۔ ہمیشہ باوضو رہتے۔ خود قرآن شریف پڑھتے۔ اور قرآن شریف سننے کو بہت ہی دوست رکھتے مسواک ہر نماز کے وقت کرتے۔ خوشبو آپؐ کو بہت پسند تھی۔ سفر حضر جنگ میں دن کو روزہ رات کو یادِ الہٰی ؎

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ اگر آپؐ نہ ہوتے تو خدا کی خدائی مستور رہتی

آپ کا مرتبہ خدا ہی جانتا ہے۔ دوسرا کوئی نہیں جانتا ؎

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشتم — او پاک ذات مرتبہ دان محمدؐ است

آپ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ۔ آپ کی محبت اللہ کی محبت آپ کی گستاخی اللہ کی گستاخی آپ کی تعریف اللہ کی تعریف

محمدؐ سے صفت پوچھو خدا کی ٭ خدا سے پوچھیئے شانِ محمدؐ

ارشاداتِ قدسیہ

حضورؐ کے ارشادات قدسیہ (احادیث) کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کے متعلق احادیث نہ پائی جائیں ۔ اردو میں چالیس احادیث لکھی جاتی ہیں

۱ :۔ حضورؐ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ فرماتا ہے کہ میں بندہ کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے اور جب [redacted] مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں پس اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں ۔ اگر وہ میرا مجمع میں ذکر کرتا ہے تو میں اس مجمع سے بہتر یعنی فرشتوں کے مجمع میں ذکر کرتا ہوں اور اگر بندہ میری طرف ایک بالشت متوجہ ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اسکی طرف متوجہ ہوتا ہوں ۔ اور اگر وہ ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں دو ہاتھ ادھر متوجہ ہوتا ہوں ۔ اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اسکی طرف دوڑ کر چلتا ہوں ۔ (بخاری مسلم احمد)

۲ :۔ جب تم بہشت کی چراگاہوں میں گزرو تو چرو ۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ بہشت کی چراگاہیں کیا ہیں ۔ فرمایا ذکر کے حلقے (ترمذی) ہر چیز کے واسطے صفائی ہے اور دلوں کی صفائی خدا کا ذکر ہے (بیہقی)

۳ :۔ حضورؐ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ صحابہ سے ارشاد فرمایا کہ تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں جو تمام اعمال میں بہترین چیز ہے ۔ اور تمہارے مالک کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ ہے اور تمہارے درجات بلند کرنے والی ہے اور سونے

چاندی کو خرچ کرنے سے بھی زیادہ بہتر ہے۔ اور تم دشمنوں کو قتل کرو۔ وہ تم کو قتل کریں (جہاد) اس سے بھی بڑھی ہوئی۔ صحابہؓ نے عرض کیا ضرور بتایئے آپ نے ارشاد فرمایا اللہ کا ذکر ہے۔ (احمد ابن ماجہ)

۴ ،، اللہ تعالیٰ کے ایسے فرشتے ہیں جو گلی کوچوں میں پھرتے ہیں۔ اور اہل ذکر کو ڈھونڈتے ہیں جب وہ کسی جماعت کو اللہ کا ذکر کرتے ہوئے پاتے ہیں۔ تو ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کہ اپنے مقصود کی طرف آؤ۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ فرشتے اہل ذکر کو اپنے بازوؤں سے پہلے آسمان تک گھیر لیتے ہیں حق تعالیٰ فرماتا ہے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا اس پر ایک فرشتہ عرض کرتا ہے کہ ان میں سے فلاں شخص ذکر کرنے والوں میں سے نہیں وہ تو کسی کام کے لئے آیا تھا۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ یہ جماعت ہے کہ ان کا ہم نشین محروم نہیں رہتا۔ (امام بخاری)

۵ ،، افضل ذکر لا الٰہ الا اللہ ہے اور افضل دعا الحمدللہ ترمذی ابن ماجہ

۶ ،، تم میں سے کوئی شخص ایماندار نہیں ہو سکتا۔ جب تک میں اسے باپ بیٹے اور سب لوگوں سے مال اور عیال سے زیادہ محبوب نہ ہوں (مسلم بخاری نسائی)

۷ ،، مجھ پر بکثرت درود پڑھو۔ مجھ پر درود پڑھنا تمہارے لئے بخشش کا سبب ہوگا۔ میرا قرب اور وسیلہ تلاش کرو کیونکہ یہ چیز رب کے ہاں تمہیں شفاعت کا مستحق قرار دے گی۔ (رواہ ابن عساکر)

۸ ،، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی رکھتا ہے میں اس کو لڑائی کی خبر دیتا ہوں۔ میرا بندہ نوافل کے ساتھ میری طرف نزدیکی ڈھونڈتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو دوست رکھتا ہوں۔ پس جب میں اس کو دوست رکھتا ہوں۔ تو میں اس کی شنوائی بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔

اور اس کی بینائی بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا جس وہ پکڑتا ہے۔ اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اسے عطا کرتا ہوں اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے تو البتہ میں اس کو پناہ دیتا ہوں۔ اور میں کسی چیز میں جس کو میں کرنے والا ہوں ایسا تردد توقف نہیں کرتا جیسا کہ مومن کی جان قبض کرنے میں توقف کرتا ہوں۔ جو موت کو ناپسند کرتا ہے۔ اور میں اسے غمگین کرنے کو ناپسند کرتا ہوں (بخاری)

۹ ،، مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے دیئے ہوئے نور سے دیکھتا ہے (ترمذی)

۱۰ ،، تو دنیا میں ایسا بن کہ گویا مسافر ہے یا رہرو (بخاری)

۱۱ ،، دنیا کی محبت سب گناہوں کی سردار ہے (ابوداؤد)

۱۲ ،، خوشی ہو اس آدمی کے لئے جس نے اپنے نامۂ اعمال میں استغفار بہت پائی (نسائی ابن ماجہ)

۱۳ ہمارا پروردگار ہر رات جب رات کا آخر تہائی حصہ باقی ہوتا ہے پہلے آسمان کی طرف اترتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے۔ کون ہے مجھے پکارے تاکہ میں اس کی دعا قبول کروں کون ہے کہ مجھ سے سوال کرے تاکہ میں اسے عطا کروں کون ہے مجھ سے بخشش طلب کرے تاکہ میں اسے بخش دوں (بخاری مسلم)

۱۴ ،، اللہ اس کی دعا قبول نہیں کرتا جس کا دل اس سے غافل ہو (ترمذی)

۱۵ ،، جب کوئی کسی کے گھر جائے اور کھائے پیئے تو اس کے لئے دعا کرے (ابوداؤد)

۱۶ ،، آپ کی مجلس مقدس میں ایک شخص کی عبادت اور ایک کی پرہیزگاری کا ذکر ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ پرہیزگاری کے برابر کوئی چیز نہیں۔ (ترمذی)

۱۷ ،، جس نے خوف (خدا) کیا اس نے اول ہی رات سے سفر شروع کر دیا۔ اور جس نے اول رات سے سفر شروع کیا۔ وہ منزل پر پہنچ گیا (ترمذی)

۱۸ ،، کسی کے دل میں ایمان اور حسد اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ (مسلم)

۱۹ ،، جو شخص بندوں پر رحم نہیں کرتا۔ اللہ بھی اس پر رحم نہیں کرتا (بخاری مسلم)

۲۰ ،، تحمل کرنا اللہ کی طرف سے جلدی کرنا شیطان کی طرف سے ہے (ترمذی)

۲۱ ،، زبان کو بند رکھو اپنے گھر میں قیام رکھو۔ اپنے گناہوں پر روؤ (ترمذی)

۲۲ ،، زیادہ باتیں نہ کرو کیونکہ خدا کی یاد کے سوا زیادہ بات کا کرنا دل کی سیاہی ہے اور سیاہ دل خدا سے زیادہ دور ہے۔ (ترمذی)

۲۳ ،، ابن مسعود روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگو! خدا سے پوری پوری حیا کرو۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ہم تو خدا سے حیا کرتے ہیں الحمدللہ، آپ نے فرمایا اس طرح نہیں حیا کرو جیسے حیا کرنے کا حق ہے یعنی سر کو اور اس کے ان اجزاء کو جو اس میں ہیں (کان۔ آنکھ۔ زبان۔ ناک) محفوظ رکھو اور پیٹ اور ان چیزوں کا جو اس میں پڑتی ہیں دھیان رکھو۔ موت اور بلا کو یاد رکھو اور جو شخص آخرت کا خیال رکھتا ہے وہ دنیا کی زندگی کی زینت کی پرواہ نہیں کرتا۔ جس نے ایسا کیا اس نے خدا سے پوری پوری حیا کی (ترمذی)

۲۴ ،، جس کسی نے کسی سے دوستی یا دشمنی کرتے ہیں اور اپنا مال خرچ کرنے نہ کرنے میں رضائے الٰہی کو مدنظر رکھا اس نے اپنے ایمان کو کامل کر لیا (ابوداؤد)

۲۵ ،، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جوان کے پاس تشریف لے گئے جو نزع کی حالت میں تھا۔ آپ نے فرمایا کیا حال ہے؟ اس نے کہا خدا سے امید رکھتا ہوں (مغفرت کی) اور اپنے گناہوں سے ڈرتا ہوں آپ نے فرمایا۔ جب کسی بندے کے دل میں اس قسم کی دونو باتیں جمع ہو جاتی ہیں جیسے اس شخص کے دل میں تو اللہ تعالیٰ وہ چیز عطا فرما دیتا ہے جس کی اسے آرزو ہو۔ اور جس چیز سے وہ ڈرتا ہے اس سے امن دے دیتا ہے۔ (ترمذی)

۲۲۸۲۸

۲۶ ۔ ایسا نہیں ہوگا کہ ایک انسان دوسرے انسان کی پردہ پوشی کرے۔ اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی نہ کرے (مسلم)

۲۷ ۔ دو خصلتیں کسی ایماندار میں جمع نہیں ہوتی۔ ایک بخل دوسرے بد خلقی (ترمذی)

۲۸ ۔ مجاہدہ وہ ہے جو اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرے (ترمذی)

۲۹ ۔ مہاجر وہ ہے جس نے ممنوعات الٰہی کو ترک کر دیا (مسلم بخاری)

۳۰ ۔ بڑا جہاد یہ ہے کہ انصاف کی بات ظالم حاکم کے منہ پر کہہ دی جائے (ابوداؤد)

۳۱ ۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ کون سب سے اچھا شخص ہے فرمایا وہ ایماندار آدمی جو جان ومال سے خدا کی راہ میں جہاد کرے۔ پوچھا پھر کون فرمایا جو پہاڑ کے کسی درّے میں رہتا ہو خدا ترس ہو اور خلقت کو اس سے کوئی دکھ نہ پہنچا ہو۔ بخاری مسلم۔

۳۲ ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے فرمایا اسے کوئی چیز نہیں ملتی۔ جس سے اپنے بال سنوارے ایک اور شخص کو دیکھا کہ اس کے کپڑے میلے تھے فرمایا اسے پانی نہیں ملتا کہ اپنے کپڑے دھوئے (ابوداؤد)

۳۳ ۔ جو شخص کسی لباس کو شہرت کی غرض سے پہنے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے ذلّت کا لباس پہنائے گا۔ (ابوداؤد)

۳۴ ۔ تم میری رضا ان ضعیفوں اور فقیروں کی رضا میں ڈھونڈو جو تم میں سے ہیں کیونکہ تم کو صرف ان ضعیفوں کی برکت سے رزق یا مدد ملتی ہے۔ (ابوداؤد)

۳۵ ۔ ایک شخص حضور اقدس ؐ کی خدمت میں آیا اسنے عرض کی یا رسول اللہ آپ اس آدمی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ جس نے ایک گروہ کو دوست رکھا۔ اور وہ ان سے ملا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ انسان اس کے ساتھ (قیامت کو) اٹھے گا۔ جس کو اس نے دوست رکھا۔ (بخاری مسلم)

۳۶ جو ہمسایہ کو خوش رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوتا ہے۔ اس کی دعا قبول کرتا ہے۔ ہمسایہ کی خوشنودی کے باعث بہشت میں جائیگا۔ بخلاف جو ہمسایہ کو ناراض کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے۔ اسکی دعا قبول نہیں کرتا اس کا حشر گناہ گاروں میں ہوگا۔ جب تک ہمسایہ خوش نہ ہوگا بہشت میں نہ جائے گا۔

۳۷ بدترین علماء وہ ہیں جو امیروں کے پاس جاتے ہیں۔ اور بہترین امیر وہ ہیں جو علماء کے پاس آتے ہیں۔ (ابن ماجہ)

۳۸ جس نے اولی الامر کی اطاعت سے ہاتھ کھینچا۔ وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو ایسی صورت میں ملے گا۔ جو اس کے لئے دلیل نہ ہوگی۔ اور جو شخص مرتا ہے اس کی گردن میں کسی کی بیعت نہیں وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔ (مسلم)

۳۹ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں کرے گا۔ نہ اس کی طرف دیکھے گا نہ ان کو پاک کریگا اور ان کو دردناک عذاب ہوگا۔ جنہوں نے کسی پیشوا کی بیعت کی مگر بیعت محض دنیا کی غرض سے کی۔ پس اگر اس کے حسب منشا اس کو کچھ مل گیا تو اس نے تابعداری کی اور اگر نہ ملا تو نہ کی۔ (ترمذی)

۴۰ اے لوگو وہی کام کرو جن کی تمہیں طاقت ہو۔ خدا کو وہی کام زیادہ پسند ہے۔ جو ہمیشہ ہوتا رہے خواہ وہ کتنا ہی قلیل ہو (بخاری)

حضرت علی رضی اللہ کرم اللہ وجہہ

آپ صحابہ رضوان اللہ علیہم میں سے ہیں۔ آنحضرت کے خلیفہ چہارم۔ ولایت کے امام اور تمام اولیاء اللہ کے پیشوا ہیں۔

والد ماجد کا نام ابو طالب والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ تھا۔ آپکی کنیت ابو تراب اور ابوالحسن لقب اسد اللہ حیدر صفدر تھا۔ ۱۱ رجب کو پیدا ہوئے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا زاد بھائی تھے۔ آپ کی عمر دس برس کی تھی۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اعلان فرمایا۔ اور آپ نے اسلام قبول کر لیا۔ آپ حضور صلعم کے ساتھ خلوت جلوت میں رہتے تھے۔ ہجرت کے وقت جب نشیمن رسول گھرا ہوا تھا۔ آپ ہی کو اپنے بستر پر لٹا کر عازم مدینہ ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر کوئی ۲۲، ۲۳ سال کی تھی۔ تیسرے دن آپ بھی ہجرت کر گئے۔ مسجد نبوی کی تعمیر اور جنگ بدر میں بڑی شد ومد سے حصہ لیا فتح کے بعد ۲ھ میں حضور نے اپنی دختر نیک اختر کا عقد بمقابلہ ۴۸۰ درہم حق مہر حضرت علی سے کر دیا۔ نکاح خود پڑھا۔ اور دو نو میاں بیوی پر وضو کا پانی چھڑک کر خیر و برکت کی دعا کی۔ نکاح کے دس گیارہ ماہ بعد حضور نے الگ رہنے کا حکم دیا۔ ورنہ پہلے حضورؐ کے ساتھ ہی رہتے تھے۔

آپنے جنگ احد مہم بنو نضیر۔ غزوہ خندق۔ مہم بنو قریظہ۔ بنو سعد میں شریک ہو کر داد شجاعت دی۔ صلح حدیبیہ میں کفار نے رسول اللہ

لکھنے پر اعتراض کیا۔ حضورؐ نے مٹانے کا حکم دیا۔ آپ نے کہا خدا کی قسم مجھ سے ایسا نہ ہو گا۔ حضورؐ نے خود اپنے ہاتھ سے لفظ رسول اللہ مٹا دیا۔ خیبر کا مضبوط قلعہ آپ ہی کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ فتح مکہ میں بھی شریک تھے۔ چنانچہ خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک کیا۔ غزوہ حنین میں بھی شرکت کی۔ غزوہ تبوک میں آپ شامل نہ ہو سکے۔ اہل بیت کی حفاظت کے لئے چھوڑ دیئے گئے۔ اشاعت اسلام کے لئے آپ یمن گئے۔ روانگی کے وقت حضورؐ نے انکے سینہ پر دست مبارک رکھ کر دعا فرمائی۔ "اے خدا ان کی زبان کو راست گو بنا۔ اور دل کو ہدایت کے نور سے منور فرما۔ اور اپنے دست مبارک سے علیؓ کے سر پر عمامہ باندھا۔ اور روانہ کیا۔ آپ کی چند تقریروں سے سب سے بڑا قبیلہ ہمدان مسلمان ہو گیا۔ مکہ معظمہ میں حج کے موقعہ پر آپ گئے۔ لوگوں کو سورۃ برات سنائی اور اعلان کرا دیا گیا کہ کافر حرم میں داخل نہ ہو۔ مشرک کو حج کی اجازت نہیں۔

شروع شروع میں کچھ دن اذخر کی تجارت کی۔ مگر اونٹ نہ ہونے کی وجہ سے وہ بھی چھوٹ گئی۔ محنت مزدوری اور مال غنیمت پر گزارہ تھا۔ غنیمت ہونے اور نہ ہونے دونوں حالتوں میں شکر الہیٰ بجا لاتے۔ فتح خیبر پر رسول اللہ صلعم نے ایک قطعہ زمین بطور جاگیر عطا کیا۔ گھر میں زیادہ سامان نہ تھا۔ صرف وہی جو حضرت فاطمہؓ جہیز میں لائی تھیں۔ ہفتوں گھر سے دھواں نہ اٹھتا تھا۔ عسرت سے زندگی بسر ہوتی تھی۔ جو کی روٹی پانی میں بھگو بھگو کر کھاتے۔ فقیروں سے ہم نوالہ ہوتے تو اپنا حصہ فقیروں میں بانٹ دیتے۔ سوید کا بیان ہے کہ ایک دن میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھا کہ سرکہ اور نمک سے روٹی کھا رہے ہیں روٹی اتنی خشک تھی کہ کبھی ہاتھوں اور کبھی گھٹنوں سے دبا کر توڑتے تھے۔ عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔

دیکھتا ہوں کہ جوتا سی رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ آپکا جوتا کتنے کا ہے۔ فرمانے لگے
خدا کی قسم یہ مجھے تمہاری دنیا سے زیادہ عزیز ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلعم بھی اپنا
جوتا خود سیتے تھے۔ اپنے کپڑوں میں پیوند لگاتے تھے۔ خچر پر سوار ہو کر
اپنے پیچھے دوسروں کو بٹھا لیتے تھے۔ ایک بار گھر میں کھانے کے لئے کچھ موجود
نہ تھا مزدوری کے لیئے گھر سے باہر نکلے۔ ایک یہودی عورت ملی جو مٹی کے ڈھیلے
جمع کر کے ان کو پانی میں بھگونا چاہتی تھی۔ آپنے ایک کھجور فی ڈول پر مزدوری طے
کر لی اتنے ڈول نکالے کہ ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے۔ اس طرح کچھ کھجوریں ملیں
اور گذارہ کیا۔ کھانے پینے کا یہ عالم اور شجاعت کا یہ عالم کہ جو قلعہ کسی سے فتح
نہ ہو آپ فتح کریں مگر عہدِ صدیقی کے ساتھ ہی یہ عسرت ختم ہو گئی۔ حضرت عمرؓ نے باغ
فدک کا انتظام آپکے سپرد کر دیا۔ اور ایک ہزار روپیہ سالانہ وظیفہ مقرر کر دیا۔ اسی پر
قانع رہے۔ سلا۱۱ھ ماہ ربیع الاول میں سرورِ عالم بیمار ہوئے۔ آپنے پوری پوری
تیمار داری کی ایک روز حضرت عباسؓ نے ہاتھ پکڑا اور کہا مجھے وقتِ آخر معلوم ہوتا
ہے اپنے لئے خلافت کی وصیت کرالیں۔ فرمایا میں ہرگز اسکے لیئے کوشش نہ کرونگا
کیونکہ حضور نے اگر انکار کر دیا تو ہمیشہ کیلیئے امید نہ رہے گی۔ ۱۲ ربیع الاول بروز
دوشنبہ جب آفتاب رسالت چھپ گیا۔ تو غسل تجہیز و تکفین کے مراسم آپ ہی نے
انجام دیئے۔ آپ کو بہت صدمہ ہوا۔ کیونکہ حضورؐ کی آغوش میں پرورش پائی تھی
ظاہری اور باطنی علوم کی تکمیل کی تھی۔ نیز دامادی کا شرف حاصل تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق
کی بیعت تمام اہلِ مدینہ نے کر لی۔ بنو ہاشم اس انتخاب کو اپنی حق تلفی سمجھتے رہے۔
حقیقت یہ ہے کہ حضرت فاطمہؓ کی سوگوار زندگی نے ان کو بالکل خانہ نشین بنا دیا تھا

صرف ان کی دلدہی میں مصروف رہے۔ حضرت فاطمہؓ کا جب ۶ ماہ بعد انتقال ہوا آپ نے خود بخود صدیق اکبرؓ کے فضائل کا اعتراف کر کے بیعت کر لی۔ اور ان کی مجلس شوریٰ کے رکن رہے۔ حضرت عمرؓ بھی آپ کے بغیر مہمات میں قدم نہ اٹھاتے تھے دونوں میں پوری پوری یگانگت تھی اگر علیؓ نہ ہوتا تو عمر ہلاک ہو چکا تھا۔ بیت المقدس کو گئے تو نائب خلافت آپ ہی کو بنا کر گئے۔ آپ کی ایک لڑکی ام کلثوم کی شادی حضرت فاروق اعظم کے ساتھ ہو گئی۔ انہوں نے دونو صاحبزادوں کا وظیفہ پانچ پانچ ہزار مقرر کر دیا تھا۔ حضرت علیؓ سے یہ امر بالکل غیر متوقع تھا۔ کہ ۲۴ سال تقیہ سے کام لیتے رہے۔ ریاکارانہ ملتے اور بیعت کرتے۔ حضرت عثمانؓ کے مقابلہ میں آپ کا نام باقاعدہ پیش ہوا۔ مگر حکمت بالغہ الٰہیہ اسی میں تھی کہ حضرت عثمانؓ خلیفہ ہو گئے۔ حضرت عثمانؓ کو بھی ان کے دور خلافت میں مخلصانہ مشورے دیتے رہے ایک دفعہ آپ نے صاف صاف کہہ دیا۔ کہ لوگوں میں بے چینی آپ کے مقرر کردہ عمال کی بے اعتدالیوں کا نتیجہ ہے حضرت عثمانؓ نے فرمایا میں نے عمال کے انتخاب میں فاروقی اصول ہی کو پیش نظر رکھا۔ پھر یہ بے چینی کیوں فرمایا فاروقؓ نے سب کی نکیل اپنے ہاتھ رکھی تھی اور گرفت اتنی سخت تھی کہ عرب کا سرکش سے سرکش اونٹ بھی بلبلا اٹھتا تھا۔ اور آپ ضرورت سے زیادہ نرم ہیں عمال آپ کی نرمی سے فائدہ اٹھا کر من مانی کارروائیاں کرتے ہیں اور ہدف آپ بنتے ہیں۔ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد امور خلافت تین دن تک بالکل معطل رہے۔ آخر مہاجرین اور انصار کے کہنے پر ۱۸ ذوالحجہ کو بار خلافت اٹھا لیا۔

حضرت عثمان کے قاتلین کا جھگڑا

شروع ہوا تمام عمال عثمانی کو معزول کیا۔ اور ان کی جگہ نئے عمال مقرر کئے۔ خود مدینہ منورہ چھوڑ کر کوفے میں مستقل اقامت اختیار کر لی اور دارالحکومت حجاز سے عراق کو

منتقل ہو گیا۔ اس کا کوئی اچھا نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ خوارج کے فتنے کا آپ نے پوری طرح استیصال کیا۔ آپ کا پانچ سالہ دورِ خلافت انہی فتنوں کو دور کرنے میں گذرا ابن ملجم خارجی نے آپ کو زہر آلود تلوار سے ۱۷ رمضان شب جمعہ ۴۰ھ میں زخمی کر دیا۔ ۲۱ رمضان کو تیسرے دن شہادت پائی۔ آپ کا قد میانہ رنگ گندم گون بلبان گٹھا ہوا آنکھیں بڑی بڑی چہرہ پر رونق۔ سینہ چوڑا اس پر بال۔ آپ کے سر پر بال نہ تھے۔ ریش چوڑی کندھوں تک۔ پیٹ بڑا اور نکلا ہوا۔ آپ نے عمر میں صرف ایک بار مہندی کا خضاب کیا تھا۔ آپ پر گرمی سردی کا اثر نہ ہوتا تھا۔ جاڑے کا کپڑا گرمی میں گرمی کا کپڑا جاڑے میں پہن لیا کرتے تھے۔ غزوہ خیبر میں حضرت رسالتمآب نے دعا فرمائی تھی اللھم اذھب عنہ الحر والبرد۔ آپ ہمیشہ اونچے دامن اور چھوٹی آستین کا کرتہ پہنتے معمولی کپڑے کا تہبند ہوتا۔ عمامہ سر پر رکھنا بہت پسند فرماتے۔ اور کہا کرتے کہ یہ عرب کا تاج ہے۔ گاہے گاہے سفید ٹوپی بھی سر پر رکھتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جو فرامین اور مکاتیب لکھے جاتے تھے۔ اکثر آپ کے ہاتھ سے لکھے جایا کرتے۔ آپ کو پورا قرآن شریف حفظ تھا۔ آپ کا شمار مفسرین کے اعلیٰ طبقہ میں تھا۔ مسائل کے استنباط میں بھی آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ اس بنا پر عہد رسالت میں یمن کے قاضی مقرر ہوئے تھے۔ آپ کو فصاحت و بلاغت و خطابت میں بڑا ملکہ حاصل تھا۔ نہج البلاغت میں آپ کے خطبات جمع ہیں۔ ان میں اکثر جگہ ترمیم و تنسیخ ہو گئی ہے۔ آپ کی طرف بہت سے اشعار بھی منسوب ہیں۔ لیکن اکثر اشعار جعلی ہیں۔ دیوان علی جو آجکل ملتا ہے۔ بالکل جعلی ہے علم نحو کی ابتدائی تدوین آپ ہی نے کی

آپ نہایت سادہ مزاج تھے۔ زاہدانہ زندگی تھی۔ دنیوی جاہ و حشم کو

بنظرِ تحقیر دیکھتے تھے۔ غربا۔ اور مساکین کو نہایت فیاضی سے دیتے تھے۔ کسی سائل
کو دروازے سے محروم نہ جانے دیتے تھے۔ قیدیوں کو بیت المال سے کھانا دیتے تھے
شعارِ اسلامی کا پورا خیال رکھتے تھے۔ ایک شخص نے رمضان میں شراب پی آپ نے
اسے ۸۰ کوڑوں کی بجائے ۱۰۰ کوڑے لگوائے۔ کہ رمضان کی بے حرمتی ہوتی ہے۔
جب بازار سے گزرتے بوجھ اٹھانے والوں کی مدد کرتے۔ ان کا بوجھ اٹھوا کر
سروں پر رکھواتے۔ بھولوں کو راہ دکھاتے۔ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرنے میں شرم
نہ کرتے۔ بازار سے ایک دفعہ کھجوریں خریدیں۔ باندھ کر کندھوں پر اٹھانا چاہتے
تھے۔ کہ ایک نے کہا امیر المومنین بوجھ میرے سر پر رکھ دیں۔ فرمایا بوجھ بچوں کے باپ ہی
کو اٹھانا سزاوار ہے۔ ایک شخص نے پوچھا اے امیر المومنین آپ پیوند لگا ہوا کپڑا کیوں
پہنتے ہیں۔ فرمایا۔ اس سے انکساری نرم دلی پیدا ہوتی ہے۔ نیز دوسروں کے لئے
اچھی مثال قائم ہوتی ہے۔ ایک آدمی اپنے کسی بستہ کام کی کشائش کے لئے آیا۔ اور
توجہ کا طالب ہوا۔ فرمایا جب تجھے کوئی حادثہ گھیرے تو آیت اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا
اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ میں فکر کر۔ فرمایا قاعدہ ہے کہ جب معرفہ کو کلام میں تکرار
کرتے ہیں۔ تو دوسرے سے مراد عین اوّل ہوتا ہے نکرہ میں نہیں پس آیت کے
معنی یوں ہونگے۔ تحقیق سختی کے ساتھ آسانی ہے۔ اور اسی سختی کے ساتھ
آسانی دیگر ہے۔ یعنی مدت عسر کم ہے اور ہنگامہ یسر و کشائش زیادہ۔ پس جو کوئی
[redacted] حق سبحانہ سے مطلع ہو جائے تو اس کی عسرت یسرت میں اور محنت راحت میں
بدل جائیگی۔ ایک شخص اسی مجلس میں بیٹھا تھا بولا یا امیر المومنین کیا اس آیت کے
معنے یوں ہیں۔ فرمایا کہو اس نے کہا۔ پہلے کلام میں عسرت کے ساتھ یسرت ہے بعد
میں اسی عسرت کے ساتھ یسرت ہے گویا دو یسر ایک عسر کیلئے واقع ہوئیں۔
حضرت امیرؑ نے اس کا جواب سن کر بہت پسند فرمایا۔ اور کہا احسنت! آج کولسا

پیشوا۔ عالم۔ یا بادشاہ ہے۔ ایک آدمی کی بات کو اپنے قول پر ترجیح دے۔ آپ کسی کو پیچھے چلنے نہ دیتے۔ فرماتے اس میں والی کیلئے فتنہ اور مومن کیلئے ذلت ہے۔ متقی پرہیزگار کی تعظیم و تکریم کرتے۔ اور فرماتے ان اللہ یحب المتقین آپ نماز حضور قلب سے ادا کرتے اور جب نماز ادا کرتے تو تین بار استغفار (ششم کلمہ) پڑھتے۔ لوگوں نے پوچھا نماز نیکی کا کام ہے آپ نماز کے بعد استغفار اور توبہ کیوں کرتے ہیں۔ فرمایا حضور صلعم نے فرمایا ہے۔ جس کی نماز میری نماز جیسی نہ ہو۔ وہ اس نمازی کو واپس کی جاتی ہے۔ لوگوں نے آنحضرت صلعم سے پوچھا کس طرح آپ کی نماز کی طرح ہو سکتی ہے۔ فرمایا جو تین بار کلمہ ششم پڑھے۔ آپ درود شریف کی کثرت کرتے تھے۔ آپ فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد ایک نیزہ سورج نکلنے تک قبلہ رو بیٹھے رہتے۔ اور یاد الٰہی میں مصروف رہتے۔ فجر کی نماز کے سلام کے بعد دس مرتبہ پڑھتے۔ لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر ھو علی کل شئ قدیر سورج نکلنے تک کسی سے بات نہ کرتے تصوف میں تمام بڑے بڑے سلسلے آپ پر ہی جاکر ختم ہوتے ہیں۔ حضرت جنید؈ فرمایا کرتے تھے۔ شیخنا فی الاصول و البلاء علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ۔

حضرت فاطمہ کی وفات کے بعد متعدد شادیاں کیں جن کی تعداد ۹ تک ہے۔ ان کے علاوہ کئی کنیزیں تھیں۔ جن سے ۱۴ بیٹے اور ۱۷ لڑکیاں ہوئیں ان میں سے آپ کو حضرت امام حسن؄ حضرت امام حسین؄ اور حضرت امام حنفیہ سے بہت انس تھی۔ اور ان ہی کو باطنی تعلیم سے نوازا۔

ارشادات عالیہ

۱۱۱ کارخانہ قدرت میں فکر کرنا بھی عبادت ہے۔

(۲) ،، دین کی درستی دنیا کا نقصان کرنے سے ہوتی ہے۔

۳ ،، خدا کی رحمت بندے کے گناہ سے بڑی ہے اور اقرارِ جرم۔ مجرم کی اچھی سفارش ہے

۴ ،، جس مال سے تمہیں کوئی نصیحت ہو جائے یا کوئی تجربہ ہو جائے تو وہ مال ضائع نہیں ہوا

۵ ،، درویشی کبھی عذاب کا باعث ہوتی ہے۔ بدخوئی۔ شکایت اور قضائے الٰہی پر جھنجھلانا اس کی علامات ہیں۔ درویشی کبھی سعادت کا باعث ہوتی ہے

۶ ،، جس نے اپنے نفس کا جائزہ لیا وہ نفع میں رہا۔ جس نے غفلت کی وہ نقصان میں رہا۔ جو خدا سے ڈرگیا بے خوف ہوگیا۔ جس نے عبرت حاصل کی اپنے حقیقت کو پالیا۔ جس نے حقیقت کو پالیا وہ سمجھ گیا۔ اسے علم الیقین حاصل ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرکے غیراللہ سے دل کو بے پرواہ بنا

۷ ،، جو حرام کی کمائی کا ایک لقمہ کھاتا ہے یا ایک پیالہ پانی پیتا ہے قیامت کو اس کا پیٹ دوزخ کی آگ سے بھرا جائیگا۔ اور اس کی عبادت چالیس روز تک اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا۔ اس کا چہرہ بے نور۔ اور اس کی دعا نامقبول ہوتی ہے۔

۸ ،، ایک صاع کھانا بھائیوں کے سامنے رکھنا ایک غلام آزاد کرنے سے زیادہ عزیز ہے۔

۹ ،، حق تعالیٰ نے آئمہ ہدیٰ سے عہد لیا ہے۔ کہ ان کا لباس ادنیٰ آدمیوں جیسا ہو تاکہ امراء تقلید کریں۔ اور فقراء شکستہ دل نہ ہوں۔

۱۰ ،، ریا کار کی تین علامات ہیں۔ جب اکیلا ہوگا سست ہوگا۔ جب لوگوں کو دیکھے گا تو خوشی میں آئے۔ تعریف میں عمل زیادہ اور خدمت سے

عمل کم کرے

۱۱ جو دوزخی کو دیکھنا چاہے وہ اس آدمی کو دیکھ لے کہ خود بیٹھا اور لوگ اس کے سامنے کھڑے ہوں

۱۲ مسلمانو! کافروں سے جنگ کرو۔ اور قتل ہو جاؤ۔ بستر پر جان دینے سے تلوار کی ہزار ضربیں مجھ پر آسان ہیں

۱۳ قیامت کے دن علما سے کہیں گے۔ (۱) کیا تمہارے ہاتھ لوگوں نے سودا سستا نہیں بیچا۔ (۲) کیا لوگ تمہارے کام میں مستغرق نہیں رہے (۳) کیا لوگوں نے تمہیں پہلے سلام نہیں کیا۔ یہ سب تمہارے اعمال کی جزا تھیں۔

۱۴ خوش خلقی تین باتوں میں ہے۔ محرمات سے بچنا۔ حلال روزی کی تلاش عیال پر زیادہ خرچ کرنا۔

۱۵ جسے صبر نے نجات نہ دی تو اسے جزع فزع نے تباہ کر دیا۔

۱۶ جب عقل کامل ہو جاتی ہے تو کلام کم ہو جاتا ہے۔

۱۷ بندہ کے لئے ضروری ہے کہ پانچ وضو کرے۔ قلب کا وضو اور وہ یہ ہے کہ قلب کو دغا۔ فریب۔ حسد۔ بغض اور عداوت سے پاک کرے

زبان کا وضو اور وہ یہ ہے کہ غیبت نہ کرے۔
شکم کا وضو " " " کہ مشتبہ اور حرام کی چیز نہ کھائے۔
تن کا وضو " " کہ حرام نہ پہنے
ظاہری وضو " " اعضا کو پانی سے دھوئے اور مسح کرے

۱۸ اگر میں بچپنے میں مرجاتا اور میں بہشت میں داخل ہوتا۔ تو مجھے بغیر معرفت حق تعالیٰ بہشت اچھا نہ لگتا۔

۱۹ ایک شخص نے آپ سے پوچھا فسق کیا ہے فرمایا۔ یہ بڑی راہ ہے۔

اس میں نہ بیٹھ۔ پھر اس نے یہی سوال کیا فرمایا گہرا دریا ہے میت داخل ہوا میں
پھر پوچھا فرمایا یہ اللہ کا بھید ہے تجھ سے پوشیدہ اس کی تفتیش نہ کر۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ آئمہ اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم میں سے ہیں۔ اپنے زمانے کے سردار اور محقق اولیاء اللہ میں سے تھے۔ تمام اہل طریقت آپ کے حال اور سیرت کی درستی پر متفق ہیں۔

حسینؓ نام ابو عبداللہ کنیت۔ سید شباب اہل جنۃ لقب۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کے فرزند اور حضرت فاطمۃ الزہرہ کے بیٹے ہیں۔ آپ مدینہ منورہ میں ۴ شعبان بروز منگل ۴ھ میں پیدا ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کانوں میں آذان دی۔ عقیقہ کے بعد والدین نے حرب نام رکھا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نام بدل کر حسین رکھا۔ دایہ آپ کی ام الحارث تھیں۔ آپ سات برس کے تھے کہ نانا ؐ نے وفات پائی۔ حضرت ابوبکرؓ اپنے زمانہ خلافت میں آپ کو بہت مانتے تھے۔ حضرت عمرؓ بھی اپنے زمانہ خلافت میں بڑی شفقت فرماتے تھے۔ اور قرابت رسول اللہ صلی علیہ وسلم کا خاص لحاظ رکھتے تھے۔ چنانچہ جب بدری صحابہ کے لڑکوں کا وظیفہ دو ہزار مقرر کیا۔ تو حضرت حسینؓ کا محض قرابتِ رسول ؐ کے لحاظ سے پانچ ہزار مقرر کیا۔ حضرت عثمانؓ کی خلافت میں آپ جوان ہو چکے تھے۔ اور ۳۰ھ میں طبرستان کی فوج کشی میں مجاہدانہ شریک ہوئے۔ جب حضرت عثمانؓ کے خلاف بغاوت برپا

ہوئی۔ تو حضرت علیؓ نے دونو بھائیوں کو حفاظت پر مامور کیا۔ جنگِ جمل اور صفین میں اپنے والد بزرگوار کے ساتھ بڑی سرگرمی سے حصّہ لیا۔ اور خوارج کی سرکوبی بڑے انہماک سے کی۔ آپ حضرت علیؓ کے ساتھ کوفہ چلے گئے تھے۔ ان کے ساتھ ہر جہاد میں شریک رہے۔ حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد حضرت حسنؓ کیساتھ رہے۔ جب ۴۱ھ میں حضرت حسنؓ امیر معاویہ کے حق میں دست بردار ہونے لگے تو حضرت حسین نے سخت مخالفت کی۔ مگر آخر برادرِ بزرگ کے سامنے سرِ تسلیم کرنا پڑا۔ اور ان کے ساتھ مدینہ منورہ آ گئے۔ گو حضرت حسینؓ امیر معاویہ کو حق پر نہ سمجھتے تھے تاہم ان کے زمانہ کی لڑائیوں میں برابر شامل ہوئے۔ ۴۹ھ میں قسطنطنیہ کی مہم میں شرکت کی اس عہد میں آپ کو دو لاکھ سالانہ وظیفہ دیا جاتا تھا۔ چنانچہ زندگی بہت فارغ البالی سے گزاری امیر معاویہؓ امام حسینؓ کا بے حد لحاظ اور خیال رکھتے تھے

جب امیر معاویہؓ نے یزید کی ولی عہدی کی بیعت لی۔ تو آپ نے اس امر کو خلافِ سنتِ رسول و سنتِ خلفا جانا۔ اور بیعت نہ کی۔ امیر معاویہؓ نے بھی زور نہ دیا امیر معاویہؓ نے موت کے وقت یزید کو وصیت کی کہ اہلِ عراق حسینؓ کو ضرور تیرے مقابلہ میں کھڑا کریں گے۔ جب حسینؓ مقابل میں آئیں تو ان پر قابو پالے تو درگزر سے کام لینا کیونکہ قرابت دار، بڑے حقدار رسول اللہ صلعم کے عزیز ہیں۔ جب یزید جانشین ہوا تو اپنی حکومت کی بقا کے لئے حضرت حسین کی بیعت لینا ضروری سمجھا اسلئے ولید بن عتبہ حاکمِ مدینہ کو حکم بھیجا کہ بیعت لی جائے۔ ولید نے نائب مروان سے صلاح کی۔ اسنے کہا بلاؤ اگر نہ مانیں سر قلم کرو۔ حضرت حسین گئے اور فرمایا جب عام لوگوں کو بیعت کیلئے بلاؤ گے میں بھی آجاؤنگا۔ اور تمام مسلمان جو صورت اختیار کریں گے مجھے کوئی عذر نہ ہوگا۔ ولید مان گیا۔ حضرت حسینؓ گھر لوٹ آئے۔ اور محمد بن حنفیہ کے مشورہ سے خفیہ مکہ چل دیئے۔ کوفہ سے خطوط آرہے تھے چنانچہ تحقیقِ حال

کیلئے مکہ سے حضرت نے مسلم بن عقیل کو کوفہ روانہ کیا۔ اٹھارہ ہزار کوفیوں نے حضرت حسینؓ کی خلافت اور ان کی حمایت میں جنگ کرنے پر حضرت مسلم سے بیعت کی۔ مسلم نے اپنی گرفتاری اور قتل سے قبل حضرت حسینؓ کو خط لکھا کہ سارا شہر آپ کا منتظر ہے جلدی تشریف لائیے۔ حضرت حسین نے سفر کی تیاری کی کوفہ میں حالات دگرگوں ہو چکے تھے اس کے متعلق آپ کو خبر نہ ہوئی تھی۔ اکابرین نے بالخصوص اور عوام نے بالعموم حضرت امام حسینؓ سے کہا کہ کوفہ نہ جائیے سراسر ہلاکت کا موجب ہے۔ ہر منزل پر آپ کو روکا گیا۔ مگر آپ کہتے تھے خدا کی مرضی ہو کر رہے گی۔ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے آپ نے ایک حکم دیا ہے میں اس کو پورا کرونگا خواہ نتیجہ میرے موافق نکلے خواہ خلاف جو کچھ خدا نے لکھ دیا ہے اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے جوں جوں حضرت آگے بڑھتے تھے لوگ جوق در جوق ساتھ ہوتے جاتے تھے جب آپ زبالہ پہنچے تو آپ کو کوفیوں کے حال کا پتہ ہو گیا۔ آپ نے ہجوم کو اکٹھا کر کے تقریر کی۔ اور کہا ہمارے شیعوں نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا ہے اسلئے تم میں سے جو واپس جانا چاہے واپس ہو جائے۔ ہماری جانب سے اس پر کوئی الزام نہیں۔ اس پر چند جاں نثار رہ گئے۔ باقی منتشر ہو گئے۔ تیسری محرم کو ۶۱ھ عمر بن سعد چار ہزار فوج لیکر آیا تاکہ حضرت امام کے آنے کا مقصد پوچھے۔ قرہ بن سعد گئے۔ اور سوال پوچھا حضرت نے جواب دیا تمہارے شہر والوں نے خطوط لکھ کر مجھے بلایا ہے۔ اگر تم لوگ میرا آنا پسند نہیں کرتے تو میں لوٹ جاتا ہوں قرہ نے جاکر عمر بن سعد کو یہ پیغام سنا دیا۔ اس نے کہا "خدا نے مجھے حسینؓ سے جنگ کرنے کو بچا لیا۔ لہذا سوال اور حسینؓ کا جواب لکھ کر ابن زیاد کو بھیج دیا۔ اس نے حکم بھیجا کہ حسینؓ اور اس کے ساتھیوں سے بیعت لے لو۔ اگر نہ مانیں تو پانی بند

کر دو۔ اور پانسو سواروں کا ایک دستہ فرات پر پانی روکنے کیلئے بھیج دیا۔ ۲ محرم سے پانی روک دیا گیا۔ عمر ابن سعد نے لکھا کہ حضرت امام واپس جانے کیلئے تیار ہیں۔ مگر ابن زیاد نے جواب دیا۔ بیعت کے بغیر نہیں جا سکتے۔ آخر دس محرم کو جنگ ہوئی۔ حضرت حسینؑ کیساتھ ۷۲ آدمی شہید ہوئے۔ ان میں ۲۰ آدمی بنی ہاشم کے چشم و چراغ تھے۔ شہادت کے دوسرے تیسرے دن غاضریہ کے باشندوں نے شہداء کو دفن کیا۔ اور حضرت حسینؓ کا لاشہ بے سر دفن کیا گیا۔ اور سر مبارک ابن زیاد کے پاس بھیج دیا گیا۔

آپ بہت ہی خوبصورت تھے سینہ سے پاؤں تک مشابہت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رکھتے تھے۔ حضورؐ نے فرمایا حسینؓ مجھ سے اور میں حسینؓ سے خدا تعالیٰ دوست رکھے اسکو جو حسینؓ کو دوست رکھے۔ اور خوار کرے اس کو جو دشمن حسین کا ہو۔ آپنے علم باطن اپنے والد حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے حاصل کیا۔ آپ زمانہ کے محقق اولیاء اللہ میں سے تھے۔ آپکے کمالات علمی کے سب معترف تھے معاصرین اکثر استفتا کیا کرتے تھے۔ مذہبی کمالات کے علاوہ عرب کے مروجہ علوم میں پوری پوری دستگاہ رکھتے تھے۔ چنانچہ آپ ایک ممتاز خطیب تھے آپ بڑے نمازی بڑے روزہ دار بہت حج کرنیوالے بڑے صدقہ دینے والے تمام اعمال کو کثرت سے کرنے والے تھے۔ آپنے ۲۵ حج پا پیادہ کئے۔ کوئی سوالی آپکے دروازے سے خالی نہ جاتا تھا۔ اہل طریقت آپکے حال اور سیرت کی درستی پر متفق ہیں۔ آپ فرمایا کرتے تھے ہم لوگ اہل معصیت ہیں۔ جو آپسے احسان کرتا اسے ہمیشہ یاد رکھتے۔ اور اسکا اچھا بدلہ ادا کرتے۔ ایک دفعہ آپ حج کیلئے جا رہے تھے۔ حضرت امام حسنؓ اور عبداللہ بن جعفرؓ بھی ہمراہ تھے زادِ راہ ختم ہو گیا۔ پیاس اور بھوک لگی ایک بڑھیا نے اپنی بکری کا دودھ دوہ کر دیا اور پھر وہی بکری ذبح کر کے آپ کو کھانا

کھلایا۔ آپ حج سے فارغ ہو کر بخیریت واپس مدینہ پہنچ گئے ایک مدت گذرنے کے بعد وہی بڑھیا اتفاقاً مدینہ منورہ آئی۔ امام حسینؓ اور دیگر رفقاء نے بڑھیا کو پہچان لیا۔ چنانچہ بڑھیا کو ایک ہزار بکری اور ہزار درہم دیکر عزت سے رخصت کیا

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں۔ ایک دن میں حضرت امام کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک کنیز نے پھولوں کا گلدستہ پیش کیا۔ گلدستہ لیکر حضرت امام نے سونگھا۔ اور فرمایا جاؤ تو اللہ کی راہ میں آزاد ہے۔ حضرت فرماتے ہیں میں نے کہا آپ نے ایک گلدستہ پہ کنیز کو آزاد کر دیا۔ آپنے فرمایا قرآن میں حکم ہے۔ جب تمہیں کوئی اچھی چیز پیش کی جائے تو تم اس سے بھی اچھی پیش کرو۔

ایک دفعہ حضرت امام حسنؓ آپسے رنجیدہ ہو گئے ایک دن گذرنے پر امام حسینؓ بہت بیقرار رہے۔ اور اپنے بڑے بھائی کے پاس جانے لگے ایک حدیث یاد آنے پر رک گئے۔ اور حضرت امام حسنؓ کی خدمت میں پیغام بھیجا۔ میں آپ کو راضی کرنے کیلئے پہل کرنا چاہتا تھا مگر نانا جانؐ کا فرمان یاد آ گیا۔ کہ جو اپنے رنجیدہ بھائی کو راضی کرنے میں پہل کرتا ہے وہ جنت میں بھی اس سے پہلے داخل ہوگا اور میں یہ بات پسند نہیں کرتا۔ کہ جنت میں جاتے میں آپ سے پہل کروں کیونکہ آپ بڑے ہیں لہٰذا آپ میرے ہاں تشریف لائیے حضرت حسن پیغام سنتے ہی آئے اور دونو بھائی محبت سے بغلگیر ہوئے۔

ایک دن ایک سوالی آیا اور کہا کہ اے فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک درویش ہوں بال بچے زیادہ ہیں آج رات کا کھانا جناب سے مانگتا ہوں آپنے کہا بیٹھ جا ہمارا رزق راستے میں ہے اس کے آنے تک صبر کر ایک پہر بھی نہ گذرنے پایا ہوگا کہ معاویہ کی بھیجی ہوئی دیناروں کی پانچ تھلیاں آئیں آپ نے پانچوں ہی دے کر اس سے معافی مانگی کہ تجھے دیر ہوئی۔

آپ کی مجلس میں لوگ اس طرح خاموشی سے بیٹھتے تھے گو یا ان کے سر پر چڑیاں بیٹھی ہیں۔ آپنے مختلف اوقات میں متعدد شادیاں کیں آپ کی ازواج میں لیلیٰ، حباب جرار، سکینہ، غزالہ تھیں۔ ان سے متعدد اولادیں ہوئیں ان میں سے علی اکبر، عبداللہ، علی اصغر واقعہ کربلا میں شہید ہوئے۔ صاحبزادیوں میں سکینہ، فاطمہ اور زینب تھیں۔ حضرت زین العابدین باقی بچ گئے ان سے نسل آگے چلی۔ ۱۰ محرم ۶۱ھ ۵۷ سال ۵ ماہ کی عمر میں آپ شہید ہوئے مزار مبارک کربلائے معلیٰ میں ہے۔

ارشادات مقدسہ

۱ بہترین مال وہی ہے جسکے ذریعہ آبرو بچائی جا سکے۔

(۲) جو بدعہدی کرتا ہے وہ اپنے ہی خلاف بدعہدی کرتا ہے۔ ظالموں کے ساتھ زندہ رہنا بجائے خود ایک جرم ہے۔

۳ میں ڈراتا ہوں بھائیو! اپنے دین کو لازم پکڑو۔

۴ ہم اہل بلا ہیں اور دنیوی راحتوں سے باز رکھے گئے ہیں۔ ہم نے اپنی مرادوں کو گم کر دیا ہے۔

۵ دوسروں کی مرادیں بر لانے پر زندگی بسر کرنی چاہیے۔

۶ تجھ پر سب سے زیادہ شفقت کرنے والا بھائی تمہارا دین ہے۔ انسان کی نجات اخروی دین کی متابعت میں ہے۔ اور اسکی ہلاکت دین کی مخالفت میں ہے۔

۷ اللہ کیلئے کسی کی حاجت پوری کرنے کو میں اپنے ایک ماہ کے اعتکاف سے بہتر سمجھتا ہوں۔

۸ اگر لوگ اپنی حاجات تمہارے پاس لائیں تو ملول نہ ہو کیونکہ ان کی حاجات تمہاری طرف یہ اللہ تعالیٰ کا انعام ہے اگر تم اس سے ملول ہو گئے تو یہ انعام قہر

سے بدل جاتے گا

۹ : ایک دن حجر اسود کو پکڑے دعا کر رہے تھے یا اللہ تُو نے مجھ پر انعام فرمایا مگر مجھے شکر گزار نہ پایا۔ میری آزمائش کی اور مجھے صابر نہ پایا مگر اس پر بھی اے اللہ تو نے اپنی نعمت نہ چھینی اور نہ مصیبت کو مجھ پر رہنے دیا۔ یا اللہ کریم سے کرم ہی ہوا کرتا ہے۔

۱۰ : بندگی یہ ہے۔ کہ بندہ آپ سے باہر ہو جائے یعنی ذاتِ احدیت میں ایسا غرق ہو کہ اپنے وجود کو درمیان میں حائل نہ پائے۔

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ ائمہ اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم میں سے ہیں۔ عابدوں کی زینت اور اوتاد کی شمع ہیں۔

نام مبارک آپ کا علی اور کنیت ابوالحسن ہے لقب زین العباد ہے ولادت آپکی مدینہ منورہ ۲۵ جمادی الاول ۳۸ھ میں ہوئی۔ والدہ ماجدہ آپکی نوشیروان عادل کی پوتی بی بی شہر بانو دختر یزدشاہ ایران کی ہیں۔ حضرت علیؓ کے عہد میں آپ بچہ تھے اس لئے کوئی واقعہ لائق ذکر نہیں۔ سن رشد کو پہنچنے کے بعد کربلا کا واقعہ پیش آیا۔ اس سفر میں اپنے والد بزرگوار کے ساتھ تھے لیکن علالت کی وجہ سے شریک جنگ نہ ہو سکے۔ گرفتار ہو کر ابن زیاد کے حوالے ہوئے۔ ابن زیاد نے یزید کے پاس تمام بھجوا دیا۔ یزید نے زین العابدین سے کہا۔ اگر تم ہمارے ساتھ رہنا چاہو تو تمہیں ہر صلہ رحمی سے پیش آؤنگا۔ اور تمہارا پورا پورا حق ادا کرونگا۔ اور اگر واپس جانا چاہو۔ تو واپس جا سکتے ہو تمہارے ساتھ سلوک کرتا رہونگا۔

واپس جانے کی خواہش ظاہر کی۔ سرکاری فوج کی نگرانی میں انہیں بحفاظت واپس کر دیا۔ اور کہا اگر کسی مہم کی ضرورت پیش آئے۔ مجھے فوراً لکھنا اعزہ کی شہادت گھر کی بربادی اور اپنی بے کسی پر آپ کا دل ایسا ٹوٹا کہ مدینہ آنے کے بعد عزلت نشینی اختیار کر لی۔ اور آئندہ کسی تحریک میں کوئی حصہ نہ لیا۔ اور ہر فتنہ انگیز تحریک سے اپنا دامن بچاتے رہے۔ یزید نے بھی ہر موقعہ پر آپ کا بڑا لحاظ کیا امام زہری کا بیان ہے کہ امام زین العابدین اپنے خاندان میں سب سے زیادہ سلامت رو اور مطیع تھے۔ مروان اور عبدالملک تمام اہل بیت میں ان کو سب سے زیادہ مانتے تھے ۲۵ محرم ۹۴ھ ۹۵ھ میں مدینۃ الرسول میں وفات پائی۔ اور جنت البقیع میں اپنے بابا حضرت حسن رضؓ کے پہلو میں دفن کیے گئے

آپ کے فضل و کمال کے متعلق زہری کہتے ہیں کہ میں نے مدینہ میں ان سے زیادہ افضل کسی کو نہیں پایا۔ امام نووی لکھتے ہیں۔ کہ ہر شے میں ان کی جلالت و عظمت پر سب کا اتفاق ہے۔ حدیث میں آپ کی مرویات کثرت کی حد تک پہنچ جاتی ہیں۔ آپ سے فیض اٹھانے والوں کا دائرہ بڑا وسیع ہے۔ فقہ میں آپ کا پایہ نہایت بلند تھا۔ مدینہ کے مشہور فقہاء کے بعد آپ ہی کا نمبر ہے۔

آپ کا دل خشیت الٰہی سے لبریز تھا۔ ایک دفعہ حج کو گئے۔ احرام باندھنے کے بعد جب سواری پر بیٹھے مارے خوف کے رنگ زرد پڑ گیا لرزہ طاری ہو گیا۔ زبان سے لبیک تک نہ نکل سکا۔ لوگوں نے کہا آپ لبیک کیوں نہیں کہتے۔ فرمایا ڈر معلوم ہوتا ہے۔ مبادا میں لبیک کہوں۔ اور ادھر سے جواب سے لا لبیک تیری حاضری قبول نہیں۔ جب زور سے ہوا چلتی اور آندھی آتی تھی تو عذاب الٰہی کے خوف سے بے ہوش ہو جاتے تھے۔ سعید بن مسیب جو خود بڑے عابد و زاہد تھے۔ فرماتے تھے میں عبادت و زہد میں علی بن حسینؓ سے زیادہ کوئی

نہیں دیکھا۔ رات دن میں ایک ہزار رکعتیں پڑھتے تھے۔ آخری دم تک اس معمول میں فرق نہ آیا۔ نماز کے لئے کھڑے ہوتے۔ تو بدن پر لرزہ طاری ہوتا لوگوں نے پوچھا کہ آپ کو یہ کیا ہو جاتا ہے فرمایا تم کیا جانو میں کس کے حضور میں کھڑا ہوتا ہوں۔ اور کس سے سرگوشی کرتا ہوں۔ محویت کا یہ عالم تھا۔ کہ نماز کی حالت میں کچھ بھی ہو جائے۔ آپ کو خبر نہ ہوتی۔ ایک دفعہ آپ سجدہ میں تھے۔ پاس ہی آگ لگی۔ آپ نے سجدہ سے سر نہ اٹھایا ہر چند لوگوں نے پکارا یا ابنِ رسول اللہ۔ لوگوں نے پوچھا آگ کی جانب سے اس قدر بے پرواہ کس چیز نے کر دیا تھا فرمایا۔ دوسری آگ (آتشِ دوزخ) نے۔

روزانہ آپ کا معمول تھا کہ آپ اور سلیمان بن لیسار مسجد نبوی میں دن چڑھے تک مذاکرہ حدیث اور ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ اٹھتے وقت عبداللہ قرآن کی ایک سورۃ سناتے تھے۔ قرآن سننے کے بعد دعا کرتے تھے اور اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہم لوگ امتحان میں ہیں۔ آپ حقائق معرفت کے کشف اور طریقت کے دقیق نکتوں کی وضاحت کرنے میں مشہور تھے۔ فیاضی آپ کا خاص وصف تھا۔ خفیہ مستقل سو گھرانوں کی کفالت کرتے تھے۔ خود رات کو لوگوں کے گھروں میں صدقات پہنچا آتے تھے۔ سائلین کا بڑا احترام کرتے تھے حلم اور بردباری کا مجسمہ تھے۔ نا ملائم الفاظ سن کر ان سنے کر دیتے۔ عفو و درگذر نرمی اور ملاطفت کی وجہ سے آپ کی محبت لوگوں کے دلوں میں گھر کر گئی تھی۔ غرورِ نسب کو مٹانے اور مساوات کی عملی مثال قائم کرنے کے لئے۔ اپنی ایک لڑکی کی شادی اپنے ایک غلام سے کر دی۔ اور ایک لونڈی کو آزاد کر کے اس کے ساتھ خود عقد کر لیا تھا۔ عبدالمالک کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے خط میں اس فعل پر ملامت کی آپ نے جواب میں لکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات

تمہارے لئے نمونہ ہے۔ آنحضرتؐ نے صفیہ بنت حیی (جو لونڈی تھیں) آزاد کر کے اپنے عقد میں لیا تھا اور اپنے غلام زید بن حارث کو آزاد کر کے ان سے اپنی پھوپھی زاد بہن زینب بنت حجش کی شادی کر دی تھی۔

محبت اہل بیت میں ہمیشہ اعتدال کا راستہ بتاتے۔ فرماتے تم لوگ ہم سے صرف اسلام کی بتائی ہوئی حد تک محبت کرو۔ تمہاری محبت تو ہمارے لئے عار بن گئی ہے۔ بلکہ بہت سے لوگوں کی نظروں میں مبغوض بنا دیا ہے۔ اپنے حق پرست اسلاف کی طرح خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ امام زین العابدین سچی محبت رکھتے تھے۔ ان کی برائی سننا پسند نہ کرتے تھے۔ اور برائی کرنے والوں کو اپنی مجلس سے نکال دیتے تھے۔ حضرت عثمان سے متعلق ارشاد فرماتے تھے۔ کہ خدا کی قسم وہ ناحق شہید کیے گئے۔

آپ نہایت حسین و جمیل تھے۔ بدن سے خوشبو پھوٹتی تھی شانوں تک زلفیں تھی۔ مانگ نکلی رہتی تھی۔ نہایت خوش لباس تھے۔ رنگوں میں سپید، سرخ زرد۔ اور سیاہ استعمال کرتے تھے۔ گول سر کی جوتی پہنتے تھے آپ کے گیارہ صاحبزادے اور ۴ صاحبزادیاں تھیں۔

ارشادات مقدسہ

۱ مجھے اس متکبر اور مغرور انسان پر تعجب آتا ہے جو کل ایک حقیر نطفہ تھا۔ اور کل پھر مردار ہو جائے گا۔

۲ صدقات سائل کے ہاتھ میں جانے سے پہلے خدا کے ہاتھ میں جاتے ہیں صدقہ پوشیدہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو ہٹاتا ہے۔

۳ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا تارک کتاب اللہ کو پس پشت ڈالنے والے کی طرح ہے بشرطیکہ وہ اپنے بچاؤ کے لئے اسے نہ چھوڑ دے۔

۴ خوفِ خدا سے عبادت کرنا غلاموں کی عبادت ہے جنت کیلئے عبادت کرنا تاجری ہے۔ خالص شکرِ الٰہی میں عبادت کرنا آزادوں کی عبادت ہے۔

۵ فاسق۔ بخیل۔ کذاب۔ احمق۔ قاطع رحم۔ ان پانچوں کیساتھ نہ رہنا چاہیے

حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ اہل بیت رضوان اللہ علیہم میں سے ہیں۔ ارباب مجاہدہ کی حجت اور ارباب مشاہدہ کی دلیل ہیں۔

آپ کا نام محمدؒ کنیت ابو جعفر اور لقب باقر ہے آپ امام زین العابدین کے فرزند ارجمند تھے۔ والدہ کا نام فاطمہ بنت الحسن بن علی ہے۔ ولادت آپکی مدینہ ۳ ماہ صفر یکم رجب بروز جمعہ ۵۷ھ کو ہوئی۔ آپ بڑے صاحب کرامت تھے۔ اپنے وفورِ علم کی وجہ سے باقر کے لقب سے ملقب ہو گئے تھے بقر کے معنے عربی میں پھاڑنے کے ہیں گویا وہ علم کو پھاڑ کر اس کی جڑ اور اندرونی اسرار سے واقف ہو گئے تھے بعض علماء ان کا علم ان کے والدِ بزرگوار سے بھی زیادہ وسیع سمجھتے تھے امام نودی لکھتے ہیں کہ وہ جلیل القدر تابعی اور امام باورع تھے۔ ان کی جلالت پر سب کو اتفاق ہے ان کا شمار مدینہ کے فقہا اور آئمہ میں تھا۔

اس عہد کے بڑے بڑے آئمہ امام اوزاعی۔ اعمش۔ امام زہری عمرو بن دینار وغیرہ اکابر تابعین اور تبع تابعین کی بڑی جماعت آپ کے خرمنِ کمال کی خوشہ چین تھی۔ فقہ میں آپ کو خاص دستگاہ حاصل تھی۔ عبادت و ریاضت آپکا محبوب مشغلہ تھا۔ رات دن میں ۱۵۰ سو رکعتیں نماز پڑھتے تھے۔ سجدوں کی کثرت سے پیشانی پر نشانِ سجدہ تاباں تھا۔ آپ قرآن مجید کے لطیف اشارے

اور علوم دین کی باریکیاں بیان کرنے میں خاص درجہ رکھتے تھے فمن تکفر با الطاغوت میں فرمایا کل من شغلک من المطالعۃ الحق فھو طاغوتک (جو چیز تجھے مطالعہ حق سے باز رکھے وہ ترا طاغوت ہے یعنی شیطان)۔

حضرت شیخ علی بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف کشف المحجوب میں لکھتے ہیں کہ آپکے ارادتمندوں میں سے ایک شخص روایت کرتے ہیں کہ جب آپ رات کو اوراد سے فارغ ہو جاتے تو یوں مناجات کرتے۔ اے معبود من رات ہو گئی ہے بادشاہان ظاہری کا تصرف ختم ہو گیا آسمان پر ستارے چمکنے لگے خلقت رہ گئی۔ آدمیوں کی آوازیں بند ہو گئیں۔ ان کی آنکھ لگ گئی۔ لوگ آدمیوں کے دروازے سے بھاگ گئے۔ بنی امیہ آرام پا گئے اپنے دروازوں کو بند کر لیا۔ اور پاسبان ان پر کھڑے ہو گئے۔ جو لوگ ان سے حاجتیں رکھتے تھے ان کی حاجات موقوف۔ اے میرے پروردگار تو زندہ ہے۔ قائم ہے اور دانا ہے۔ اونگھ اور نیند تیرے لئے نہیں۔ جو شخص تجھے ان صفات کا موصوف نہیں جانتا وہ کسی نعمت کے قابل نہیں۔ اے اللہ کوئی چیز تجھے کسی کام سے روک نہیں سکتی۔ تیری رحمت کے دروازے ہر اس پر کھلے ہیں جو تجھے پکارتا ہے۔ دعاؤں کا قبول کرنے والا تو ہے۔ جو تیری حمد کرتا ہے اسپر تیرے خزانے فدا ہیں۔ تیری ذات ایسی ہے کہ سائل تیرے دروازے سے محروم نہیں جا سکتا۔ جو مومن تیری بارگاہ میں سوال کرے اسے تو رد نہیں کرتا۔ اے خدا جب ہم موت کو قبر کو حساب کو یاد کرتے ہیں۔ تو دنیا کی کس چیز سے آرام کیسے پائیں۔ جب ملک الموت کو یاد کرتے ہیں تو اپنے دل کو دنیا کی نعمتوں سے کیسے لگائیں۔ جب اپنے نامہ اعمال کو دیکھتے ہیں۔ تو دنیا میں کیوں کر قرار پکڑیں۔ اے خدا! میں تجھ سے تجھی کو چاہتا ہوں اور تجھی کو ڈھونڈتا ہوں۔ تو ہی مرتے وقت میرا مددگار ہے۔ تو ہی مجھے حساب کے وقت بغیر عذاب کے جنت عطا فرمائے گا۔ یہ

سب باتیں آپ کہتے تھے اور روتے تھے ایک رات میں نے عرض کیا اے میرے سردار اور میرے باپ دادا کے سردار کب تک آپ گریہ زاری کریں گے آپ نے فرمایا اے دوست حضرت یعقوب علیہ السلام کے ایک یوسف علیہ السلام گم ہو گئے تھے آپ اتنا روئے کہ نابینا ہو گئے۔ اور آنکھیں سفید ہو گئیں۔ میں نے تو اٹھارہ آدمیوں کو مع اپنے ماں باپ یعنی حضرت امام حسین علیہ السلام اور شہدائے کربلا گم کیا ہے۔ میں ان سے کم نہیں ہوں اگر ان کے فراق میں آنکھیں سفید کر لوں

آپ کے چار صاحبزادے اور دو لڑکیاں تھیں

شیخین کے ساتھ قلبی عقیدت رکھتے تھے۔ سالم بن ابی حفصہ کا بیان امام باقر اور ان کے لڑکے جعفر صادق سے ابوبکرؓ اور عمرؓ کے بارے میں پوچھا انھوں نے فرمایا سالم! میں ان کو دوست رکھتا ہوں۔ اور ان کے دشمنوں سے متبری کرتا ہوں۔ یہ دونو امام ہدی تھے میں نے اہل بیت میں سے ہر شخص کو ان کے ساتھ تولا کرتے پایا۔ آپ ہمیشہ خوش لباس پہنتے تھے۔ سادہ اور رنگین دونو طرح کا کپڑا استعمال کرتے تھے۔ ابریشم کے پھولدار کپڑے بھی پہنتے تھے۔ خضاب بھی لگاتے تھے۔ آپ نے وصیت کی تھی کہ میری اس قمیض میں جس کو میں پہن کر نماز پڑھتا ہوں دفن کر دیا جائے۔

آپ نے مقام حمیمہ میں انتقال فرمایا لاش مدینہ لاکر جنت البقیع میں دفن کی گئی۔ بروز پیر، ماہ ذوالحجہ سنہ ۱۱۴ھ میں وفات پائی۔

ارشادات مقدسہ

(۱) جب دل میں خدا کا دین خالص داخل ہوتا ہے۔ تو ما سوا اللہ کو دل سے نکال دیتا ہے۔

(۲) حسن بصری کی باتیں انبیاء کی باتوں کے مشابہ ہیں۔

۳ بینائی نابینائی میں ہے۔

۴ مردہ دلی نفسانی خواہش سے پیدا ہوتی ہے۔ جو خواہشوں کو ترک دے گا۔ اسے زندگی کا ایک حصہ مل جائیگا۔ اور زندہ انسان ہی خود سے بنتے ہیں۔

۵ جو چیز مطالعہ حق سے باز رکھے ۔ وہی آدمی کا شیطان ہے۔

۶ کوئی عبادت عفت شکم اور عفت شرمگاہ سے افضل نہیں۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ آئمہ اہل بیت رضوان اللہ علیہم سے ہیں طریقت کی زینت اور معرفت کے مفسر ہیں..... جعفر نام۔ ابو عبداللہ کنیت اور صادق لقب تھا۔ امام محمد باقرؒ کے صاحبزادے اور فرقہ امامیہ کے چھٹے امام ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ فروہ حضرت ابوبکر صدیق کے پوتے قاسم بن محمد کی بیٹی تھیں۔ ناہالی شجرہ یہ ہے

ام فروہ بنت قاسم بن محمد ابن عبدالرحمٰن بن ابی بکر اس طرح حضرت کی رگوں میں صدیقی خون بھی شامل تھا۔ آپ کی پیدائش ۸۰ھ میں مدینہ میں ہوئی۔ ۱۴۸ھ ربیع الاوّل بعد زندگی آپ خلیفہ منصور کے زمانے میں تھے۔ خلیفہ نے کئی بار آپ کو قتل کرانے کا ارادہ کیا۔ مگر آپ کی کرامات دیکھ کر ڈر جاتا تھا آپ نے علم باطن اپنے والد ماجد سے اور حضرت قاسم ابن محمد اپنے نانا سے حاصل کیا تھا۔ اس طرح آپ کے دو خلیفہ ہوئے ایک سے بایزید بسطامیؒ اور دوسرے سے حضرت موسیٰ کاظمؒ۔

آپ کے فضل کمال کا یہ ثبوت کافی ہے۔ کہ آپکے حلقہ درس سے امام مالکؒ اور امام اعظم ابوحنیفہ النعمان جیسے اکابر امت نکلے۔ آپ مشہور حفاظ

حدیث میں سے تھے حدیث کا اتنا احترام تھا۔ کہ ہمیشہ وضو سے حدیث بیان کرتے فقہ میں آپ کو اتنا کمال حاصل تھا۔ کہ امام ابوحنیفہ فرماتے تھے کہ میں نے جعفر بن محمد سے بڑا فقیہہ نہیں دیکھا۔ قیاس کو مسائل دینیہ میں احتیاط کے خلاف سمجھتے تھے اور فرماتے تھے۔ کہ پہلا قیاس شیطان نے کیا۔ کمال صدق گفتاری کے باعث آپ کا لقب صادق ہوا

عبادت آپ کا مشغلہ تھا۔ امام مالک کا بیان ہے کہ میں ایک زمانہ تک آپ کی خدمت میں آتا رہا۔ آپ کو ہمیشہ نماز پڑھتے پایا۔ روزہ رکھے ہوئے۔ یا قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے۔ ایک دفعہ نماز میں غش کھا کر گر پڑے۔ جب آپ سے دریافت کیا گیا۔ تو فرمایا میں ایک آیت کو بار بار دہراتا رہا تھا کہ میں نے اس کے متکلم سے سُنا۔ انفاق کا یہ عالم تھا کہ لبسا اوقات گھر کا کل کھانا دوسروں کو کھلا دیتے تھے۔ اور خود ان کے اہل وعیال کیلئے کچھ باقی نہ رہ جاتا تھا۔ بظاہر لباس دنیا میں رہتے تھے لیکن اندر لباس فقر مخفی ہوتا تھا۔ حضرت سفیان ثوریؒ کا بیان ہے ایک دفعہ میں نے ان کے جسم پر خز کا جبہ اور دخانی خز کی چادر دیکھ کر کہا۔ یہ آپ کے بزرگوں کا لباس نہیں فرمایا وہ لوگ افلاس اور تنگ حالی کے زمانہ میں تھے۔ اور اس زمانہ میں دولت فراواں ہے۔ یہ کہہ کر اوپر کا کپڑا اٹھایا تو نیچے پشمینہ کا جبہ تھا۔ اور فرمایا ثوری یہ ہم نے خدا کے لئے پہنا ہے۔ اور اوپر کا تم لوگوں کے لئے۔ جو خدا کے لئے پہنا ہے پوشیدہ رکھا ہے۔ آپ مذہبی جھگڑا ناپسند کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے خصومت فی الدین سے بچو۔ اس لئے کہ وہ قلب کو پھنسا دیتی ہے۔ اور نفاق پیدا کرتی ہے۔ آپ بڑے نڈر اور بے خوف تھے بڑے بڑے جبابرہ کے سامنے بیباکی قائم رہتی۔ ایک مرتبہ منصور عباسی کے اوپر ایک مکھی آکر بیٹھی۔ وہ بار بار ہنکاتا تھا۔ اور مکھی بار بار آکر بیٹھتی تھی۔ منصور

اس کو ہنکاتے ہنکاتے عاجز آ گیا۔ مگر وہ نہ ہٹی اتنے میں جعفر آ گئے۔ منصور نے ان سے کہا۔ ابو عبداللہ مکھی کس لئے پیدا کی گئی ہے فرمایا جبابرہ کو ذلیل کرنے کیلئے۔ ایک دفعہ داؤد طائیؒ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور کہا مجھے نصیحت فرمائیں کہ دل سیاہ ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا داؤد تو خود زاہد زمانہ ہے تجھے میری نصیحت کی کیا ضرورت ہے۔ اس نے کہا اے فرزند رسول آپ کو ہم سب پر فضیلت ہے۔ اور آپ کیلئے ہمیں نصیحت کرنا واجب ہے۔ آپ نے جواب دیا اے داؤد مجھے اس بات کا خوف ہے کہ قیامت کے دن میرے جدِ بزرگوار مجھ سے پرسش نہ کریں۔ کہ تو نے میری متابعت کا حق کیوں ادا نہ کیا۔ نجات پانا نسب پر منحصر نہیں۔ اعمال پر ہے یہ سن کر داؤد بے حد روئے۔ ایک روز آپ اپنے غلاموں میں تھے۔ کہ فرمایا آؤ آپس میں عہد کریں کہ جو کوئی قیامت کے روز ہم میں سے نجات پائے وہ بارگاہ الٰہی میں دوسروں کی سفارش کرے انہوں نے حیران ہو کر عرض کیا اے ابن رسولؐ آپ کو ہماری سفارش کی کیا حاجت ہے جبکہ آپ کے نانا شافع روزِ جزا ہیں۔ فرمایا میں اپنے افعال سے شرمسار ہوں کہ قیامت کو اس حالت میں کیونکر نانا کے چہرہ کو دیکھ سکونگا۔

آپ حضرت ابو بکرؓ پر اپنا حق سمجھتے تھے۔ چنانچہ فرماتے مجھے علیؓ سے جتنی شفاعت کی امید ہے اتنی ہی ابو بکرؓ سے ہے۔

آپ ۱۵ رجب ۱۴۸ھ بروز منگل اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔ مزار مبارک جنت البقیع میں ہے آپ کے چھ صاحبزادے اور ایک دختر نیک اختر تھی۔

ارشاداتِ مقدسہ

۱ توبہ کے بغیر عبادت فضول ہے۔ گناہ ناسور ہے اگر توبہ نہ کرو گے تو بڑھتا رہیگا
۲ ذکر خدا اس کا نام ہے کہ یاد کے وقت ماسوا خدا کو بھول جائیں۔
۳ عقلمند وہ ہے جو دو نیکیوں میں امتیاز کرے اور بہتر کو اختیار کرے

فضیلت اگرچہ جماعت میں ہے مگر سلامتی گوشہ نشینی میں ہے۔

۴ فقہا رسولوں کے امین ہیں جب تک وہ سلاطین کی آستان بوسی نہ کریں

۵ جب خدا تم کو کوئی نعمت عطا کرے اور تم اس کو ہمیشہ رکھنا چاہو تو زیادہ سے زیادہ شکر ادا کرو۔

۶ اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں اپنی تجلیات ظاہر کرتا ہے مگر لوگ اسے نہیں دیکھتے

۷ جب رزق ملنے پر تاخیر ہورہی ہو تو استغفار زیادہ کرو۔ جب دوستوں اور بھائیوں کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھو تو جلدی نہ کرو تاکہ دیر ہو اور اسقدر زندگی کا حساب نہ ہوگا۔

۸ جو دوسروں کی پردہ دری کرتا ہے خدا اس کے گھر کے خفیہ حالات کی پردہ دری کرتا ہے

۹ خدا نے دنیا کی طرف وحی کی ہے کہ جو شخص میری خدمت کرتا ہے تو اس کی خدمت کر۔ اور جو تیری خدمت کرتا ہے اسے تھکا دے

۱۰ جب تمہارے بھائی کی جانب سے تمہارے لیئے کوئی ناپسند بات ظاہر ہو تو اس کے جواز کیلیئے ایک سے ستر تک تاویلیں تلاش کرو۔ اگر پھر بھی نہ ملے تو سمجھو کہ سبب ضرور ہے مگر تم کو علم نہیں۔

۱۱ پانچ آدمیوں کی صحبت سے بچو کاذب۔ احمق۔ بخیل۔ بزدل۔ فاسق۔

۱۲ ابتلا ایک شرف ہے جس میں خاصان خدا مبتلا کیئے جاتے ہیں۔

۱۳ جہاد بالسیف سے جہاد بالمال مشکل ہے۔

۱۴ مومن وہ ہے جو اپنے نفس کے ساتھ مقابلہ کرے۔ اور عارف وہ ہے جو خدا کے ساتھ کھڑا ہو۔

۱۵ الہام مقبولوں کی صفات میں سے ایک صفت ہے اور الہام کے بغیر

استدلال کرنا راندہ درگاہ لوگوں کا کام ہے۔

حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ آئمہ اہل بیت رضوان اللہ علیہم سے ہیں۔ ذاکرین کے پیشوا اور قائم اللیل عابدوں کے قائد ہے۔ اسم گرامی موسیٰ تھا۔ اور کنیت ابوالحسن اور ابو ہیام ہے۔ لقب کاظم کیونکہ آپ میں تحمل برداشت اور غصہ کو پی جانے کی صفت اتنی نمایاں تھی۔ کہ آپ کا لقب کاظم قرار پا گیا۔ آپ کے والد حضرت امام جعفر صادق تھے۔ اور آپ کی والدہ ماجدہ حمیدہ خاتون ملک بربر کی باشندہ تھیں۔ آپ کی ولادت مقام الواجر مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے ہوئی ہفتہ کا دن تھا اور صفر کی سات تاریخ تھی ۱۲۸ھ تھی۔ والد بزرگوار نے بیٹے کی بیس سال تک تربیت کی اور علوم ظاہری و باطنی سے معمور کیا۔

خلیفہ منصور نے آپ سے کوئی تعرض نہیں کیا۔ جب ۱۵۸ھ میں مہدی تخت پر بیٹھا۔ تو شروع شروع میں آپ کے عزت و احترام کے خلاف کوئی بات نہیں کی۔ ۱۶۴ھ میں جب وہ حج کو آیا۔ حضرت کو اپنے ساتھ بغداد لے گیا اور قید کر دیا۔ ایک سال آپ نے قید و بند میں گذارہ۔ ایک سال کے بعد مہدی نے رہا کر دیا۔ اور مدینہ بھیج دیا۔ خلیفہ ہادی کے زمانے میں آپ بڑے امن و سکون سے مدینہ منورہ میں رہے۔ مگر جب ہارون الرشید کا زمانہ آیا۔ تو آپ کو آزادی کے ساتھ سانس لینا نصیب نہ ہوا۔ چنانچہ ہارون الرشید نے آپ کو ایک سال کیلئے بصرہ میں قید کر دیا۔ اور بعد ایک سال بغداد بلا بھیجا۔ اور فضل کی حراست میں رکھا۔

پھر یحییٰ برمکی کو نگرانی پر مقرر کیا۔ آخر میں ابن شاہک کے قید خانے میں رکھے گئے یہاں حضرت کو انگور میں زہر دی گئی۔ چنانچہ اس کے اثر سے ۲۵ رجب ۱۸۳ھ میں ۵۵ سال کی عمر میں اللہ کو پیارے ہوئے بغداد کے باہر محلہ کرخ اس مقام پر جو اب کاظمین کے نام سے مشہور ہے دفن ہوئے۔

آپ کا جن دنوں مدینہ میں قیام تھا حضرت شاہ بدیع الدین جنکا پہلے نام جیمز تھا۔ نبی آخر الزمان کی محبت میں مدینہ تشریف لائے۔ شاہ بدیع الدین نے ایک جگہ سے نفی اثبات کے ذکر کی آواز سنی ٹھہر گئے اور سنتے رہے کہ کوئی چھ بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہتا ہے۔ اور ساتویں بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ کہتا ہے۔ ادھر ادھر سے معلوم کیا۔ کہ یہ کس شخص کی آواز ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت امام موسیٰ کاظم کی آواز ہے جو ورد کر رہے ہیں۔ وہ امام صاحب کے پاس گئے سفر کی صعوبتوں کا ذکر کیا۔ اور مسلمان ہونے کی خواہش کی۔ حضرت امام موسیٰ کاظم نے ان کو مسلمان کیا۔ اور جیمز کی بجائے بدیع الدین نام رکھا۔ بدیع الدین ہندوستان آئے اور اپنی درازی عمر کے سبب یہاں بڑی شہرت حاصل کی اور مکن پور نواح قنوج کو اپنی جائے قرار مقرر کر کے خانقاہ کی بنیاد ڈالی۔

حضرت امام موسیٰ کاظم اخلاق و اوصاف کا مرقع تھے کبھی کسی نے آپ کو نہیں دیکھا کہ کسی سے ترش رو ہو کر کلام کر رہے ہیں نہایت ناگوار حالات میں بھی مسکراتے ہوئے دکھائی دیتے تھے۔ کثرت عبادت اور شب بیداری کا باعث آپ کا لقب "عبد صالح" بھی پڑ گیا تھا۔ آپ قرآن شریف کی تلاوت نہایت دلکش پیرایہ میں کرتے خود روتے اور سننے والوں کو بھی رُلاتے

آپ کے بیس صاحبزادے اور اٹھارہ صاحبزادیاں تھیں۔

—

ارشاداتِ مقدسہ

۱ اپنے دشمن پر احسان کے ساتھ فتح حاصل کرو۔

۲ معرفت کا دعویدار جھوٹا ہے عارف کا نشان ہر وقت خائف رہنا ہے

۳ اللہ کی محبت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں ہے۔

۴ تصوف سراسر اخلاقِ حسنہ کا نام ہے۔

حضرت امام رضا رضی اللہ تعالےٰ عنہ

آپ آئمہ اہل بیت رضوان اللہ علیہم میں سے تھے اپنے وقت کے فقیہ اور صاحبِ تفسیر تھے۔ اسمِ گرامی علی ہے کنیت ابوالحسن اور لقب رضا ہے۔ والد بزرگوار امام موسیٰ کاظم تھے والدہ گرامی کی کنیت ام البنین اور لقب طاہرہ تھا۔ ۱۱ ذی قعدہ ۱۴۸ھ میں مدینہ منورہ میں حضرت کی ولادت ہوئی۔ بعض نے تاریخِ ولادت ۱۱ ربیع الآخر ۱۵۳ھ لکھی ہے۔ تعلیم و تربیت اپنے والد کے زیرِ سایہ حاصل کی والد بزرگوار نے یعنی حضرت موسیٰ کاظم نے اپنی عمر کے آخری حصے میں اولادِ علی فاطمہ میں سے شرفا۔ ممتاز آدمیوں کو جمع کر کے حضرت علی رضا کی وصایت اور جانشینی کا اعلان فرما دیا۔ اور ایک وصیت نامہ تحریر فرمایا جس مدینہ کے ساٹھ معززین کی گواہی لکھی گئی۔ حضرت کی ۳۵ برس کی عمر تھی کہ آپ کو امامت کی ذمہ داریاں منتقل ہوئیں۔ یہ عہد ہارون الرشید کا تھا۔ اور بنی فاطمہ کیلئے حالات ناسازگار تھے۔ یہ زمانہ حضرت نے نہایت خاموشی سے گزار دیا۔ صرف شریعتِ حقہ کی خدمات سرانجام دیں۔ فقہ کے مسائل اور تفسیر کے متعلق اکثر علماء آپ کی طرف رجوع کرتے۔ ہارون الرشید کے بعد امین اور مامون میں جنگ چھڑ گئی

امین قتل ہوا۔ اور مامون کی حکومت تمام بنی عباس کی حدود سلطنت پر قائم ہو گئی۔ مامون نے آپ کو خلیفہ بننے کیلئے کہا مگر آپ نے قبول نہ کیا۔ مامون نے اپنا ولی عہد بنانے کی پیش کش کی جسے امام صاحب نے قبول کیا چنانچہ یکم ماہ رمضان ۲۰۱ھ جمعرات کے دن جلسہ ولی عہدی بڑی شان سے منعقد ہوا۔ مامون کے بڑے بیٹے عباس نے پہلے بیعت کی۔ مامون نے حضرت کے نام کا سکہ جاری کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ تمام قلمرو میں آپ کے نام کا سکہ چلایا گیا۔ اور جمعہ کے خطبہ میں حضرت کا نام داخل کیا گیا۔ ۲۰۲ھ میں مامون رشید نے اپنی دختر ام حبیب سے آپکا نکاح کر دیا

ایک بار خشک سالی ہو گئی بارش کیلئے آپ کو کہا گیا۔ آپ بندگانِ خدا کو لیکر باہر گئے۔ دعا کی اثر پیدا ہوا۔ رعد گرجنے لگا۔ لوگوں نے سمجھا بارش ہوگی۔ آپ نے بآوازِ بلند فرمایا اے بندگانِ خدا اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہو۔ یہ بارش فلاں ملک کے واسطے ہے۔ اسی طرح دس مرتبہ ہوا۔ حضرت نے اور اور جگہوں کیلئے کہا۔ گیارہویں مرتبہ جب رعد گرجنے لگا فرمایا یہ بارش تمہارے لیئے ہے۔ گھروں کو چلے جاؤ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

باوجود سلطنت کے ولی عہد ہونے کے آپ فقر اور سادگی میں زندگی بسر کرتے تھے۔ لباس اور طعام زاہدانہ تھا۔ جاڑے میں بالوں کا کمبل اور گرمی میں چٹائی کا فرش ہوا کرتا تھا۔ اپنے دربان سائیس اور غلام بلا کر اپنے ساتھ ان کو کھانا کھلاتے تھے۔ ایک دن حمام میں غسل کر رہے تھے۔ ایک لشکری آیا۔ آپ کو ہٹا کر خود نہانے لگا۔ بعد آپ سے کہنے لگا کہ میرے سر پر پانی ڈالو آپ اس کو نہلانے لگے۔ اتنے میں ایک آدمی آیا جو آپ کو پہچانتا تھا۔ کہنے لگا اے لشکری تو ہلاک ہوا حضرت ابن رسول اللہ سے خدمت لے رہا ہے۔ سنتے ہی قدموں

پر گر پڑا۔ اور معذرت کر کے کہنے لگا جب میں نے پانی ڈالنے کو کہا تھا آپ نے انکار کیوں نہ کیا۔ فرمایا اَنَّهَا لَثَوَابٌ یہ تو ایک کام ثواب کا تھا۔ اس میں میں انکار کیوں کرتا ۱۹/۱۸ صفر ۲۰۳ھ میں آپ نے وفات پائی۔ مامون نے بہت رنج اور ماتم کا اظہار کیا۔ اور اپنے باپ ہارون رشید کے نزدیک مشہد میں دفن کیا۔

ارشاداتِ مقدسہ

۱ :۔ خالق سب کا اللہ ہے۔ ماں سب کی حوا باپ سب کے آدم ؑ ہیں۔ جزا و سزا ہر ایک کی اس کے مطابق ہو گی۔ پھر دنیا میں تفرقہ کس لیے ہوا

۲ :۔ قرابت کوئی چیز نہیں اصل انسان کا عمل ہے۔

۳ :۔ ایک شخص نے حضرت کی خدمت میں عرض کی خدا کی قسم آباو اجداد کے اعتبار سے کوئی شخص آپ سے افضل نہیں۔ حضرت نے فرمایا میرے آباو اجداد کو جو شرف حاصل ہوا۔ وہ بھی صرف تقویٰ۔ پرہیزگاری اور اطاعتِ خدا سے" اے شخص حلف نہ اٹھا جس کا تقویٰ اور پرہیزگاری مجھ سے زیادہ ہو وہ مجھ سے افضل ہے

باب دوم

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے

ابوالقاسم درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ

تک

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

آپ امام عصر اور فرید الدہر تھے۔ آپ کو تابعی ہونے کا فخر ہے بعض آپ کی کنیت ابو محمد لکھتے ہیں۔ اور بعض ابو سعید۔ علم معاملت میں آپ لطیف الاشارہ ہوتے ہیں۔ آپ کے والد کا نام لیسار تھا۔ جو غلام تھے۔ آپ کی والدہ حرم نبوت ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیز تھی ۲۱ھ میں پیدا ہوئے۔ جب آپ کی والدہ کسی کام میں مصروف ہوتیں اور آپ روتے تو ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گود میں لیکر بہلاتیں۔ بعض دفعہ پستان مبارک بھی منہ میں ڈال دیتیں۔ چنانچہ فرحت محبت سے ام المومنین کے پستانوں میں دودھ اتر آیا تھا آپ کی تمام سعادت اسی مبارک دودھ کی وجہ سے ہے۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیالے سے پانی پلاتیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ بارہ برس کی عمر میں حافظِ قرآن اور بعد ازاں تفسیر حدیث اور فقہ کے بڑے امام ہو گئے۔

آپ کا نام عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حسن رکھا تھا۔ کیونکہ آپ بیحد خوبصورت تھے۔ آپ نے ۱۳۳ صحابہ اکرام کی زیارت کی۔ جن میں ستر اصحاب بدر تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اس قدر کی کہ آپ مشابہ بالتمام مشابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے

آپ نے جوہریوں کا کام بصرہ میں کر رکھا تھا۔ جب ریاضت میں مشغول ہوئے تو ستر سال کسی نے آپ کو ہنستے نہیں دیکھا۔ بہت رویا کرتے تھے ایک رات اپنے گھر میں رو رہے تھے۔ کسی نے رونے کا سبب پوچھا اور

کہا آپ تو بڑے پرہیزگار ہیں۔ جواب دیا اس لئے روتا ہوں کہ شاید بے علمی یا بے ارادہ کوئی کام مجھ سے ہو گیا ہو۔ یا غلطی سے کوئی قدم نامناسب مقام رکھ دیا ہو اور میرا یہ فعل خدا کو ناپسند ہو۔ ہم میں سے کس طرح نڈر ہو جائے کیونکہ ممکن ہے کہ اس نے کوئی گناہ ایسا کیا ہو کہ اس پر بخشش کا دروازہ بند ہو گیا ہو اور وہ غیر ضروری عمل کرتا ہو اور ناحق زحمت اٹھاتا ہو۔

حجاج بن یوسف کے مظالم دیکھ کر آپ کو بہت تکلیف ہوتی۔ اس کے منہ سے نکلی ہوئی بات کے خلاف منہ سے ایک لفظ نکالنا موت کو دعوت تھی۔ ایسے ناسازگار حالات میں آپ نے اشاعت حقہ کا کام کیا۔ آخر گوشہ نشین ہو گئے۔ جب حجاج کے مرنے کی خبر سنی تو سجدہ میں گر گئے۔ اور کہا اے اللہ میں تجھ سے ڈرتا ہوں اور اس سے ڈرتا ہوں جو تجھ سے نہیں ڈرتا۔ جب آپ گوشہ نشینی سے باہر آئے تو آپ کا چہرہ ایسے دکھائی دیتا تھا جیسے کوئی مردہ قبر سے نکل کر آیا ہو۔ لوگوں نے سبب پوچھا فرمایا اللہ کی قسم میری مصیبت اس کی مصیبت سے کم نہیں جس کی کشتی ٹوٹ جائے۔ مجھے اپنے گناہوں سے مواخذہ کا یقین ہے۔ اور نیکیوں سے خوف زدہ ہوں نہیں معلوم میرے عمل قبول ہونگے یا رد۔ جب آپ دعا مانگا کرتے تو حبیب عجمی منبر پھیلا دیتے۔ کیونکہ وہ استجابت دیکھتے تھے۔ آپ زیادہ تر نفی اثبات کا ذکر کرتے تھے۔ اور مریدوں کو فرماتے تھے جو شخص لا الہ الا اللہ کا ذکر کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا محب بن جاتا ہے اور جو کچھ چاہتا ہے پا لیتا ہے۔

آپ ہفتے میں صرف ایک دفعہ واعظ کہتے تھے۔ سامعین کی کثرت سے خوش نہ ہوتے تھے بلکہ کسی درویش صاحب دل کی موجودگی سے بہت خوش ہوتے رابعہ بصریہ اگر واعظ میں موجود نہ ہوتیں تو واعظ نہ کہتے۔ ایک دفعہ حجاج لشکر سمیت تلواریں سونتے ہوئے مجلس واعظ میں آگیا۔ اور بیٹھ گیا۔ آپ اس کی طرف ذرہ بھر

بھی متوجہ نہ ہوتے۔ جب مجلس ختم ہوئی تو حجاج نے آپ کے ہاتھ پر بوسہ دیا۔ اور لوگوں سے کہا اگر کسی مردِ حق کو دیکھنا ہو تو حسنؒ کو دیکھو۔ آپ کی مجلس میں سوائے آخرت کے کسی دوسری بات تذکرہ نہ ہوتا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ بصرہ میں آئے تمام ممبر تڑوا دیئے اور واعظ کہنے سے واعظین کو منع کر دیا۔ مگر آپ کا ممبر بدستور رکھا اور واعظ کہنے سے منع نہ فرمایا بلکہ باطنی طہارت کا طریقہ سکھا کر خرقۂ خلافت پہنایا۔ آپ بعد ازاں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور کمیل بن زیادؓ کی صحبت میں اکثر وقت گزارنے لگے۔ آپ نے سات حج حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معیت میں کیئے۔

آپ کا معمول تھا کہ جب واعظ سے فارغ ہو کر ممبر سے اترتے تو چہرا دیوار کو پکڑ کر فرماتے "او اللہ کا نور پھیلائیں۔ ایک روز احباب سے فرمایا کہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی مثل ہو یہ سن کر وہ خوش ہوئے پھر فرمایا تمہارا چہرہ ان کے مشابہ ہے اگر تم ان کو دیکھتے تو دیوانہ سمجھتے اور وہ تم کو دیکھتے تو ایک کو بھی مسلمان نہ کہتے۔ آپ کی تواضع کا یہ عالم تھا کہ جس کسی کو دیکھتے اپنے سے بہتر سمجھتے ایک دن ایک کتے کو دیکھا فرمایا کاش خداوند مجھے قیامت کے دن اس کتے کے ساتھ اٹھائے کسی نے پوچھا آپ بہتر ہیں یا کتا۔ فرمایا اگر نجات پا جاؤں تو میں بہتر ورنہ کتا ہزار درجہ مجھ سے بہتر ہے

ایک دفعہ کسی نے آپ کو کہا کہ فلاں نے آپ کی غیبت کی ہے آپ نے کھجوروں کا تھال بھر کر اس کے گھر بھیجا اور کہا کہ آپ نے اپنی نیکیاں میرے اعمال نامے میں درج کرا دی ہیں اس کا شکریہ اور ناچیز ہدیہ بھیج رہا ہوں مجھے افسوس ہے کہ آپ کی اس نیکی کا پورا پورا عوض میں ادا نہیں کر سکتا

ایک دفعہ فرمایا منافق کی تین علامتیں ہیں جھوٹ بولنا خیانت کرنا

وعدہ پورا نہ کرنا۔ اس محفل میں عطا محمد تشریف فرما تھے۔ کہنے لگے جو علامتیں منافق کی آپنے بیان کی ہیں درست نہیں کیونکہ یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں میں یہ تینوں خصلتیں موجود تھیں۔ جنگل سے واپس آکر باپ کے سامنے جھوٹ بولا یوسف کی صورت میں امانت میں خیانت کی۔ حفاظت کا وعدہ پورا نہ کیا۔ آپنے فوراً غلطی کا اعتراف کیا۔ (غلطی کا اعتراف کرنا سخت مشکل ہوتا ہے جبکہ عقیدتمند بیٹھے ہوں اس سے نفس پر بڑی زد پڑتی ہے۔ کاش آج کے علماء اور پیران عظام کے لئے بکر کی جاتے۔ عبداللہ بن مبارک سے کسی نے کہا کہ آپ ہمکو ترک دنیا کی تعلیم دیتے ہیں لیکن آپکی تجارت کا سلسلہ دور تک ہے۔ دوسرے ممالک سے مال منگوا کر فروخت کرتے ہیں انہوں نے جواب دیا میں ان لوگوں کی زندگی کی تکمیل کیلئے تاجر بنا ہوں جو حسن بصری کی عبادت میں ان کی نشر و اشاعت کیلئے اپنی زندگیاں وقف کر چکے ہیں۔ اگر ان کی ضروریات کا پورا انتظام ہو تو میں تجارت کے بکھیڑے میں نہ پڑتا۔

حضرت فرقدؒ امام صاحب کے پاس تشریف لائے۔ گلیم پہنے ہوئے تھے حسن بصری کا کپڑا چھونے لگے۔ آپنے فرمایا تمہارا لباس دوزخی ہے اور ہمارا لباس بہشتی۔ کپڑوں میں زہد اور سینوں میں تکبر ہے۔ بخدا گلیم پوشوں میں تکبر زیادہ ہوتا ہے۔ آپ بہت اچھا لباس پہنتے تھے۔ فقیری لباس کو جامۂ ریا سمجھتے تھے۔ بغیر عمامہ کے کبھی گھر سے باہر نہ نکلتے تھے۔ ایک بار حج کو جا رہے تھے کہ لوگوں کو پیاس لگی ایک کنوئیں پر پہنچے دیکھا کہ ڈول نہیں ہے۔ فرمایا جب میں نماز میں مشغول ہو جاؤں تو تم پانی پی لینا۔ جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوئے پانی منڈیر تک آگیا سبنے سیر ہو کر پیا۔ ایک نے اپنا کوزہ بھی بھر لیا جب نماز سے فارغ ہوئے تو پانی نیچے چلا گیا۔ آپنے فرمایا۔ افسوس تم نے اللہ پر توکل نہ کیا۔

ایک آتش پرست ہمسایہ کو مسلمان کیا۔ یہ کہہ کر کہ تو نے ساری عمر آگ

کی پوجا کی۔ آؤ دونو آگ میں ہاتھ ڈالیں باوجود آگ کا پوجاری ہونیکے تجھے جلا دے گی۔ مگر خدا کے حکم سے وہ آگ میرے ہاتھ کو ہرگز نہ جلائیگی۔ آپنے آگ میں ہاتھ ڈال دیا گبر نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گا۔ آپ نے کابل۔ اندقان اور زابلستان کی مہموں میں بطور سپاہی غزا کی۔ ایک دفعہ مولوں نے پوچھا دین کی اصل کیا ہے فرمایا پرہیزگاری اور طمع سے پرہیزگاری تباہ ہوتی ہے۔ لوگوں کو کہا کرتے تھے میرا علم تمہارے لئے فائدہ مند ہے میری بے عملی تمہارے لئے نقصان دہ نہیں۔ ۸۹ سال کی عمر میں شب جمعہ ۵ رجب کو وفات پائی۔ اور بعد نماز جمعہ ۱۱۰ھ میں دفن ہوئے۔ نماز جنازہ کے لئے تمام شہر خالی ہوگیا۔ چنانچہ جامع بصرہ میں کوئی عصر کی نماز پڑھنے والا نہ تھا۔ قبر مبارک بصرہ میں ہے آپ کے خلفاء مالک بن دینار۔ حبیب عجمی۔ عبدالواحد بن زید اور عتبہ بن الغلام ہیں۔

ارشاداتِ مقدسہ

۱۔ پرہیزگاری کے تین درجے ہیں۔ پہلا درجہ آدمی خواہ غصہ میں ہو خواہ رضا میں حق بات کہے۔ دوم جن کاموں سے خدا نے منع کیا ہے سب اعضا کو ان سے بچائے۔ سوم جس میں خدا کی رضا پائے اس کام کا ارادہ کرے۔ ایسی پرہیزگاری سب اعمال سے بہتر ہے۔ چنانچہ بکری آدمی سے زیادہ سمجھدار ہے وہ اپنے چرواہے کی آواز پر چرنا چھوڑ دیتی ہے۔ مگر آدمی فرمان الہٰی کو بھی نہیں چھوڑتا

۲۔ صبر دو طرح کا ہوتا ہے ایک بلا اور مصیبت کے وقت صبر کرنا دوم ان امور سے بچنا۔ جن سے اللہ نے منع کیا ہے۔

۳ دل کا عذاب دل کا مردہ ہونا ہے۔ اور دل کی موت دنیا کی محبت

۴ بُروں کے پاس بیٹھنے سے آدمی نیکوں سے بدگمان ہو جاتا ہے (۵) دوسروں
کو حکم دینے سے پہلے اس پر عمل کرو (۶) علم حلم کا وزیر نرمی اس کا باپ۔ تواضع
اس کا لباس ہے۔

۷ تواضع یہ ہے کہ تو باہر جائے جس کو دیکھے اپنے سے افضل سمجھے

۸ جس نے قناعت کی وہ لوگوں سے بے نیاز ہوا جس نے دنیا سے
کنارہ کیا سلامتی پائی۔ جس نے خواہشات پر قابو پایا آزاد ہوا۔ جس نے
حسد چھوڑا مودت کو پہنچا۔ جس نے صبر کیا وہ برخوردار ہوا۔ پھر جو کلمہ منہ
سے نکلے گا اثر کریگا۔

۹ جس نے خدا کو پہچانا وہ اسے دوست رکھتا ہے۔ جس نے دنیا
کو پہچانا وہ دنیا کو دوست رکھتا ہے۔

۱۰ دینی بھائی بیوی بچوں سے زیادہ عزیز ہیں کیونکہ یہ دین یاد دلاتے
اور وہ دنیا۔

۱۱ جو کھانا دوست کے سامنے رکھا جائے اس کا حساب نہیں۔

۱۲ خشوع وہ خوف جو دل میں قائم ہو۔ اور دل اسے لازم جانے

۱۳ جو نماز حضور قلب سے نہ ہو وہ عذاب کے زیادہ نزدیک ہے

۱۴ انسان جو کچھ کہتا ہے اگر وہ کرتا بھی ہے تو فضیلت ہے۔ اور اگر
کرنے سے زیادہ کہتا ہے تو عار ہے۔

۱۵ علم۔ عمل۔ اور اخلاص اور قناعت بندے کو اعلیٰ مراتب پر پہنچاتے

۱۶ فکر آئینہ کی مانند ہے جس سے نیکی بدی کا پتہ چلتا ہے جو بات حکمت
سے خالی ہے۔ آفت ہے جو خاموشی حکمت سے خالی ہے غفلت ہے۔

۱۷ معرفت یہ ہے کہ آدمی میں ذرہ بھر دشمنی نہ رہے۔ جلال اور جمال کے مشاہدہ سے وحدت میں غرق ہو جائے۔

۱۸ فقیہہ وہ ہے جو زاہد اور متورع ہو۔ بلند مرتبہ کی پرواہ نہ کرتا ہو اپنے سے کم کا مذاق نہ اڑاتا ہو۔ اپنے علم سے قلیل دنیاوی فائدہ نہ حاصل کرتا ہو

۱۹ علم اس طرح حاصل کرو کہ عبادت میں رکاوٹ نہ ہو۔ اور عبادت اس طرح کرو کہ تحصیل علم میں رکاوٹ نہ ہو۔

۲۰ کوئی بد خلقی کرتا ہے تو اپنی جان کو ستاتا ہے۔ خوش خلقی کا مفہوم یہ ہے کہ کشادہ پیشانی رہے۔ ایذ سے باز رہے دولت جمع نہ رکھے بلکہ نیک کاموں پر صرف کرے

۲۱ عاشقوں کی زندگی دوست کی یاد اور اس کے ذکر سے ہوتی ہے۔

۲۲ اولیاء اللہ کی ۲۱ علامتیں ہیں۔ (۱) اللہ کی اطاعت ان کیلئے حلاوت۔ (۲) حب خدا ان کا کلام (۳) اللہ ان کا نگہبان (۴) ان کی تجارت خدا کے ساتھ۔ (۵) خدا پر ان کا فخر (۶) خدا سے انس (۷) وجد ان کا ارشاد ہے (۸) خوش خلقی ان کا لباس ہے (۹) طلاقت وجہ ان کا زیور۔ (۱۰) شکر ان کی زینت (۱۱) ذکر ان کی ہمت (۱۲) رضا ان کے لئے راحت (۱۳) خوف ان کی صحت، (۱۴) رات کو فکر (۱۵) دن کو عبرت (۱۶) سخاوت ان کا پیشہ (۱۷) حسن معاشرت ان کی صحبت (۱۸) اللہ کی طرف ان کی حاجت (۱۹) فکر ان کی کرامت (۲۰) بھوک ان کا طعام (۲۱) اللہ پر ان کا بھروسہ۔

۲۳ آپ فرماتے ہیں ایک قوم کو مغفرت کی تمنا نے عمل سے روک دیا یہاں تک کہ دنیا سے نابود ہوئی۔ اور اس کے پاس کوئی نیکی نہ تھی۔ انہوں نے کہا ہمارا حق تعالیٰ کیساتھ نیک گمان ہے حالانکہ انہوں نے جھوٹ کہا۔

اگر ان کا حق تعالیٰ کے ساتھ نیک گمان ہوتا۔ تو نیک عمل میں مشغول ہوتے۔ چنانچہ
قرآن مجید میں ہے وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ
مِنَ الْخَاسِرِينَ ۔ اور یہی تمہارا گمان ہے کہ جو تم نے اپنے رب کے ساتھ کیا
جس نے تم کو برباد کیا۔ اور تم خسارے والوں میں سے ہو گئے۔

حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ

آپ تبع تابعین میں سے ہیں۔ طریقت کے جوانمرد صاحب ریاضیات ہیں۔
ابو محمد کنیت سے مشہور ہیں سرزمین فارس سے تعلق رکھتے تھے
حبیب عجمی کے نام نامی سے یاد کیے جاتے ہیں۔ ابتدا میں بہت امیر تھے
بصرہ میں ساہوکارہ کرتے تھے۔ سود بڑی سختی سے وصول کرتے تھے۔ بلکہ
ہر روز کا کھانا دانہ سود ہی پر چلتا۔ ایک دن ایک مقروض کے گھر گئے۔ اور
سود کا تقاضا کیا۔ اس نے کہا میرے پاس کچھ نہیں بکری کی ایک سری ہے
لے جاؤ۔ حبیب وہی لے آئے۔ اسی طرح آٹا لکڑیاں دوسرے قرض خواہوں
سے لائے۔ جب کھانا تیار ہوا ایک فقیر نے ایک روٹی کا سوال کیا۔ اسے کچھ
نہ دیا وہ چلا گیا۔ آپ کی بیوی جب آپ کے لئے سالن نکالنے لگی۔ تو ہانڈی
میں خون ہی خون نظر آیا۔ دل میں ایک انقلاب پیدا ہوا۔ اگلے دن سود معاف
کرنے اور اصل روپیہ وصول کرنے کی غرض سے باہر نکلے۔ راہ میں بچے کھیل
رہے تھے۔ انہوں نے شور مچانا شروع کیا۔ حبیب سود خوار۔ حبیب سود خوار۔
ہٹ جاؤ۔ اس کی گرد ہم پر نہ پڑے مبادا گنہگار ہو جائیں۔ یہ سن کر دل پر
اور چوٹ لگی۔ دل ہی دل میں کہنے لگے ایک ہی دن میں توبہ کا اثر اپنے

احباب پر ظاہر کر کے میری نیکی ظاہر کر دی۔ گھر آئے سب کا مال واپس کر دیا اپنا مال راہِ خدا میں دے دیا۔ اور دریائے فرات کے کنارے ایک حجرہ بنا کر ریاضت کرنے لگے۔ دن کو خواجہ حسن بصریؒ کی خدمت میں عمل تلقین اور اسکا ضروری علم سیکھنے رات بارگاہِ الٰہی میں حاضر رہتے۔ چنانچہ عنایات الٰہی کا دروازہ کھل گیا۔ اور آپ صاحب کرامت و مستجاب الدعوات بزرگوں میں شمار ہونے لگے۔ گزران کے لئے رنگ ریزی کی دکان کھول لی۔

ایک دفعہ ایک عورت آئی کہ میرا لڑکا گم ہو گیا ہے۔ خدا کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ بیٹا ملا دے۔ فرمایا تیرے پاس کچھ ہے۔ کہنے لگی دو درم آپ نے دو درم لیکر درویشوں کو بانٹ دیئے۔ اور فرمایا جا تیرا بیٹا گھر پر ہے۔ وہ گھر آئی لڑکے کو موجود پایا۔ آپ کو طی الارض کی کرامت نصیب تھی۔ چنانچہ آپ کو لوگ ۸ ذوالحجہ کو بصرہ میں دیکھتے ہیں۔ لیکن بصرہ کے حاجیوں نے ۹ ذوالحجہ کو عرفات میں پایا۔

ایک روز شام کی نماز کے وقت خواجہ حسن بصریؒ کا گذر ان کی مسجد کے دروازے پر سے ہوا۔ آپ نماز میں کھڑے تھے۔ حضرت حسن بصریؒ مسجد کے اندر آئے مگر ان کے پیچھے نماز نہ پڑھی کیونکہ عجمی ہونے کے باعث ان کی قرأت غلط تھی۔ شریعت میں غلط پڑھنے والے کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ اسی رات خواب میں حسن بصریؒ کو اللہ کا دیدار ہوا عرض کی الٰہی تیری رضا کس بات میں ہے۔ جواب ملا اے حسن میری رضا حبیب کے پیچھے نماز پڑھنے میں تھی دل کی نیت اور زبان کی درستی میں بڑا فرق ہے لیکن پابندی شرع سے اللہ تعالیٰ کا دیدار خواب میں ہو گیا۔

ایک دفعہ امام شافعیؒ اور امام حنبلؒ ایک جگہ تشریف فرما تھے۔ حبیب بھی اس طرف آنکلے۔ امام حنبل نے امام شافعی سے کہا کہ ان کو کوئی سوال پوچھو۔ امام شافعی نے کہا ان لوگوں کو کچھ نہ پوچھنا چاہیئے کیونکہ ان کے حالات

دگرگوں ہوتے ہیں۔ اتنے میں قریب آ گئے۔ امام احمدؒ نے پوچھا آپ اس آدمی کے حق میں کیا کہتے ہیں جس کی پانچوں نمازوں میں سے صرف ایک فوت ہو جائے لیکن اسے یاد نہ ہو کہ کونسی نماز فوت ہوئی۔ ایسی حالت میں اسے کیا کرنا چاہیے۔ آپ نے فرمایا اے احمدؒ وہ ایسا غافل شخص ہو گا۔ اسے تنبیہہ کرنی چاہیے۔ اور وہ پانچوں نمازیں قضا کرے۔ امام احمدؒ ان کا جواب سن کر حیران رہ گئے۔ اور امام شافعیؒ کہنے لگے۔ کہ میں نے نہیں کہا تھا کہ ایسے لوگوں سے کچھ نہ پوچھنا چاہیے۔

آپ بیس سال تک بریانی کی خواہش کرتے رہے لیکن نہ کھائی۔ ایک دن بازار سے گزر رہے تھے کہ بریانی فروخت ہوتے دیکھی۔ خرید کر آستین میں رکھ لی۔ راہ میں لڑکے کھیل رہے تھے۔ ایک نے کہا میں حبیب کا دوست ہوں کیونکہ آج مجھے فاقہ ہے۔ آپ نے اسی وقت آستین سے باہر نکالی اور اس کو دے دی اور نفس کی بیس سالہ آرزو پوری نہ کی۔

حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو ۲۵۰ھ میں بیعت خلافت بطریقہ قادریہ معہ جذبہ سے نوازا۔ اور حضرت داؤد طائی کو مسندِ ارشاد پر متمکن فرمایا۔ ۳ ربیع الاول کو وفات پائی

ارشاداتِ مقدسہ

۱: فقر دل کو روشن کرتا ہے عالم کاغذ سیاہ کرتا ہے۔

۲: علم کے ساتھ اگر یقین بھی ہو تو بہت نفع ہے

۳: دعا اور صدقہ وہ کام کرتا ہے جو ممکنات سے نہ ہو۔

۴: توبہ کا اثر فوراً ظاہر ہونے لگتا ہے۔

۵: خداوند تعالیٰ کی رضامندی ایسے دل میں ہے جس میں نفاق کا غبار نہیں۔ نفاق وفاق کے خلاف ہے اور رضا عین وفاق

محبت کو نفاق سے کچھ واسطہ نہیں۔ اس کا محل رضا ہے۔ پس رضا دوستوں کی صفت اور نفاق دشمنوں کی صفت ہے۔

حضرت ابو عثمان داؤد بن نصر الطائی رحمۃ اللہ علیہ

آپ تبع تابعین میں سے ہیں۔ شیوخ اور اہل تصوف کے امام ہیں۔ اپنے وقت میں بے نظیر تھے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد تھے۔ بیس سال خدمت میں رہ کر علوم ظاہری کی تکمیل کی۔ فقہائے حنفیہ ان کے اجتہاد اور تفقہ کے قائل ہیں۔ محارب بن دثار مشہور محدث کہا کرتے تھے۔ کہ داؤد اگر اگلے زمانے میں ہوتے تو خدا قرآن مجید میں ان کا قصہ بیان کرتا۔ آپ امام الفقہا کے لقب سے یاد کیے جاتے تھے۔

ایک دن ایک شخص سے مناظرہ کرتے کرتے اس پر کنکری پھینک دی اس نے کہا داؤد تمہاری زبان اور ہاتھ دونوں دراز ہو چلے۔ ان پر ان الفاظ کا ایک عجیب اثر ہوا۔ بحث و مناظرہ چھوڑ دیا۔ اور حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کے طریقت میں مرید ہو گئے۔ بیس دن کے بعد تمام کتابیں دریا برد کر دیں۔

آپ امام محمد سے میل جول رکھتے اور ابو یوسف سے بے تعلق رہتے۔ لوگوں نے پوچھا۔ دونوں صاحب علم اور آپ کے ہم درس دوست ہیں آپ کیوں ایک کو دوست اور دوسرے کو اپنے پاس نہیں آنے دیتے۔ فرمایا امام محمدؒ دنیا اور اس کی نعمتوں کو چھوڑ کر علم میں داخل ہوئے ہیں لہذا آپ کا علم دین کی عزت اور دنیا کی ذلت کا باعث ہے۔ ابو یوسف درویشی اور ذلت کو چھوڑ کر علم میں داخل ہوئے۔ اور علم کو اپنی عزت کا سبب بنایا۔ اپنے پیر اور استاد ابو حنیفہ کے طریق کے خلاف چلے ہم اس کی ملاقات نہیں چاہتے۔ (ابو حنیفہؒ نے قضا کا عہدہ نہیں لیا تھا۔)

حضرت معروف کرخیؒ فرماتے ہیں کہ دنیا کو حقیر سمجھنے میں داؤد جیسا کوئی آدمی میں نے نہیں دیکھا حضرت ابوبکر عباسؒ فرماتے ہیں۔ ایک دن میں آپ کے حجرے میں گیا۔ دیکھا کہ خشک ٹکڑا روٹی کا ہاتھ میں لئے رو رہے ہیں۔ میں نے سبب پوچھا فرمایا یہ ٹکڑا کھانا چاہتا ہوں لیکن معلوم نہیں حلال ہے یا حرام ہے۔ ایک دفعہ خلیفہ ہارون رشید اور امام ابو یوسف زیارت کو آئے۔ آپ نے اندر آنے کی اجازت نہ دی والدہ کی سفارش پر اجازت دی۔ خلیفہ نے اشرفیوں کی ایک تھیلی نذر کی اور کہا حلال مال ہے قبول فرمایئے فرمایا مجھے حاجت نہیں کسی حاجتمند کو دیجئے۔

آپ روٹی چبا کر نہ کھاتے تھے۔ بلکہ پانی میں گھول کر پی لیتے فرماتے جو وقت روٹی چبا کر کھانے میں صرف ہوتا ہے اتنے میں قرآن شریف کی پچاس آیات ہی پڑھ لوں گا۔ ایک روز آپ نے دوائی پی ہوئی تھی کہا گیا تھوڑی دیر صحن میں ٹہل لیں تاکہ دوائی اپنا اثر کرے فرمایا مجھے شرم آتی ہے کہ قیامت میں مجھ سے پوچھا جاؤں کہ تو نے اپنے اتنے قدم کیوں نفس کی خواہش میں زمین پر رکھے جبکہ فرمان الٰہی ہے وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا ایک دن ایک مرید آیا۔ اور آکر کہا کہ فلاں صوفی شراب پی کر بدمست پڑا ہے۔ اس کی پگڑی۔ پیراہن اور تہ بند تے آلود ہیں کتے اس کے گرد جمع ہیں حضرت نے سن کر خاموشی اختیار کی۔ اور فرمایا اے رفیق شفیق دوست آجکے دن اسی کیلئے ہے۔ جاؤ اسے پیٹھ پر لاد کر گھر پہنچاؤ۔ مرید سخت پریشان ہوا۔ نہ شرابی کو اٹھانا چاہتا تھا۔ نہ پیر کی حکم عدولی کرنا چاہتا تھا۔ آخر تیار ہو گیا۔ اسے کندھوں پر اٹھا کر چلا۔ راہ میں لوگوں نے آوازے کسنے شروع کئے جن کو دیکھو یہ حال ہے۔ ایک بدمست ہے دوسرا اٹھائے لئے جا رہا ہے۔ بہر حال بہت تکلیف سے اٹھائے چلتے ننے۔ مگر اسے ٹھکانے پر پہنچا دیا۔ ساری رات شرم سار اور فکر سے نہ سویا صبح حضرت کے پاس آیا۔ آپ نے فرمایا اپنے بھائی مسلمان

ہر دریزی مجلے میں نہ کرو ورنہ زمانہ شہر میں تمہاری آبرو ریزی کریگا۔ ایک دفعہ ایک آدمی آیا اس نے دیکھا کہ پانی کا مٹکا دھوپ میں پڑا ہے کہا سایہ میں کیوں نہیں رکھتے۔ فرمایا جب پانی رکھا گیا تھا۔ اس وقت یہاں سایہ تھا۔ اب سایہ میں رکھتے ہوئے اللہ سے شرم محسوس کرتا ہوں کہ نفس کی خاطر آسائش کروں۔ ایک دفعہ کسی نے ڈاڑھی میں کنگھی کرنے کو کہا۔ فرمایا بے کار نہیں ہوں کہ ایسے کاموں میں وقت ضائع کروں

ایک دفعہ آپ سے مجاہدہ کا حال پوچھا گیا۔ فرمایا ایک رات نفس نے نوافل پڑھنے سے روکا۔ میں نے دس سال اسے کھانا نہیں دیا۔

آپ کا ایک بڑا وسیع مکان تھا۔ اس کے کئی کمرے تھے جب ایک کمرہ خراب ہو جاتا۔ دوسرے میں چلے جاتے۔ لوگوں نے کہا مرمت کیوں نہیں کراتے فرمایا خدا سے عہد کر چکا ہوں کہ دنیا میں نہیں بناؤنگا غرض اس طرح سارا مکان گر گیا۔ صرف دہلیز رہ گئی وفات کے بعد وہ دہلیز بھی گر گئی۔

ایک دفعہ ایک آدمی نے کہا حضرت مکان کی چھت ٹوٹ گئی ہے گر پڑے گی فرمایا بیس سال سے میں نے چھت کی طرف نگاہ ہی نہیں کی۔ لوگوں نے کہا خلقت سے کیوں نہیں ملتے فرمایا اگر اپنے آپ سے فراغت ہو تو کسی کے پاس بیٹھوں پینتالیس سال سے میں نے آنکھیں بند کی ہوئی ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہ دیکھوں اسواسطے کہ یہ محبت نہیں کہ دوستی تو اللہ تعالیٰ سے کروں اور دیکھوں غیر کی طرف۔

ایک دفعہ لوگوں نے آپ کو دیکھا کہ نماز کو دوڑ سے چلے جاتے ہیں پوچھا کیا جلدی ہے کہا شہر کے دروازے پر لشکر میرا منتظر ہے یعنی قبرستان کے مردے جب تک مجھے معافی نہ دینگے یہاں سے کوچ نہ ہو گا۔

آپ حضرت فضیلؒ اور ابراہیم ادہمؒ کے ہم عصر ہیں ان سے صحبتیں گرم رہتی تھیں۔ آپ کے خلیفہ حضرت معروف کرخیؒ ہیں ۵ رمضان ۱۶۵/۱۹۲ھ کو

شب بھر نماز میں مشغول رہے آخر شب سجدہ میں سر رکھا اور پھر اٹھا نہ سکے انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ مزار بغداد شریف میں ہے ۔

ارشاداتِ مقدسہ

۱ :۔ ایک مرید کو کہا کہ سلامتی چاہتے ہو تو دنیا کو رخصت کرد۔ اگر کرامت چاہتے ہو تو آخرت پر تکبیر کہو۔

۲ :۔ جو شخص اپنے استاد کے طریقے کے خلاف عمل کرے اس سے کلام کرنا روا نہیں ۔

۳ :۔ جس میں مروت نہیں اس کی عبادت بھی نہیں

۴ :۔ محبتِ الٰہی ہی انسان میں توکل اور استغفار پیدا کرتی ہے ۔

۵ :۔ دنیا میں روزہ رکھو اور آخرت میں افطار کرد لوگوں سے اس طرح بھاگو جیسے شیر کو دیکھ کر بھاگتے ہیں ۔

۶ :۔ بسیار گوئی حسرت ہے اسی طرح بسیار بینی بھی کراہیت سے خالی نہیں

۷ :۔ مسلمان بھائی کو محلہ میں رسوا نہ کرو تاکہ زمانہ تمہیں شہر میں رسوا نہ کرے ۔

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

آپ تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ میں ہیں طریق حق کے مرد یگانہ تعلقات دنیوی سے بیگانہ ہیں ۔ کنیت ابو محفوظ ہے والد کا نام فیروز ہے کرخ ۔ بغداد کا ایک محلہ ہے جہاں حضرت کی خانقاہ تھی ۔

والدین عیسائی تھے اسلئے ابتدا میں آپ مذہب اسلام سے

بیگانہ تھے۔ حضرت علی بن موسیٰ الرضا رضی اللہ عنہ کے دستِ مبارک پر اسلام لائے۔ ان کے نزدیک آپ بہت عزیز اور پسندیدہ تھے۔ حضرت داؤد طائی کی خدمت اقدس میں پہنچ کر ان کے مرید ہوئے ظاہری علم حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پڑھا۔ خرقہ خلافت حبیب راعی اور امام علی بن موسیٰ سے پہنا۔ آپ نے ایک دن سری کو فرمایا اللہ کے حضور میں دعا یوں کیا کر۔ یارب بحق معروف کرخی میری حاجت پوری کر حاجت فوراً پوری ہو جایا کرے گی۔ روزہ کی حالت میں بازار میں سے گزر رہے تھے کہ ایک سقے نے آواز دی جو پانی پیئے اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے آپ کا نفلی روزہ تھا۔ آپ نے پانی لے کر پی لیا۔ لوگوں نے کہا آپ تو روزہ سے تھے فرمایا ہاں مگر میری رغبت اس کی دعا کے ساتھ تھی۔ روزہ شکنی کا کفارہ دے دوں گا۔ چنانچہ جب وفات پائی تو لوگوں نے خواب میں دیکھا اور پوچھا فرمایا ایک سقے کی دعا کے طفیل بخشا گیا ہوں۔

ایک شخص نے آپ سے وصیت چاہی فرمایا ڈرتے رہو کہ خدا تعالیٰ تم کو مسکینی کے لباس کے سوا کسی اور لباس میں نہ دیکھے۔

ایک دن آپ دریائے دجلہ پر جا رہے تھے۔ چند آدمی آپس میں لڑتے فساد کرتے دیکھے۔ جب دریا پر پہنچے مریدوں نے کہا حضرت ان فسادیوں کے حق میں بددعا کیجیئے تاکہ ان کی شرارت سے دوسرے لوگ بچ سکیں آپ نے کہا ہاتھ اٹھاؤ جب سب نے ہاتھ اٹھایا تو فرمایا الٰہی جس طرح تو ان لوگوں کو اس جہان میں خوش رکھتا ہے۔ عاقبت میں بھی ان کو خوش رکھ۔ مریدوں نے کہا شیخ! اس کا مطلب ہم نہیں سمجھے فرمایا صبر کرو تھوڑی دیر کے بعد وہ لوگ آئے اور گناہوں سے توبہ کر کے نیک بن گئے۔

ایک روز آپ کا وضو فاسد ہو گیا۔ آپ نے فوراً تیمم کر لیا۔ لوگوں نے کہا دجلہ قریب ہے۔ پھر تیمم کیوں۔ فرمایا ممکن ہے کہ مرنے سے قبل دریا

تک نہ پہنچ سکوں۔ حضرت امام رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر شیعہ اور اہلِ سنت کا جھگڑا ہو گیا۔ اس جھگڑے میں آپ کے پہلو میں سخت چوٹ آئی جس سے آپ بیمار ہو گئے اور آخری وقت آ پہنچا۔ حضرت سری نے وصیت کیلئے درخواست کی فرمایا۔ میرے مرنے سے پہلے ہی میرے کپڑے صدقہ میں دینا کہ دنیا سے اس طرح ننگا جاؤں جیسا شکم مادر سے آیا تھا۔ ۲ محرم یا ۸ محرم سنہ ۲۰۰ھ میں جان جانِ آفریں کے سپرد کی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

جنازے پر یہودیوں عیسائیوں نے دعویٰ کیا کہ وہ ہم میں سے تھا۔ مگر بجز مسلمانوں کے کوئی دوسرا جنازہ اٹھا نہ سکا۔ مزار بغداد میں محلہ کرخ میں ہے

خدمتِ خلق کا جذبہ اس قدر تھا کہ ایک دفعہ کوئی بیمار ان کے ہاں مہمان ہوا اتنا لاغر تھا کہ جان کہیں اٹکی ہوئی تھی۔ رات کے وقت اسے بستر دیا گیا۔ بیقراری کی وجہ سے بیمار نے سخت چیخنا چلانا شروع کیا۔ اور ایک دم بھی آرام نہ لیا۔ نہ خود سویا نہ دوسروں کو سونے دیا۔ حتیٰ کہ حضرت کے متعلقین سب چھوڑ چھاڑ کر چلے گئے صرف حضرت رہ گئے رات دن خدمت کرتے کئی رات لگاتار نہ سونے کی وجہ سے حضرت کو اونگھ آ گئی۔ بیمار نے طعن و تشنیع شروع کر دی۔ لعنت ہو دیکھو ان کی پارسائی۔ مکار فریبی اور دھوکا باز فقیر گالی اور بدزبانی کا کوئی حکم نہ چھوڑا محض اس لئے کہ ایک دم کیلئے کیوں میری خدمت سے غافل ہوئے۔ شیخ نے یہ تمام کلمات بد سنے مگر خاموش رہے۔ شیخ کے حرم کی عورتوں نے بھی تمام بدکلامی سنی ایک نے معروف کو کہا کہ سن لیا۔ بس اسے کہہ دو کہ صبح کہیں اور جگہ چلا جائے۔ یہاں اس کا گذارہ نہیں۔ مردوں سے نیکی کرنا روا ہے نامردوں سے سلوک کرنا ہرگز روا نہیں۔ حضرت یہ سن کر ہنس پڑے۔ اور کہا اے بی بی اس کی پریشان گوئی سے پریشان نہ ہو اس کی نا سزا اور باتیں میرے کانوں کو بری نہیں لگتیں۔ ایسے لوگوں کی سخت سست سننی چاہیں۔ جو خود بے قرار اور تکلیف میں ہوں۔

ارشاداتِ مقدسہ

۱ صوفی یہاں پر مہمان ہے اب مہمان کا میزبان پہ تقاضا کرنا اس پر ظلم کرنا ہے۔ جو مہمان باادب ہوتا ہے منتظر رہتا ہے تقاضا نہیں کیا کرتا۔

۲ محبت تعلیم سے نہیں آتی بلکہ اللہ تعالیٰ کی دین ہے جسے چاہے دے دے۔

۳ سجدہ اسی کو ہوتا ہے جو دل میں ہو۔ اس لئے دنیا کی محبت دل سے نکال دو۔

۴ احمق و ظالم نہ ہو تو عبادت بھی بے کار ہے۔ جب روزہ رکھو اسپر نظر رکھو کہ کس چیز کے ساتھ اور کس شخص کے پاس افطار کرتے ہو۔ زیادہ نہ کھاؤ کہ اس سے دل کی حالت بدل جاتی ہے اور شب کے قیام سے روکتا ہے بہت لغو بازی تلاوتِ قرآن سے روکتی ہے اور بعض طعام ایسا ہوتا ہے کہ انسان ایک سال کے روزوں سے محروم ہو جاتا ہے۔

۵ جوانمردی کی تین علامتیں ہیں۔ اوّل خلاف ورزی کے بغیر وعدہ پورا کرنا دوم انعام کی خواہش کے بغیر مستحق کی تعریف کرنا۔ سوم مانگے بغیر کسی محتاج کی امداد کرنا۔ پس جب اللہ تعالیٰ بندے پر کرم کرتا ہے اور اسے بزرگ کر کے اپنے قرب میں مخصوص کر لیتا ہے تو اس میں تینوں معاملات درست فرماتا ہے۔ پھر وہ بندہ کوشش سے اپنی طاقت کے مطابق مخلوق کے ساتھ ہی معاملہ کرتا ہے۔ اس وقت وہ جوانمرد کہلاتا ہے۔ یہ تینوں صفتیں حضرت ابراہیم علیہ السلام میں بدرجہ کمال پائی جاتی تھیں۔

۶ جو شخص روز تین بار کہے گا۔ اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم اَللّٰھُمَّ فَرِّجْ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نام ابدالوں میں لکھا جاتا ہے۔

۷ بغیر عمل کے بہشت کی آرزو گناہ ہے۔ بغیر ادائے سنت امید شفاعت

محض دھوکا۔ بغیر فرمانبرداری امیدوارِ رحمت ہونا جہالت ہے۔

۸ :۔ شرک ظاہر بتوں کی پوجا۔ شرک باطن مخلوق پر بھروسہ کرنا

۹ :۔ رنج و مصیبت کی کشودگی اس کے پوشیدہ رکھنے میں ہے

۱۰ :۔ اگر صاحب بدعت کو ہوا پر چلتا دیکھو تو بھی اسے قبول نہ کرو۔

حضرت ابوالحسن سرّی سقطی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اہل حقائق کے شیخ اور تعلقاتِ دنیاوی سے بے نیاز ہونے والوں کے امام ہیں۔ آپ تبع تابعین رحمہم اللہ میں سے ہیں۔ آپ کی کنیت ابوالحسن ہے حضرت جنیدؒ اور تمام بغداد والوں کے استاد ہیں۔ رشتہ میں حضرت جنید رح کے ماموں ہیں آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مقامات طریقت کی ترتیب اور احوالِ عارف کے بسط و وضاحت میں غور و خوض کیا ہے مشائخ عراق میں سے بہت سے بزرگ آپ کے مرید ہیں۔ ابوسعید خراز کے آپ پیر صحبت ہیں آپ نے حضرت حبیب راعی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا۔ اور ان کی صحبت سے فیض پایا۔ مگر مرید حضرت معروف کرخی رح کے ہوئے۔ حضرت حارث محاسبی اور بشر حافی کے ہمعصر ہیں۔ آپ بغداد کے بازار میں کباڑی کی دکان کرتے تھے۔ اسی لئے سقطی کے لقب سے مشہور ہوئے۔ دکان پر ایک پردہ لٹکایا ہوا تھا۔ پردہ کے پیچھے ہر روز ایک ہزار رکعت نمازِ نفل ادا کرتے تھے۔ کوہ لگام سے ایک آدمی آپ کی زیارت کیلئے آیا پردہ اٹھا کر سلام کے بعد کہنے لگا کہ فلاں پیرزادہ نے آپ کو سلام بھیجا ہے۔ فرمایا وہ تو پہاڑ میں ساکن ہو گئے ہیں۔ اور یہ ان کی جوانمردی نہیں۔ مرد ایسا ہونا چاہیے کہ بازار میں رہتے ہوئے خداوند تعالیٰ سے ایسا مشغول ہو کہ اس سے غائب نہ ہو۔ آپ نے وعدہ کر رکھا تھا کہ پانچ فی صدی سے زیادہ نفع نہ لونگا

ایک مرتبہ باداموں کا نرخ تیز ہو گیا۔ اور آپ کے پاس یہ جنس کافی مقدار میں تھی۔ دلال نے فروخت کرنے کا مشورہ دیا کہ سات فیصدی پر فروخت ہو سکتا ہے آپ نے فرمایا میرا وعدہ پانچ فیصدی نفع لینے کا ہے چنانچہ مال فروخت نہ کیا۔ بغداد کے بازار کو آگ لگی۔ بازار جل گیا۔ لوگوں نے آپ سے کہا کہ آپ کی دکان جل گئی۔ سن کر آپ نے فرمایا۔ چلو اس کی فکر سے نجات ملی جب لوگوں نے دیکھا۔ تو آپ کی دوکان نہ جلی تھی۔ چاروں طرف کی دکانیں جل گئی تھیں۔ جب آپ نے ایسا دیکھا تو تمام دوکان کا مال و اسباب درویشوں میں تقسیم کر دیا۔ اور راہِ طریقت اختیار کی۔ ایک دفعہ آپ سے لوگوں نے دریافت کیا۔ کہ آپ کا ابتدائی حال کیسا تھا۔ تو فرمایا ایک دن حبیب راعیؒ کا میری دوکان پر گزر ہوا۔ میں نے ان کو روٹی کے چند ٹکڑے دیئے کہ وہ درویشوں کو دے دیں انہوں نے میرے لئے یہ دعا کی" اللہ تجھے نیکی دے"۔ پس جس دن سے یہ الفاظ کانوں میں پڑے۔ احوال دنیا کی بہتری جاتی رہی۔ مجاہدہ کا یہ حال ہوا کہ چالیس سال تک نفس شہد طلب کرتا رہا۔ اسے شہد نہیں دیا۔ ساری عمر نئے کوزہ میں سرد پانی نہیں پیا۔ دن میں کئی بار اپنا چہرہ شیشہ میں دیکھتے۔ کہ شامت اعمال سے کہیں چہرہ سیاہ تو نہیں ہو گیا۔ حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سری سے بڑھ کر کسی کو عابد نہیں دیکھا۔ ۹۸ سال ہو گئے ہیں میں نے سوائے مرض الموت کے ان کو لیٹا ہوا نہیں دیکھا۔ ایک دن میں ان کے گھر گیا۔ دیکھتا ہوں کہ جھاڑو دے رہے ہیں۔ شعر پڑھ رہے ہیں۔ اور روتے ہیں لا فی النہار ولا فی اللیل فرج۔ فلا ابالی اطال اللیل ام قصرا (نہ مجھے دن میں چین ہے نہ رات میں سو اب مجھے کوئی پرواہ نہیں راتیں لمبی ہوں یا چھوٹی۔

ایک روز آپ صبر کے متعلق وعظ فرما رہے تھے۔ اس اثنا میں بچھو نے کئی بار آپ کو ڈنگ مارا۔ مگر آپ لش سے مس نہ ہوتے۔ لوگوں نے کہا۔ آپ نے بچھو کو دفع کیوں نہ کیا۔ فرمایا مجھے شرم آتی تھی۔ کہ بیان تو صبر کا ہو اور عمل

اس کے خلاف ہو۔ ابو عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں سری سقطی کے گھر مہمان تھا۔ ایک حصہ رات گزری تو آپ نے عمدہ لباس پہنا اور کندھے پر چادر ڈال لی۔ میں نے پوچھا کہاں جا رہے ہو۔ کہنے لگے فتح موصلی کی عیادت کو جاتا ہوں۔ جب باہر نکلے تو پہرہ داروں نے گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا صبح داروغہ جیل نے قیدیوں کو کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ جب جلاد نے حضرت سری پر ہاتھ اٹھایا۔ ہاتھ اوپر کا اوپر ہی رہا۔ داروغہ نے کہا کیوں نہیں مارتا۔ جلاد نے کہا ایک آدمی نے میرا ہاتھ پکڑ رکھا ہے اور کہتا ہے خبردار اگر تو نے مارنے کا قصد کیا داروغہ نے پوچھا کون ہے جلاد نے کہا فتح موصلی۔

ایک امیر زادے نے آ کر سوال کیا۔ کہ مجھے خدا کی طرف جانے کا راستہ بتائیے فرمایا راہ دو ہیں۔ ایک خاص دوسرا عام کونسی راہ درکار ہے۔ اس نے عرض کی دونوں بیان کیجئے۔ عام راہ شریعت کی ہے۔ اس کی پابندی کرو خاص راہ طریقت کی ہے یعنی شریعت کی پابندی کے ساتھ ساتھ دنیا کو بھی ترک کرنا چاہیے۔ چنانچہ حضرت جنیدؒ سے منقول ہے کہ میں نے آپکو فرماتے سنا ہے "میں جنت میں جانے کا ایک سیدھا اور مختصر راہ جانتا ہوں" میں نے عرض کیا وہ کیا ہے۔ فرمایا کسی سے کوئی بات نہ پوچھو کسی سے کوئی چیز نہ لو اور نہ تمہارے پاس کوئی چیز ہونی چاہیے جو تم کسی کو دے سکو۔ ۳ رمضان منگل کی صبح ۲۵۳ھ میں آپ نے انتقال فرمایا۔ آپ کا مقبرہ گورستان شونیزیہ بغداد میں ہے۔ مشہور خلیفے آپ کے یہ ہیں (۱) حضرت جنیدؒ۔ (۲) شاہ محمود۔ (۳) ابوالحسن نوری (۴) خیر نساجؒ۔

ارشادات مقدسہ

(۱) تصوف تین باتوں کا نام ہے۔ (۱) اس کی معرفت نور ورع کو نہ بجھائے۔ (۲) علم باطن کی کوئی ایسی بات نہ کرے جو خلاف شریعت ہو۔

(۳) کرامت اس لیے دکھائیے کہ لوگ حرام سے بچیں۔

۲ ؛؛ جب بندے پر خدا کا ذکر غالب آجاتا ہے تو خدا بندے پر عاشق ہو جاتا ہے۔

۳ ؛؛ پانچ چیزیں دنیا نہیں ۔ ۱ ؛؛ اتنی روٹی جس سے زندگی رہ سکے ۲ ؛ اتنا پانی جس سے پیاس بجھ سکے ۔ ۳ ؛؛ اتنا کپڑا جس سے ستر چھپ سکے ۴ ؛؛ گھر جس میں رہ سکیں ۔ ۵ ؛؛ علم جس پر عمل ہو سکے۔

۴ ؛؛ معرفت اوپر سے اترتی ہے جس دل میں شرم دیکھتی ہے اس میں منزل کرتی ہے

۵ ؛؛ معرفت کا شرط یہ ہے کہ نفس خدا کے واسطے مجرد اور تنہا ہو جائے۔

۶ ؛؛ بیمار پرسی کا علم بھی سیکھنا چاہیے مریض کے پاس کم بیٹھنا چاہیے۔

۷ ؛؛ جو لوگوں کی خاطر ان اوصاف سے آراستہ ہوتا ہے جو اس میں نہیں تو وہ خدا کی نظر میں گر جاتا ہے۔

۸ ؛ ان لوگوں کی ہمسائیگی سے دور رہو (۱) مالدار (۲) بازار میں قرأت پڑھنے والا (۳) دولت مند عالم۔

۹ ؛؛ حجاب کی ذلت سب سے بڑھ کر ہے ۔ الٰہی ! حجاب کی ذلت سے مجھے عذاب نہ دے۔

۱۰ ؛؛ جو گناہ شہوت کی وجہ سے ہو اس کی بخشش کی امید کی جا سکتی ہے لیکن جو غرور اور تکبر کی وجہ سے ہو اس کے بخشے جانے کی قطعاً امید نہیں کی سکتی

۱۱ ؛ رد کرنے کی عادت سے بچو۔

۱۲ ؛ مرد وہ ہے جو بازار میں بھی ذکر الٰہی کا حق ادا کرے لین دین کرتے ہوئے بھی یاد الٰہی سے غافل نہ ہو۔

۱۳ ؛ بہادر وہ ہے جو نفس امارہ پر قابو پاتے۔

۱۴ ؛ جو اپنے نفس کی اصلاح اور تربیت سے عاجز ہے وہ مردوں کو کیا

ادب کی تعلیم دے سکتا ہے۔

۱۵ ۔ جو نعمت کی قدر نہیں جانتا۔ اس سے وہ نعمت نامعلوم طریق سے چھین لی جاتی ہے۔

۱۶ ۔ اکثر صوفیوں سے فرمایا کرتے جب موسم سرما نکل جائے۔ بہار آجائے درختوں پر پتے نمودار ہوں تو کیا خوب بہار ہوتی ہے (دفتر معرفت کا مطالعہ)

حضرت جنیدؒ رحمۃ اللہ علیہ

آپ تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے ہیں طریقت میں شیخ المشائخ اور شریعت میں امام آئمہ ہیں۔ آپ کا نام نامی عبد الجبار جنید کنیت ابو القاسم اور لقب زجاجی و خراز ہے۔ زجاجی اس وجہ سے کہتے تھے۔ کہ آپ کے والد ماجد شیشہ موتی کا کاروبار کرتے تھے۔ خراز اس لئے کہ آپ موزہ دوزی کا کام کرتے تھے۔ آپ دراصل نہاوند کے باشندہ تھے۔ پیدا بغداد میں ہوئے۔ فنونِ سپاہ گری میں یکتا۔ اور پہلوانی میں نامور عصر تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے خلیفہ سے آکر کہا کہ میں تمہارے بڑے پہلوان سے کشتی لڑوں گا۔ خلیفہ نے کہا ہمارا پہلوان بڑا زبردست ہے تم تیلے دُبلے کیا لڑو گے۔ مگر اس شخص نے اصرار کیا۔ آخر دنگل ہوا۔ جب جنید خم ٹھوک کر سامنے ہوئے اور پکڑ ہوئی تو اس شخص نے چپکے کان میں کہہ دیا۔ میں سیّد ہوں محتاج ہوں آئندہ تم کو اختیار ہے۔ جنیدؒ لڑتے لڑتے گر پڑے بڑا شور و غل ہوا۔ خلیفہ نے بلایا۔ دوبارہ کشتی ہوئی پھر گرے۔ سہ بارہ ہوئی پھر چاروں شانے چت گر پڑے۔ خلیفہ نے اس کو انعام دیا۔ اور جنید کو بلا کر پوچھا

حقیقت کیا ہے۔ آپ نے اصل حال بیان کر دیا۔ بادشاہ بڑا متعجب ہوا کر مجمع عام میں اپنی ذلت اور سیّد کی عزت گوارا کی۔ رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں تشریف لائے۔ فرمایا تم نے ہماری اولاد سے خاص سلوک کیا ہم تیرے ساتھ خاص سلوک کریں گے صبح ملازمت ترک کی اور فقراء کی حالت میں پھرنے لگے۔ سرّی سقطی۔ حارث محاسبی اور محمد قصاب کی صحبت اختیار کی۔

آپ اہل ظاہر اور ارباب باطن میں یکساں طور پر مقبول ہیں علوم و فنون میں کامل فروع و اصول اور معاملاتِ دین میں مفتی اور امام ہوگئے۔ آپ امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب میں سے ہوئے ہیں۔ کسی کو آپ پر کوئی اعتراض نہیں۔ سنت کے زبردست پابند تھے۔ تصوّف کے تمام مسائل کی بنیاد سنت پر قائم کی۔ اور سب سے پہلے مسائل تصوف کو ترتیب دیا۔ اور اکثر فرمایا کرتے تھے ہمارا علم حدیث سے ملا ہوا اور گھٹا ہوا ہے۔

ایک دن لڑکپن میں جنیدؒ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ کہ سقطی نے کہا اے لڑکے شکر کے بارے میں تم کیا کہتے ہو۔ جنیدؒ نے جواب دیا شکر یہ ہے کہ خدا داد نعمت کے ساتھ اس کی نافرمانی نہ کی جائے۔ اور نعمتوں کو گناہ کا ذریعہ نہ بنایا جائے سقطی نے کہا میں اس سے بہت ڈرتا ہوں کہ ترا حصہ بھی تیری زبان سے ہو۔ جنیدؒ کہتے ہیں کہ میں ہمیشہ اس بات سے ڈرتا رہتا ایک دن ان کے پاس آیا۔ ان کی ضرورت کی شے ان کے پاس لے گیا۔ انہوں نے کہا تم کو خوشخبری ہو۔ حق تعالیٰ سے میں نے درخواست کی تھی کہ اس کو کسی توفیق یافتہ کی معرفت مجھ تک پہنچا دے۔ چنانچہ آپ سری سقطی کے مرید ہو گئے۔ ۳۰ سال تک کسی سے گفتگو نہیں کی۔ آپ کو معلوم نہ ہوتا کہ کونسا دن اور مہینہ ہے۔ عالم تحیّر میں کئی کئی دن کھڑے رہتے۔ پاؤں پھوٹ کر خون نکل آتا۔

حضرت سری سقطیؒ کی زندگی میں مریدوں نے جنید سے کہا واعظ کہا کرو جس سے ہمارے دلوں کو تسکین ہو۔ آپ نے قبول نہ کیا اور فرمایا جب تک میرے شیخ

موجود ہیں۔ میں کوئی نصیحت نہیں کرسکتا۔ یہاں تک کہ ایک جمعہ کی رات خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ حضورؐ نے فرمایا جنید لوگوں کو وعظ کرو۔ دل میں وسوسہ پیدا ہوا کہ میرا درجہ شاید سری سے بڑھ گیا ہے۔ تب تو حضور نے مجھے وعظ کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ جب صبح ہوئی تو حضرت سری نے ایک آدمی بھیجا کہ جب جنیدؒ نماز ادا کر چکے تو اسے کہو مریدوں کے کہنے تو نے انہیں نصیحت نہ کی مشائخ بغداد کی سفارش بھی تم نے رد کی۔ میں نے تب بھی تم نے وعظ کا سلسلہ جاری نہ کیا۔ اب حضور صلعم نے ارشاد فرمایا ہے ان کے حکم کی تعمیل تو ضرور کرنی چاہیے چنانچہ اس سے جو وسوسہ دل میں آیا نکل گیا۔ اور جان لیا کہ سری میرے شیخ تمام احوال میں میرے ظاہر اور باطن سے باخبر ہیں اور آپ کا درجہ میرے درجے سے بلند تر ہے کیونکہ آپ میرے اسرار سے واقف ہیں۔ اور میں آپ کے احوال سے ناواقف ہوں۔ چنانچہ فوراً شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے خیال سے استغفار کی۔ پھر پوچھا کہ آپ کو کس طرح معلوم ہوا کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے خواب میں دیکھا ہے آپ نے فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا کہ مجھے ارشاد فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے کہ جنید کو ارشاد فرمائیں کہ لوگوں کو نصیحت کرے تاکہ اہل بغداد کی مراد بر آئے۔ (اس حکایت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مرشد جس حال میں ہوں اپنے مریدوں کے حال سے واقف ہوتے ہیں چنانچہ جنیدؒ نے اس دن سے وعظ کہنا شروع کر دیا۔

ایک دن ایک آدمی مسجد میں آپ کے پاس آیا اور کہا آپ کا وعظ شہر میں ہی کام کرتا ہے یا جنگل میں بھی۔ آپ نے حال پوچھا اس نے کہا چند آدمی فلاں مقام پر جنگل میں راگ و رنگ اور شراب میں سرمست ہیں آپ اسی وقت اٹھ بیٹھے۔ منہ لپیٹ لیا۔ اور جنگل میں ان کے قریب جا پہنچے وہ دیکھ کر بھاگنے لگے۔ فرمایا بھاگو مت میں تمہارا ہم مشرب ہوں اور اسی

آیا ہوں۔ لوگ جمع ہو کر بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا یارو! ہمارے لئے بھی لاؤ۔ شہر میں تو پی نہیں سکتے۔ آج تمہارا حال سن کر پوشیدہ طور پر یہاں آ گیا ہوں۔ انہوں نے کہا حضرت اگر ہم کو یہ معلوم ہوتا۔ تو ہم ہمیشہ آپ کو پلایا کرتے افسوس اس وقت شراب نہیں ہے حکم ہو تو شہر سے منگائی جائیے۔ آپ نے کہا یارو! تم کو کوئی ایسی بات نہیں آتی کہ شراب خود بخود آ جایا کرے انہوں نے کہا نہیں۔ فرمایا آؤ آج تم کو ایسی بات سکھا دوں کہ شراب خود بخود آ جایا کرے۔ وہ خوش ہوتے۔ آپ نے فرمایا پہلے نہاؤ پھر کپڑے بدلو پھر میرے پاس آؤ سب نے غسل کیا اور کپڑے بدل کر آ موجود ہوئے فرمایا سب دو رکعت نماز پڑھو جب وہ نماز میں مشغول ہوتے تو آپ نے دعا مانگی خدایا میرا تو اتنا ہی اختیار تھا۔ کہ تیرے حضور میں ان کو کھڑا کر دیا۔ اب تو جان دعا قبول ہوئی۔ سب کامل ہو گئے۔

ایک شخص طالب خدا تھا۔ بزرگانِ دین کی خدمت میں پھرتے پھرتے اسے ایک مدت گزر گئی مقصود نہ پایا۔ ناچار سب سے امید منقطع کر کے ایک درخت کے تلے جنگل میں جا بیٹھا۔ کہ اب خدا کو خدا سے طلب کروں گا۔ مراقب ہو کر بیٹھ گیا۔ حضرت جنیدؒ کے پاس ایک گھوڑی تھی خیال آیا اسے آج دجلہ سے پانی پلوا لائیں۔ جب شہر سے باہر نکلے گھوڑی نے جنگل کی راہ لی۔ ہر چند روکا نہ رکی۔ خیال کیا کہ سیر الٰہی ہے۔ لگام کھلی چھوڑ دی۔ گھوڑی چلتے چلتے اس درخت کے پاس پہنچ گئی۔ جہاں وہ طالب دل سوختہ بیٹھا تھا۔ حضرت کو اسی وقت دریافت ہوا۔ کہ اس طالب کی کشش تھی۔ ایک نگاہ میں مقصد اس کا پورا کیا۔ پھر پوچھا میں کون ہوں۔ اس نے کہا میرے پیر و مرشد ہیں۔ فرمایا اس راہ میں اگر کبھی قبض واقع ہو۔ اور حیرانی پیش آتے تو بغداد میرے پاس چلے آنا۔ اس نے جواب دیا حضرت کیا اب میں آپ کے پاس آیا ہوں۔ یا آپ میرے پاس آئے ہیں۔ میں تو ایسے کا دروازہ پکڑ بیٹھا ہوں کہ اگر اس قسم

کا واقعہ پیش آیا تو کسی اور کی گردن پکڑ کر پیچ دے گا۔ اب بے فکر ہو گیا
آپ نے فرمایا اس راہ میں طالب کو ایسا ہی ہونا چاہیے
ابو بکر واسطی بڑے عالم تھے۔ حضرت کی خدمت میں آئے
سال بھر خاموش آپ کی صحبت کا رنگ دیکھتے رہے۔ کوئی کرامت نہ دیکھی
دل برداشتہ ہو کر چلے۔ حضرت نے کہا مولوی صاحب سال بھر آپ یہاں
رہے نہ اپنی کہی نہ ہماری سنی۔ کیا معاملہ ہے۔ ابو بکر واسطی نے کہا بیعت کے
ارادے سے آیا تھا۔ سال بھر رہا ہوں کوئی کرامت نہیں دیکھی۔ وہی عام
کا طور نماز حج۔ زکوٰۃ درس تدریس ناچار واپس چلا ہوں۔ حضرت نے کہا
سال بھر میں جنید سے کوئی کام خلاف سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرزد ہوا
ابو بکر نے کہا نہیں۔ اس وقت حضرت نے اس کا ہاتھ جھٹک کر کہا جنید کی یہی
کرامت ہے۔ ہاتھ جھٹکنا تھا کہ ابو بکر کی حالت بدل گئی۔ کپڑے پھاڑ ڈالے
جنگل کی راہ لی۔ بعد چھ ماہ آئے حضرت نے پھر ویسا ہی کیا اور ہاتھ جھٹک دیا
پھر جنگل کو نکل گئے۔ تیسری بار پھر آئے۔ آپ نے ویسا ہی کیا۔ ابو بکر بولے
میں آپ میں کوئی امر خلافِ سنت نہیں پاتا۔ مگر .... یہ کہنا تھا کہ حضرت نے
چھاتی سے لگا لیا۔ اور خوش ہو کر خرقۂ خلافت عطا کر کے رخصت کیا۔
ایک دفعہ آپ اپنے چند رفقا سمیت جہاد میں گئے جب جنگ
شروع ہوئی تو دیکھا کہ فرشتے ۱۱ محافے لئے کھڑے ہیں۔ سمجھے کہ ہم گیارہ کے گیارہ
شہید ہوں گے۔ چنانچہ دس رفیق باری باری شہید ہو گئے۔ اب جنید کی باری
آئی۔ ایک یہودی آکر مقابل ہوا۔ اس نے پہچان لیا۔ اور کہنے لگا طالب خدا کو
جنگ وجدل سے کیا واسطہ فرمایا تم دیکھتے نہیں ہو۔ فرشتے ایک محافہ لئے کھڑے
ہیں۔ دس میرے رفیقوں کو لے کر غائب ہو گئے ہیں۔ یہ تیرے واسطے باقی ہے
اس نے کہا اگر یہی بات ہے تو مجھے بھی ایمان کی تلقین کرو۔ وہ مسلمان ہوا
اسی دن کفار سے لڑا اور شہید ہو کر بقیہ محافہ کی سواری میں جنت میں گیا

حضرت کو الہام ہوا۔ جاؤ اپنا کام کرو۔

آپ فرمایا کرتے تھے "حق" کو میں نے مدینے کی گلیوں میں پایا اور ایک دن مدینہ کے بازار میں جا رہا تھا۔ کہ چند خستہ حال لوگوں کو دیکھا جن کی خستہ حالی بیان نہیں ہو سکتی۔ مجھے ان پر رحم آیا۔ اور چاہا کہ میں بھی ان کے ساتھ رہوں اور ان کی موانست اختیار کروں چنانچہ میں ان کی صحبت میں رہا اور سمجھ گیا کہ خدا خستہ حالوں کے ساتھ ہے۔

حضرت جنید فرماتے ہیں کہ میں نے اخلاص ایک حجام سے سیکھا وہ اس طرح کہ میں مکہ معظمہ میں تھا۔ وہاں ایک حجام خواجہ کی حجامت بنا تا تھا میں نے کہا میرے بال بھی خدا کیلئے کاٹ دو۔ حجام نے خواجہ کو یہ کہہ کر الگ کر دیا کہ جب خدا کا نام آگیا ہے پہلے خدا کا کام کرنا چاہیئے۔ مجھے اپنے ساتھ بٹھایا میرا سر چوما۔ میری حجامت بنائی۔ اور کاغذ میں کچھ نقدی لپیٹ کر مجھے دی۔ اور کہا اپنی ضرورت پر خرچ کرنا۔ میں نے اس دن عہد کر لیا کہ جو پہلی فتوح مجھے ہوگی اس حجام کو دوں گا۔ چنانچہ چند دن بعد بصرہ سے ایک تھیلی اشرفیوں کی آئی۔ میں لیکر حجام کے پاس گیا۔ اور کہا کہ میں نے عہد کیا ہوا ہے کہ تیرے ساتھ مروت کروں گا اس نے کہا تمہیں شرم نہیں آتی کہ خدا کے نام پر کام کرنے کا مجھے عوض دیتا ہے۔

ایک شخص نے آپ کی دعوت کی۔ اور گھر لے گیا۔ گھر جا کر سخت توہین کی۔ کہ روٹی کھانے آگیا ہے۔ اور واپس لوٹا دیا جب آپ اپنی جگہ پر آئے تو وہ شخص پھر آگیا اور کہا غلطی ہو گئی ہے۔ آئیے کھانا کھائیے۔ حضرت ساتھ ہو لیئے گھر پہنچ کر دوبارہ توہین کی۔ اور کہا ذرا بھی عقل شعور نہیں عزت نفس کا احساس مفقود ہے۔ ابھی ذلیل کرکے تمہیں نکالا تھا۔ اور میرا اشارہ پاتے ہی پھر آگیا ہے حضرت نے کہا غلطی ہوئی۔ معذرت خواہ ہوں گھر آگئے۔ میزبان پھر آگیا۔ اور کہنے لگا للہ تعالیٰ معاف کیجئے اور کھانا کھائیے۔ آپ پھر ساتھ ہو لیئے گھر جا کر سخت توہین کی لیکن آپ بغیر کچھ کہے واپس آگئے مسلسل آپ کے صبر و تحمل کا امتحان لیا۔ اور

بولا۔ نفس کشی کے جس مقام پر ہیں یہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ محبوبیت کا مقام
کتے بغیر یہ مقام حاصل نہیں ہوتا۔ حضرت نے فرمایا۔ انسانیت کا مقام بہت
ہے برسوں کی ریاضت کے بعد مجھے کتے کا مقام حاصل ہوا ہے کتے کی خصلت
ہے کہ اسے ٹکڑا دکھایا جائے۔ آجاتا ہے۔ دھتکار دیا جائے چلا جاتا ہے
اندر صفات حسنہ پیدا کرنے کیلئے بڑے مجاہدے کی ضرورت ہے۔

فقیر کیلئے کسی کی بابت کوئی برا خیال کرنا بھی غیبت ہے چنانچہ
ایک دفعہ ایک آدمی نے مسجد میں سوال کیا۔ میں نے سوچا بھلا چنگا ہے اچھا
ہٹا کٹا ہو کر سوال کرتا ہے۔ اور ذلت اٹھاتا ہے۔ رات کو خواب میں دیکھا
کہ دستر خوان چنا گیا ہے۔ میں کھانے کو بیٹھا ہوں۔ سرپوش کو اٹھایا تو ایک
لاش پڑی ہے۔ عرض کی اہل مردم خور نہیں۔ ارشاد ہوا تم مسجد میں اسے
کیوں کھاتے تھے۔ میں سمجھ گیا۔ غیبت کر بیٹھا ہوں اور یہ میرے دلی خدشات
پر مواخذہ ہوا ہے۔ بیدار ہوا تو وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی۔ اور
توبہ کی۔ ایک بار شبلیؒ نے آپ کی مسجد میں اللّٰہ جل جلالہٗ کہا
آپ نے فرمایا۔ شبلی اگر اللہ تعالیٰ غائب ہے تو غائب کا ذکر غیبت ہے اور
غیبت حرام ہے۔ اور اگر وہ حاضر ہے۔ تو حاضر کے سامنے اس کا نام لینا
خلافِ ادب ہے۔

ایک دفعہ آپ کے پاس کسی ایک نے پرندہ تحفہ بھیجا۔ آپ نے
کچھ دن پنجرے میں رکھ کر چھوڑ دیا۔ لوگوں نے دریافت کیا۔ آپ نے اتنے دن
اپنے پاس کیوں رکھا فرمایا اس پرندے نے مجھ سے کہا اے جنید تو اپنے احباب
میں لطفِ زندگی اٹھائے اور میں یونہی بے مونس پنجرے میں رہوں۔ میں نے
اس کی درد بھری آواز سن کر آزاد کر دیا ہے۔ مگر اڑتے وقت اس نے ایک
عجیب بات کہی۔ کہ جب تک پرندے یادِ الٰہی میں رہتے ہیں جال میں نہیں
پھنستے۔ جہاں یادِ الٰہی سے غفلت ہوئی پھنس گئے۔ میں صرف ایک ہی دن

غافل ہوا۔ جس کی سزا اتنے دنوں مجھے آپ کے پنجرے میں بھگتنی پڑی۔ وہ پرندہ گاہے گاہے آپ کی زیارت کو آتا تھا۔ جب آپ کا انتقال ہوا تو وہ پرندہ بھی تڑپ کر مر گیا۔

ایک دفعہ آپ نے باب الطاق میں ایک نہایت ہی خوبصورت یہودی کو دیکھا۔ پروردگار سے دعا کی۔ خدایا اسے میرے پاس بھیج دے تو نے اس کو کتنا خوبصورت پیدا کیا ہے۔ تھوڑے ہی وقت میں وہ یہودی آیا۔ اور کہنے لگا۔ مجھے کلمہ شہادت پڑھائیے۔ چنانچہ وہ مسلمان ہو کر اولیاء اللہ میں سے ہو گیا۔

آپ کی طرف سے ایک مرید کے دل میں رنج پیدا ہوا۔ اس نے سمجھا کہ وہ ایک درجہ پر پہنچ گیا ہے۔ اس نے آپ سے روگردانی کی۔ ایک روز برائے آزمائش آیا۔ آپ اس کا مقصد جان گئے۔ چنانچہ اس نے سوال کیا تو آپ نے جواب میں کہا اس کا جواب الفاظ میں چاہتا ہے یا معنی میں اس نے کہا دونوں طرح جواب چاہتا ہوں۔ فرمایا لفظوں میں تو یہ جواب ہے کہ اگر خود تو نے تجربہ کیا ہوتا تو میرے آزمانے کی حاجت نہیں نہ ہوتی۔ معنوی جواب یہ ہے کہ میں نے تمہیں ولائت سے خارج کر دیا۔ چنانچہ اسی وقت اس کا منہ سیاہ ہونے لگا۔ چیخنے لگا کہ راحت گئی۔ استغفار میں مشغول ہو گیا۔ جنید نے کہا۔ اولیاء اللہ بھیدوں اور مخفی کیفیات کو جانتے ہیں۔

ایک دفعہ آپ کے ایک مرید نے خیال کیا کہ میں کہاں کو پہنچ گیا ہوں۔ صحبت پیر کی بجائے تنہائی میرے لئے اولیٰ ہے۔ لہذا عزلت گزین ہو گیا روزانہ رات کو کوئی اس کے پاس آ کر کہتا چلو میں تمہیں اونٹ پر بیٹھا کر بہشت میں لے چلیں۔ چنانچہ وہ اونٹ پر بیٹھ کر کسی پر فضا مقام پر پہنچ جاتا۔ جو بہشت کی مانند ہوتا۔ وہاں پہنچ کر سو جاتا صبح اپنے آپ کو اپنے حجرہ میں پاتا۔ حضرت کو اس کا علم ہوا اس کو فرمایا جب تم اپنے بہشت میں پہنچو تو وہاں ایک

بار لاحول پڑھنا۔ حسب معمول وہاں پہنچا تو بطور تعمیل ارشادِ شیخ لاحول پڑھی۔ اسی وقت سب لوگ چیختے چلاتے بھاگ گئے۔ اور اس نے اپنے کو ایک گندی نالی میں پڑا پایا۔ نادم ہو کر توبہ کی۔ اور شیخ کی صحبت میں رہنے لگا۔ (جب تک شیخ نہ کہے خلوت اختیار نہ کرنی چاہیے)

حضرت کی ہمسائیگی میں ایک یہودی آ رہا حضرت رات کو مشغول بحق ہوتے۔ وہ راگ رنگ اور شراب نوشی میں مشغول ہو جاتا۔ اور شور مچاتا چند دن یہ معاملہ دیکھا۔ جب وہ باز نہ آیا۔ تو ایک دن صبح کو بڑی نرمی و لطف سے شکایت کی۔ اور درخواست کی کہ میرے اوقات میں خلل نہ ڈالا کرو۔ یہودی نے کہا ایک کام آپ اپنے گھر میں کرتے ہیں۔ اور میں ایک کام اپنے گھر میں کرتا ہوں دن بھر معاش کی فکر میں رہتا ہوں۔ رات کو تفریح نہ ہو تو زندگی تلخ ہو جائے۔ آپ نے کہا تفریح سے میں منع نہیں کرتا۔ یہ جو یار لوگ تمہارے پاس جمع ہوتے ہیں۔ اور رات بھر اودھم مچاتے ہیں۔ سمجھ سکتے ہو کہ مجھے کتنی تکلیف ہوتی ہے۔ یہودی نے کہا تمہیں تو اور کام سوائے وعظ کہنے اور شب بیداری کے ہے نہیں کیا مجھے بھی وعظ کرنے اور درس دینے آئے ہو۔ حضرت نے کہا اگر تم نہیں مانتے تو شکایت خلیفہ سے کروں گا۔ اس نے کہا اس کی بارگاہ میں آپ کا زہد و تقویٰ اور میری مے خواری برابر ہے۔ حضرت جنید نے کہا اچھا بابا مجھے معاف کرو اور جو تمہی دل میں آئے کرو۔ آئندہ میں خاموش رہوں گا۔ یہودی پاؤں پر گر پڑا۔ اور کہا اے شیخ مجھے خدا کیلئے معاف کرو۔ آئندہ مجھ سے ایسی حرکت سرزد نہ ہو گی۔ جس کے باعث آپ کو تکلیف ہو۔ یہ یہودی جنید کے اوصافِ حمیدہ اکثر لوگوں کے پاس بیان کرتا۔ ایک دفعہ لوگوں نے اسے کہا جنید مسلمان ہیں۔ اسلام کی خوبی تم پر واضح ہو چکی مسلمان کیوں نہیں ہو جاتا۔ اس نے جواب دیا جنید جیسا مسلمان ہونا میرے لئے محال ہے۔ اور تمہاری طرح کا مسلمان ہونا میں نہیں چاہتا۔ آپ

جب تلاوت کیلئے سجادے پر بیٹھتے اور یادِ حق میں مشغول ہوتے۔ اور کوئی آجاتا تو چھوڑ چھاڑ اس سے باتیں کرنے لگتے۔ اس کی حاجت کو پورا کرتے جب جاتا پھر تلاوت میں لگ جاتے۔

ایک چور آپ کا کرتہ چرا کر لے گیا۔ آپ نے وہ کرتہ دلال کے پاس دیکھا۔ خریدار کہہ رہا تھا کہ کوئی شہادت دے کہ کرتہ تیرا ہے تو خرید لونگا۔ آپ نے شہادت دی کہ کرتہ اسی کا ہے خریدار نے کرتہ خرید لیا۔

ایک دفعہ چور آپ کے حجرہ میں چوری کیلئے آیا۔ ہر چند ڈھونڈا کچھ نہ پایا۔ جس کمبل میں آپ سو رہے تھے۔ آپ نے چور کے راستے میں ڈال دیا تا کہ محروم نہ جائے۔ سعدیؒ نے سچ لکھا ہے۔

شنیدم کہ مردانِ راہِ خدا ——— دلِ دشمناں ہم نہ کردند تنگ
ترا کے میسر شود ایں مقام ——— کہ با دوستانت خلاف است جنگ

ایک دفعہ آپ اپنے اصحاب کے ساتھ ریاضت اور مجاہدہ کیلئے بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک مہمان آگیا۔ اس کے واسطے بہت تکلف کیا۔ اور کھانا اس کے سامنے لاکر رکھا وہ کہنے لگا۔ مجھے تو فلاں چیز چاہیے آپ نے فرمایا۔ تب مجھے بازار جانا چاہیے کیونکہ تو بازاری آدمی ہے اہلِ مساجد اور صوامع سے نہیں۔

ایک رات آپ خانقاہ میں بیٹھے تھے۔ کہ چار مردانِ خدا حاضر خدمت ہوئے۔ ان میں سے ایک کو پوچھا تم صبح عید کی نماز کہاں ادا کروگے۔ اس نے جواب دیا مکہ معظمہ میں۔ دوسرے سے پوچھا اس نے کہا مدینہ منورہ میں۔ تیسرے سے پوچھا اس نے کہا بیت المقدس میں۔ چوتھے سے پوچھا اس نے کہا بغداد میں۔ خواجہ صاحب کی خدمت اقدس میں فرمایا تو ان تینوں سے بڑھ کر زاہد اور عالم اور افضل ہے (زندہ شیخ کی صحبت کی وجہ سے)۔

ابوالحسن نوری نے ایک ماہی گیر سے کہا کہ دجلہ میں جال پھینک ۲½ سیر کی مچھلی تیرے جال میں آئے گی۔ اس نے جال پھینکا مچھلی آئی تولا گیا پورے ۲½ سیر کی نکلی۔ جب یہ بات آپ نے سنی فرمایا اس جال میں کالا سانپ ہوتا۔ جو ابوالحسن کو ڈستا۔ اور ہلاک کر دیتا۔ پوچھا گیا کیوں فرمایا اگر سانپ اسے ڈستا شہادت کی موت مرتا۔ اب جبکہ زندہ رہے گا معلوم نہیں اس خاتمہ بالخیر ہو یا نہ ہو۔ (اظہارِ کرامت سے منع)

ایک دفعہ آپ سے لوگوں نے پوچھا۔ اگر ہم عبرت کے طور پر گرجا یا بتکدہ میں چلے جائیں اور اس سے ہماری مراد کافروں کی ذلت دیکھنا اور اسلام کی نعمت پر شکر ادا کرنا ہو تو کیا یہ جائز ہے۔ آپ نے فرمایا تم گرجے بتکدہ میں تب جا سکتے ہو کہ جب تم باہر نکلو تو ان میں سے چند آدمیوں کو اپنے ساتھ درگاہِ حق میں لا سکو تو چلے جاؤ ورنہ نہیں۔

حضرت ابو محمد جعفرؒ روایت کرتے ہیں کہ میں ایک روز حضرت جنید کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھا کہ آپ کو بخار ہے۔ میں نے کہا اے استاد! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ آپ کو عافیت عطا فرماتے۔ آپ نے فرمایا کل میں دعا کر رہا تھا کہ میرے دل میں یہ آواز آئی کہ جسم ہماری ملکیت ہے۔ ہم چاہیں تندرست کر دیں چاہیں بیمار کر دیں۔ تو کون ہے جو ہمارے ملک میں دخل دے؛ تو اپنا تصرف ترک کر دے۔ تاکہ تابعدار کہلائے۔

آپ کے مریدوں میں سے ایک نے آپ سے سوال کیا۔ جب آپ نے سوال کا جواب دیا تو آپ کے جواب پر اس نے اعتراض کر دیا۔ آپ نے جب اس کی یہ بات دیکھی تو فرمایا اگر تم میرے کہنے پر اعتبار نہیں کرتے تو میری اتباع سے علیحدہ ہو جاؤ اور مجھے چھوڑ دو۔

جب آپ بوڑھے ہو گئے۔ تو روزانہ ایام جوانی کے اوراد میں سے کوئی ورد بھی نہ چھوڑتے۔ لوگوں نے عرض کیا اے شیخ اب آپ ضعیف ہو گئے ہیں۔ ان

اوراد میں سے کچھ چھوڑ دیں۔ فرمایا یہ وہ چیزیں ہیں کہ شروع سلوک میں میں نے جو کچھ پایا انہی کی بدولت پایا۔ اب محال ہے کہ انتہائے سلوک میں ان کو ترک کردوں

حضرت نے ایک رات بارگاہ الٰہی میں التجا کی اے اللہ مجھے بتا کہ بہشت میں میرا یار اور مصاحب کون ہوگا۔ آواز آئی فلاں چڑوا ہا حضرت اس چڑواہے سے جا کر ملے۔ کئی دن اس کا حال دیکھنے کے بعد اس سے پوچھا تم پانچ وقت نماز جماعت سے پڑھتے ہو۔ اس کے سوا کوئی ایسا کام نہیں کرتے جو اس قدر قبولیت کا باعث ہو۔ کیا یہ اعلیٰ مرتبہ تمہارے کسی باطنی معاملہ کے سبب ہے۔ چرواہے نے جواب دیا اے خواجہ جنیدؒ میں ایک جاہل آدمی ہوں معاملہ کا مطلب نہیں جانتا البتہ دو باتیں مجھ میں ہیں۔ اول یہ پہاڑ سونے کے ہو جائیں اور میرے تصرف میں آ جائیں۔ اور میرے پاس سے جاتے رہیں تو مجھے ان کے نہ رہنے کا غم نہ ہوگا۔ دوم لوگوں کی جفا اور وفا کو ان لوگوں کی طرف سے نہیں جانتا بلکہ اللہ کی طرف سے جانتا ہوں۔ آپ جب کبھی تپ درد یا کسی اور مصیبت میں مبتلا ہوتے۔ تو شکرانہ میں اس رات کئی رکعت نماز ادا کرتے۔

ایک دفعہ خلیفہ بغداد نے رویمؒ سے کہا اے بے ادب! اس نے کہا میں بے ادب ہوں؟ حالانکہ میں نیم یوم جنید کی خدمت میں رہا ہوں۔ جو آدمی آدھا دن ان کی صحبت رکھے گا وہ بے ادب نہیں ہو سکتا۔ شیخ ابوجعفر حداد کہتے ہیں کہ اگر عقل کی شکل ہوتی تو وہ جنید کی شکل پر ہوتی۔

جب آپ کی وفات کا وقت قریب پہنچا فرمایا مجھے وضو کراؤ وضو میں انگلیوں کا خلال کرنا یاد نہ رہا آپ نے یاد کرایا تو خلال کیا گیا پھر آپ سجدہ میں پڑ کر رونے لگے۔ اور فرمایا جنید اس وقت سے زیادہ محتاج کسی وقت نہ تھا۔ لیکن اس سے بہتر بعد کیا ہوگا کہ نامہ اعمال کو ختم کیا جا رہا ہے اور تسبیح پڑھتے ہوتے انگلیاں بند کیں سبابہ کو سیدھا کرتے ہوئے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ کر ۲۷ رجب کو وفات پائی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بعض کے نزدیک ۲۹۵ھ اور بعض

کے نزدیک ۲۹۷ھ ہے مقبرہ آپ کا بغداد میں ہے
آپ کے ۱۹ خلیفے ہوتے ہیں ہر ایک دوسرے سے برتر۔ حضرت ابو
الحسن نوری۔ آپ کے اقوال و ارشادات "طبقات الصوفیہ" میں عبد
سلمی نے جمع کئے ہیں

ارشاداتِ مقدسہ

۱ :۔ اس راہ میں ایسے قدم رکھنا چاہیے جو ایک ہاتھ میں کتاب الٰہی اور دوسرے میں سنت نبوی پکڑے تاکہ شبہات کے گڑھے میں نہ گرے۔

۲ :۔ روزہ آدھی طریقت ہے

۳ :۔ مجھے یہ درجہ بحث و مناظرہ سے حاصل نہیں ہوا بلکہ بھوک پیاس بے خوابی برداشت کرنے اور دنیا ترک کرنے سے ملا ہے

۴ :۔ فقیر کی نشانی یہ ہے کہ وہ سوال اور جھگڑا نہ کرے۔ اور اگر کوئی اس سے جھگڑا کرے تو خاموش رہے۔

۵ :۔ عبودیت کی دو صفتیں ہیں اول حال و قال میں اللہ کی رضا پر راضی رہنا دوم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا انتہائی محبت سے کرنا

۶ :۔ عوام کے حجاب تین ہیں۔ نفس۔ خلق۔ دنیا اور خواص کے حجاب بھی تین ہیں۔ عبادت۔ ثواب۔ کرامت۔

۸ :۔ توبہ یہ ہے کہ تو اپنے گناہوں کو بھول جائے کیونکہ تائب محب الٰہی ہوتا ہے۔ اور محب الٰہی مشاہدہ میں ہوتا ہے۔

۹ :۔ تفکر کئی طرح سے ہے خدا کی آیات میں تفکر سے معرفت۔ خدا کی نعمتوں میں تفکر سے اللہ کی محبت۔ خدا کے وعدوں سے تفکر سے اللہ کی جیبت صفاتِ نفس میں تفکر کرنے سے حیا پیدا ہوتی ہے۔

۱۰ :۔ بلا کیا ہے؟ بلا بھیجنے والے سے غافل ہونا۔

۱۱ مشاہدہ استغراق ہے ۔ وجد ہلاکت ۔ وجد زندہ کرتا ہے اور مشاہدہ سب کو مار ڈالتا ہے مشاہدہ الوہیت کا قائم کرنا ۔ اور عبودیت کے زوال کا نام ہے ۔ کسی چیز کا معائنہ اس ذات کے حصول کے ساتھ مشاہدہ ہے ۔ وجد ذات کے ظہور میں اوصاف کے قطع ہو جانے کا نام ہے ۔ غائب انتظار مراقبہ ہے اور حاضر سے ندامت کا نام حیاء ہے

۱۲ بندہ وہ ہے جو دوسروں کی بندگی سے آزاد ہو اور گریہ اسکی فضیلت ہے ۔

۱۳ اہل توحید کے نزدیک تواضع تکبر ہے ۔ محبت کیا ہے ؟ صحت اور بیماری میں دوست کے نام کے سوا اور کچھ زبان سے نہ نکلے ۔

۱۴ مرید کا مکر سے بے خوف رہنا کبیرہ گناہ ہے ۔ واصل کا مکر سے بے خوف رہنا کفر ہے ۔ مکر یہ ہے ۔ کہ کوئی ہوا میں اڑے پانی پر چلے اور لوگ گواہی دیں ۔

۱۵ جس مرید میں زیادہ فہم و فراست ہو پیر کو اس پر زیادہ مہربان ہونا چاہیے

۱۶ تنہائی تب درست ہے جب نفس سے رہائی حاصل ہو ۔

۱۷ جو وصال کا اہل نہیں اس کی تمام نیکیاں بھی درحقیقت گناہ ہیں

۱۸ اگر غضب اللہ کی خاطر ہو تو ابلیس بھاگتا ہے ورنہ ابلیس غالب آجاتا ہے ۔

۱۹ فقر دل سے ماسوا اللہ کی صورتوں سے خالی ہوتا ہے ۔ فقیر کو لوگ اللہ کے واسطے سے پہچانتے ہیں ۔ اور اللہ کے لئے ہی فقیر کی عزت کرتے ہیں پس دھیان رہے کہ اللہ کے ساتھ خلوت میں کیسا ہے

۲۰ تصوف ایک صفت ہے جس میں بندہ قائم ہے ۔ کسی نے پوچھا بندہ کی صفت ہے یا خدا کی ۔ فرمایا حقیقت میں خدا کی صفت ہے ظاہر میں بندہ کی صفت ہے ۔

۲۱ :۔ تصوف آٹھ خصلتوں پر مبنی ہے۔ ہر ایک خصلت کسی نہ کسی پیغمبر کی
(۱) سخاوت (ابراہیمؑ) ۲۔ رضا (اسماعیلؑ) ۳۔ صبر (ایوبؑ) ۴۔ اشارات (زکریاؑ) ۵۔ غربت (یحییٰؑ) (۶) صوف کا لباس (موسیٰؑ) ۷۔ سیر (عیسیٰؑ)
۸۔ فقر (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم)

۲۲ صوفی زمین کی مانند ہے جسے نیک و بد دونوں روندتے ہیں یا جس پر ہر بری چیز پھینک دی جاتی ہے مگر اس کے اندر سے عمدہ شکل میں تبدیل ہو کر نکلتی ہے۔

حضرت ابوبکر شبلیؒ رحمتہ اللہ علیہ

آپ اہل طریقت کے امام ہیں۔ ان علوم میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا تبع تابعین رحمہم اللہ میں سے ہیں۔

آپ کا اصلی نام جعفر ہے والد ماجد کا نام یونس جو خلیفہ بغداد کا دربان تھا۔ آپ کا اصلی وطن مصر ہے۔ آپ محمد خیر نساج کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور توبہ کی حضرت محمد خیر نساج نے شیخ وقت حضرت جنید کا ادب مدنظر رکھتے ہوئے شبلی کو ان کی خدمت میں بھیج دیا۔ جب آپ حضرت جنید کی خدمت میں آئے تو کہا آپ کے ہاں گوہر آشنائی کا پتہ دیا گیا ہے بخش دیجئے یا فروخت کر دیجئے۔ انہوں نے فرمایا اگر فروخت کروں تو تم قیمت ادا نہیں کر سکتے۔ اگر بخش دوں تو بلا مشقت مل جانے سے قدر نہ جانو گے اور مال مفت سمجھ کر خراب کر دو گے۔ بہتر یہ ہوگا کہ جوانمرد بنو اور مردانہ دار اس بحر میں کود پڑو۔ بخت مشقت صبر اور انتظار سے تم کو یہ گوہر مل جائیگا عرض کی کیا کرنا چاہیے حضرت جنید نے فرمایا ایک سال تک گندھک بیچو شبلی نے

ایسا کیا۔ پھر ایک سال گداگری کرائی۔ در بدر پھرتے رہے پھر حضرت جنیدؒ نے فرمایا تم نے نہاوند میں حکومت کی ہے وہاں جاکر ایک آدمی سے معافی مانگو چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ دوبارہ ایک سال تک دریوزہ گری کرائی۔ جو بھیک لاتے شیخ دوسرے درویشوں کو بانٹ دیتے اور شبلی کو بھوکا رکھتے۔ بعد ازاں فرمایا تم اس شرط پر میرے پاس رہ سکتے ہو۔ کہ سات سال درویشوں کی خدمت کرو۔ ان کی طہارت کیلئے مٹی کے ڈھیلے اور پانی مہیا کرو۔ چنانچہ سات سال کی اس خدمت کے بعد شیخ نے پوچھا نفس کی قوت کتنی ہے؟ کہا تمام مخلوق سے کمتر خیال کرتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا شبلی اب تمہارا ایمان درست ہوا۔ اور طریقہ کی تعلیم دی۔

آپ نے فقہ پڑھنا شروع کی اور موطا امام مالک کو زبانی حفظ کیا۔ امام مالک کے مذہب پر تھے۔ اور سلوک کی منازل تیزی سے طے کرنا شروع کیں۔ ایک دفعہ جنید کی بارگاہ میں شبلی اور دیگر مرید موجود تھے۔ مریدوں نے شبلی کی تعریف شروع کی۔ حضرت نے فرمایا تم سب لوگ ایک مردود کی تعریف کرنے میں غلطی کر رہے ہو اور شبلیؒ کو محفل سے نکال دیا۔ اور دوسرے مریدوں کو فرمانے لگے۔ تم شبلی کو ہلاک کرنے کیلئے تلواریں مار رہے تھے میں نے اسے باہر نکال کر بچا لیا ہے۔ ایک دفعہ جنید کے روبرو شبلی نے پڑھا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ جنید نے سن کر کہا آپ کا سینہ تنگ ہے کہ قضا پر رضا کو ترک کر دیا۔ ایک روز حضرت جنید کو بادشاہ نے کسی مسلہ کی تحقیق کیلئے طلب فرمایا ان کے ساتھ شبلی بھی تھے بادشاہ نے حضرت جنید سے سخت کلامی کی شبلی کو غصہ آگیا شیر قالین کو تھپکا۔ وہ مجسم بن کر اٹھنے لگا۔ حضرت جنید نے اس طرف نظر کی وہ پھر اصلی حالت پر آگیا۔ بادشاہ نے پھر شیخ کی گستاخی کی شبلی نے پھر قالین پر ہاتھ مارا۔

غرض تین بار یہی معاملہ پیش آیا۔ آخری دفعہ بادشاہ نے بھی شیر کو اٹھتے ہوئے دیکھا۔ خوف سے بدحواس ہوا۔ تخت سے نیچے اترا۔ اور حضرت جنید کے قدموں پر گرا۔ آپ نے کہا اس لڑکے (شبلی) کی بات کا کچھ خیال نہ کریں یہ بچہ ہے۔ آپ کو وہی بات زیبا ہے ہم کو یہی بات لازم ہے۔ (شبلی کی وجہ تسمیہ یہ واقعہ ہے شبلی شیر کے بچہ کو کہتے ہیں) اس واقعہ کے بعد آپ الوبکر کی بجائے شبلی پکارے جانے لگے۔

بعد تکمیل علوم ظاہری و باطنی بحکم پیر و مرشد حضرت جنید آپ نے وعظ کہنا شروع کیا۔ اب حضرت جنید خود فرمانے لگے کہ شبلی کو ان آنکھوں سے مت دیکھو جن آنکھوں سے تم ایک دوسرے کو دیکھتے ہو۔ کیونکہ وہ خدا کی آنکھوں میں سے ایک آنکھ ہے۔ نیز فرماتے ہر قوم کا کوئی تاج ہوتا ہے اس قوم کا تاج شبلی ہے۔

جنید رح فرماتے ہیں۔ کہ میں نے ایک دن سرور کائنات صلعم کو خواب میں دیکھا کہ شبلی کی پیشانی پر بوسہ دے رہے ہیں۔ صبح شبلی سے پوچھا کیا کرتے ہو۔ عرض کی شام کی ہر نماز کے بعد دو رکعت نفل پڑھتا ہوں۔ اور آیت لقد جاءکم رسول تا آخر تلاوت کرتا ہوں۔

منازل سلوک طے کرنے کے دوران میں آپ جہاں کہیں اللہ لکھا پاتے اسے بوسہ دیتے ایک دن ندا آئی شبلی کب تک نام کے طالب رہو گے۔ اگر شوق ہے تو نام والے کو تلاش کرو۔ بس شوق کی آگ تیز ہوئی دجلہ میں کود پڑے۔ آگ میں پڑے۔ پہاڑ سے چھلانگ لگائی۔ ہر چند ہلاک ہونے کی کوشش کی مگر موت نے قبول نہ کیا۔ پاگل سمجھ کر قید کر دیئے گئے لوگ ان کے پاس گئے۔ پوچھا تم کون ہو انہوں نے کہا تمہارے دوستدار ہیں پس شبلی پتھر مارنے لگے لوگ بھاگ گئے تب فرمایا جھوٹے ہو اگر دوست ہوتے تو میری بلا پر صبر کرتے۔

ایک دفعہ مسجد میں داخل ہونے کے لیے وضو کیا۔ ہاتف نے آواز دی شبلی تو نے ظاہر کو پاکیزہ کر لیا۔ باطن کی صفائی اور پاکیزگی کہاں۔ یہ آپ وہاں سے واپس گھر آئے سارا مال و اسباب خدا کی راہ میں دے دیا۔ اور ایک سال تک اتنے کپڑے پہنے کہ جن سے نماز درست ہو جاتے۔ پھر شیخ کے پاس آئے حضرت جنید نے فرمایا نہایت مفید طہارت تو نے کی خدا تعالیٰ تمہیں ہمیشہ پاک رکھے۔ چنانچہ اس کے بعد آپ کبھی بے طہارت نہیں ہوئے۔

ایک دفعہ آپ نے چار ہزار دینار دریائے دجلہ میں پھینک دیئے لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے یہ کیا کیا۔ فرمایا پتھر پانی ہی میں بہتر ہے۔ کہا دوسروں کو کیوں نہیں دے دیئے فرمایا سبحان اللہ خدا کے حضور میں کیا جواب دے سکوں گا کہ حجاب اپنے دل سے اٹھا کر مسلمان بھائیوں کے دل پر رکھ دیا۔ یہ دین کی شرط نہیں۔ ہرچہ بر خود نہ پسندی بدیگراں مپسند۔

ایک دن آپ نے وضو کیا۔ جب مسجد میں آئے تو ہاتف نے کہا اے شبلی! کیا تو وہ طہارت رکھتا ہے۔ کہ اس بیباکی سے ہمارے دربار میں آیا۔ یہ سن کر آپ واپس لوٹے۔ تو یہ ندا آئی ہماری درگاہ سے واپس لوٹ کر کہاں جائیگا۔ آپ نے نعرہ مارا ندا آئی کیا تو ہم پر طعنہ زنی کرتا ہے۔ آپ اس جگہ خاموش کھڑے ہو گئے۔ آواز آئی کیا تو ہمارے سامنے مصیبت برداشت کرنے کا دعویٰ کرتا ہے۔ حضرت شبلی نے کہا اے اللہ تیری ہی جناب میں فریاد ہے۔ آپ ہر رات نمکین پانی کا ایک کوزہ مع سلائی اپنے پاس رکھ لیتے۔ جب نیند غلبہ کرتی سلائی نمکین پانی میں ڈبو کر آنکھ میں لگا لیتے تاکہ نیند نہ آئے۔

ایک دفعہ حضرت کی خدمت میں دو آدمی بارادہ بیعت آئے ایک کو فرمایا کہو لا الہ الا اللہ شبلی رسول اللہ اس نے کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ آپ نے بھی یہی کلمہ پڑھا۔ اس شخص نے پوچھا آپ نے لاحول کیوں پڑھا میں نے تو اس لئے پڑھی کہ میں ایسے بے شرع کے پاس کیوں آیا۔ آپ نے فرمایا میں نے

اسلیئے پڑھی کہ ایسے جاہل کے سامنے راز کی بات کیوں کہہ دی۔ پھر دوسرے کو بلا کہا کہو لا الہ الا اللہ شبلی رسول اللہ اس نے جواب دیا حضرت میں تو کچھ اور ہی سمجھ کر آیا تھا۔ آپ نے تو رسالت پر ہی قناعت کر لی۔ آپ نے ہنس کر فرمایا اچھا تم کو تعلیم دی جائیگی۔ (ہر آدمی کا فہم اور حوصلہ جدا ہوتا ہے۔ جو شخص تعلیم و تلقین اور ارشاد کرتا ہے طالب کیلئے وہی رسول ہے اور رسالت ہی کا کام سرانجام دیتا ہے۔

کوئی آدمی آپ کے پاس توبہ اور حصول سلوک کیلئے آتا تو آپ فرماتے بے زاد راہ محض توکل پر حج کیلئے چلے جاؤ واپس آکر میری مجلس میں رہنا لوگ کہتے یہ تو ہلاکت میں ڈالتا ہے۔ آپ جواب دیتے میرے پاس آنے سے ان کا مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ اگر ان کا منشا شبلی سے ہے تو ایسا کرنا بت پرستی ہے اگر ان کا منشا حق کی طلب ہے تو سفر کا مجاہدہ ہی اس قدر درست کر دے گا جو یہاں دس سال تک میسر نہیں۔ اگر سفر میں مر گئے تو گویا مقصد پا لیا۔

ایک دفعہ حضرت نے ایک کھوپڑی جنگل میں پڑی پائی۔ اس پر بخط سبز تحریر تھا۔ خسر الدنیا و الآخرہ۔ جو شخص دیکھتا اس کھوپڑی کو ٹھوکر مارتا کہ بڑا مردود ازلی ہے جس کی پیشانی پر داغ شقاوت لگایا گیا ہے۔ مگر حضرت نے اسے بڑے ادب اور تعظیم سے اٹھایا اور محبت سے بوسہ دیا۔ لوگوں کو حیرانی ہوئی اور بوسہ دینے کی وجہ پوچھی فرمایا یہ کھوپڑی کسی مرد کامل کی ہے۔ کیونکہ جس کو خسر الدنیا و الآخرۃ کا مرتبہ ہو وہی واصل بحق ہوتا ہے وہ فرد دو جہاں میں ہوسکتا ہے

خلیفہ بغداد کو شبلی سے ارادت ہوگئی۔ ملازمین کو حکم دیا کہ کسی مجرم کی بابت ہزار بار حکم قتل ہو اور حضرت شبلی اس کی رہائی کا اشارہ فرمائیں تو بلا اطلاع رہا کر دیا جائے۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک چور کے حق میں سزائے موت کا حکم ہوا جب اسے مقتل میں لے گئے تو حضرت کا ادھر سے گزر ہوا کیفیت واقع دیافت فرمائی۔ مجرم سے اقرار لیا پھر ایسا کام نہ کرنا۔ اور رہا کرا دیا۔ چند دن بعد وہ پھر

چوری کی علت میں گرفتار ہوا حضرت کو معلوم ہوا اسے رہا کرا دیا۔ چند دن بعد پھر چوری کی حضرت نے پھر رہا کرا لیا عرض ایک بار پھر اسے قتل کا حکم ہوا۔ ملازم سلطانی نے سوچا یہ باز نہیں آئے گا اور حضرت شبلی پھر چھوڑا دیں گے۔ ایک دوسری جگہ لے جا کر اسے دار پہ کھینچ دیا۔ حضرت کو خبر ہوئی لاش پر آئے اور بوسہ دیا فرمایا شاباش

شاباش طالب راہ را ادب دادی جان خود را دریں طلب دادی۔

ایک دن بازار سے گزر رہے تھے کہ نہایت حسین و جمیل کسبی دیکھی خیال کیا ظاہر بہت اچھا ہے باطن بہت خراب۔ التجا بدرگاہ الٰہی کی کہ ایسی اچھی صورت ہو کر آگ میں جلے گی تو بڑا بے نیاز ہے گھر آ کر کچھ روپے بھیجے کہ ہم رات کو تیرے گھر آئیں گے۔ وہ خوش ہوئی کہ شیخ وقت میرے ہاں تشریف لاتے ہیں۔ تیار ہو گئی رات بعد نماز عشاء آپ اس کسبی کے گھر تشریف لے گئے اور مصلے پر بیٹھ کر تسبیح و تہلیل میں مشغول ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد اس نے آکر عرض کی خدمت میں حاضر ہوں میرے لئے کیا حکم ہے فرمایا پہلے جو کام ہم کہتے ہیں وہ کر اس نے کہا فرمائیے۔ فرمایا یہ ہمارا کرتہ تہبند پہن لے۔ اور سر پر ٹوپی ہمارے دائیں جانب کھڑی ہو جا جب وہ کھڑی ہو گئی تو آپ سجدہ میں جا کر دعا کرنے لگے۔ خداوندا مجھ مسکین بندے سے اتنا ہی ہو سکتا تھا کہ اس کی ظاہری شکل تیرے بندوں کی سی بنا دی۔ اور تیری بارگاہ میں لا کھڑا کیا۔ باطن پاک بندوں کا سا بنانا تیرے اختیار میں ہے رحمت باری نے جوش مارا فیضان وارد ہوا ذکر الٰہی میں مدہوش ہو گئی۔ تمام برائیوں سے تائب ہو کر واصلین میں سے ہو گئی

ایک دفعہ بیماری کی حالت میں طبیب نے کہا پرہیز کیجئے۔ فرمایا کس چیز سے پرہیز کروں کیا اس چیز سے پرہیز کروں جو میرے مقدر میں نہیں۔ اگر پرہیز مقدر سے کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے اور اگر پرہیز اس چیز سے کرنا ہے جو مقدر میں نہیں تو ایسی چیز مجھے دی نہیں جائیگی۔ اس سے پرہیز کیا؟

ایک دفعہ ایک ظاہری عالم نے آپ سے آزمائش کے طور پر زکوۃ کی

نسبت پوچھا کہ کتنی ادا کرنی چاہیے فرمایا جب بخل موجود ہو اور مال موجود ہو تو سو درہم میں سے ڈھائی درہم دینے چاہییں لیکن میرے مذہب میں کوئی چیز ملکیت میں نہ آنی چاہیے۔ تاکہ زکوٰۃ کے مشغلے سے نجات ملے۔ یہ سن کر اس عالم نے کہا اس مسئلہ میں آپ کا امام کون ہے۔ فرمایا حضرت ابوبکر صدیق اکبر جو کچھ ان کے پاس تھا۔ سب راہ حق میں دے دیا۔ رسول اللہ صلعم نے پوچھا ما خلفت لعیالک انہوں نے کہا۔ اللہ ورسولہ

کسی نے آپ سے پوچھا کہ آپ خدا رسیدہ کب سے ہوئے ہیں فرمایا اترسوں مرشد کی خدمت میں حاضر ہو کر توبہ کی گھر آکر دنیا کو ترک کر دیا۔ اور پرسوں عقبیٰ کو ترک کیا۔ کل خدا رسیدہ ہو گیا۔

نقل ہے کہ آپ ہمیشہ اللہ اللہ کہا کرتے تھے۔ ایک دن ایک درویش نے کہا لا الہ الا اللہ کیوں نہیں کہتے۔ یہ سنتے ہی آپ نے ایک نعرہ لگایا اور کہا مجھے ڈر ہے کہ لا پر میری روح قبض نہ کر لی جائے اور الا اللہ کا لفظ نہ کہہ سکوں۔ اس بات کا درویش پر یہ اثر ہوا کہ اسی وقت راہی ملک عدم ہو گیا۔ اس کے ورثا ہ پکڑ کر دربار خلافت میں لے گئے اور قصاص چاہا خلیفہ نے کہا تم سے کیوں نہ قصاص لیا جائے آپ نے کہا عشق کی آگ نے اس کی جان کو بقائے جلال حق سے انتظار میں جلا دیا اور جمال مشاہدہ کی رجا اس کے لقاء جان پر گری۔ اس میں شبلی کا کیا قصور ہے۔ یہ سن کر خلیفہ نے کہا اس کو جلدی میرے حضور سے لے جاؤ اس کی گفتگو سے مجھ پر ایسی واردات ہو رہی ہیں کہ بے ہوش ہوتا جا رہا ہوں۔

ایک دفعہ بھیگی ہوئی لکڑیاں آپ کے سامنے جلا رہے تھے ایک طرف سے وہ جل رہی تھیں اور دوسری طرف سے پانی نکل رہا تھا۔ آپ نے مریدوں کو مخاطب ہو کر فرمایا اے دعویٰ رکھنے والو اگر تمہارے دلوں میں فی الواقع شوق کی آگ شعلہ زن ہے تو تمہاری آنکھوں سے آنسو کیوں رواں نہیں ہوتے۔

ایک مرتبہ آپ اچانک گم ہو گئے ہر جگہ ان کی تلاش کی گئی نہ ملے

ایک دن اچانک مخنث خانے میں بیٹھے مل گئے پوچھا یہ رہنے کا کونسا مقام ہے۔ آپ نے فرمایا میرے لئے یہی مقام مناسب ہے کیونکہ میں بھی ان لوگوں کی طرح راہ دین میں نہ مرد کا درجہ رکھتا ہوں اور نہ عورت کا

ایک دن علی الصبح آپ باہر تشریف لے گئے ایک حسینہ کو ننگے سر دیکھ کر فرمایا۔ اے گل سر بپوش اپنا سر ڈھانپ اس نے جواب دیا گل سر نمی پوشند۔ پھول سر نہیں ڈھانپا کرتے یہ سن کر آپ نے ایک نعرہ لگایا اور سبحان اللہ کہہ کر بے ہوش ہو گئے حسینہ لرز کر گر پڑی اور جان بحق ہو گئی۔

ایک دفعہ کئی دن تک ایک درخت کے ارد گرد رقص کرتے رہے کسی نے پوچھا حضرت یہ کیا کر رہے ہو فرمایا یہاں ایک فاختہ کوکو کر رہی تھی۔ اس لئے میں بھی ہو ہو کرنے لگا

ایک دن آپ نے نیا لباس زیب بدن فرمایا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد اتار دیا اور سپرد آتش کر دیا۔ لوگوں نے پوچھا ایسا کیوں کیا فرمایا ارشاد باری تعالیٰ یوں ہے ان کنتم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم۔ میرے دل کو ان کی طرف رجوع ہوا مارے غیرت کے آگ میں جلا دیا۔

مروت کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ آپ شہر سے گندم فروش کی دوکان سے گندم لائے۔ جب گھر آئے دیکھا کہ ایک چیونٹی غلہ میں ہے۔ اور ادھر ادھر دوڑتی ہے اس رات آپ نہ سوئے اور اس چیونٹی کو اس کی جگہ یعنی گندم فروش کی دوکان پر لائے اور فرمانے لگے۔ یہ بات مروت اور احسان سے دور ہے کہ ایک مورچہ کو اس کی اپنی جگہ سے پراگندہ کیا جائے۔

ایک دفعہ آپ سے پوچھا گیا باوجود اس قدر ریاضت اور طاعت کے جو آپ کرتے ہیں آپ اتنا کیوں ڈرتے ہیں فرمایا دو چیزوں کے خوف سے اول یہیں یہ نہ کہہ دے تو میرے لائق نہیں اور مجھے اپنی درگاہ سے دور کر دے دوسرے موت کے وقت ایمان سلامت لے جاؤں گا تو سمجھوں گا کہ کوئی کام

کیا۔ ورنہ سمجھوں گا کہ تمام اعمال ضائع گئے۔

بکیر دینوری جو آپ کے خادم تھے کہتے ہیں کہ بیماری میں ایک جمعہ آیا حضرت نے فرمایا جامع مسجد میں چلوں گا۔ میرے ہاتھ پر سہارا لگائے چلے جاتے تھے۔ ایک شخص راہ میں ملا شبلی نے کہا بکیر! میں نے کہا حاضر ہوں۔ فرمایا کل تم کو اس مرد سے کام پڑے گا۔ پھر ہم مسجد میں گئے نماز جمعہ ادا کر کے واپس گھر آئے۔ رات کو بیماری کا غلبہ شدید ہوا۔ فرمایا مجھے وضو کراؤ میں نے وضو کرایا ڈاڑھی کا خلال بھول گیا۔ آپ ضعف کے باعث بول نہ سکتے تھے۔ میرا ہاتھ پکڑا اور ریش مبارک کی طرف اشارہ کیا میں سمجھ گیا۔ ریش مبارک کا خلال کیا اور تھوڑے عرصہ بعد انتقال ہو گیا۔ لوگوں نے کہا فلاں جگہ ایک نیک بخت ہے جو غسال ہے میں صبح اس کے گھر گیا دروازہ کھٹکھٹایا اندر سے اس نے آواز دی شبلی فوت ہو گئے میں نے کہا ہاں پھر وہ باہر نکلا میں نے دیکھا کہ وہی آدمی ہے جو کل راہ میں ملا تھا۔ میں نے تعجب سے کہا لا الہ الا اللہ اس نے کہا تعجب کیوں کرتے ہو۔ میں نے وہاں سے معلوم کر لیا تھا جہاں سے شبلی نے جان لیا۔ کہ آج اس کو مجھ سے کام ہے۔

آپ کا دستور تھا کہ یادِ الٰہی کے وقت اگر کوئی آجاتا تو اٹھ کر اس کی دست بوسی کرتے جب تک وہ رہتا اس میں مشغول رہتے پھر تلاوت اور ذکر میں لگ جاتے۔ آخری عمر میں سب وظائف اور ذکر چھوٹ گئے تھے ہر وقت اللہ اللہ کہتے تھے۔

آپ کی عمر ۸۷ سال کی تھی ۳۳۴ھ میں ۲۷ ذوالحجہ کو انتقال فرمایا قبر مبارک بغداد میں ہے آپ کے خلفا میں سے ابو القاسم نصیر آبادی اور حضرت عبد الواحد تمیمی بہت مشہور ہیں۔

ارشاداتِ مقدسہ

۱ عارف وہ ہے جو دنیا اور آخرت کو ترک کر کے اللہ کے ساتھ محو ہو جاتے۔ عارف کی نشانی خاموش رہنا اور غم واندوہ میں صبر کرنا ہے

۲ صوفی وہ ہے جو غیر اللہ کو نہ دیکھے۔

۳ فقر دونو جہانوں کی روسیاہی ہے فقر کی عبادت شریعت۔ اس کی طلب طریقت اور اس کو دیکھنا حقیقت ہے

۴ تصوف شرک ہے کیونکہ وہ دل کو غیر اللہ کے دیکھنے سے محفوظ رکھتا ہے۔ حالانکہ غیر اللہ کا وجود ہی نہیں

۵ توحید مجرد کا حال بتانے والا ملحد۔ اس کی طرف اشارہ کرنیوالا مشرک اس کے متعلق بات کرنیوالا غافل اور خاموشی اختیار کرنے والا جاہل ہوتا ہے۔

۶ شکر کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ تو نعمت کو دیکھے ہی نہ۔ فقط منعم ہی کو دیکھے

۷ دنیا اور آخرت کو بھول جانا زہد ہے۔ درویشی مصیبت کا در ہے اور اس کی تمام مصیبتیں عزت ہیں۔

۸ بزرگوں کی حیات ممات برابر ہوتی ہے

۹ جوانمرد وہ ہے جو اپنے سے زیادہ مخلوق کی صلاحیت اور بہتری کا طلبگار ہو۔ بدبخت وہ ہے جو نافرمانی کرے اور قبولیت کی امید رکھے

۱۰ مذہب سے بڑا ذکر یہ ہے کہ مذکور کے مشاہدہ میں ذکر کو بھی بھول جاتے

۱۱ سماع کا ظاہر فتنہ ہے اس کا باطن عبرت ہے جو اہل اشارہ ہے اور اشارہ کو پہچانتا ہے اس کو عبرت کا سننا حلال ہے ورنہ اس لئے

خلقت کو طلب کیا۔ اور بلا کا سامنا کیا

۱۲ قرآن مجید کی نصیحت اس آدمی کیلئے ہے جس کا دل اللہ کی حضوری میں ہو۔ اور ایک لمحہ کیلئے بھی وہ اس سے غافل نہ رہے۔

حضرت عبدالواحد تمیمی رحمتہ اللہ علیہ

آپ سربرآوردہ مشائخ عالم باعمل تھے بہت بڑے خادم شرع و سالک طریقت تھے۔ اہل سنت والجماعت کے آئمہ میں سے تھے آپ کا نام گرامی عبدالواحد اور والد بزرگوار کا نام عبدالعزیز تھا۔ آپ یمن کے رہنے والے تھے۔ کنیت آپ کی ابوالفضل تھی۔ قریشی تمیمی تھے۔ آپ خلیفہ اعظم حضرت شبلی کے ہیں۔ حضرت ابوبکر شبلی کی وفات کے بعد مسند ارشاد پر متمکن ہوئے۔ ساری عمر قدم بقدم اپنے پیر روشن ضمیر کے رہے۔ خلقت کثیر کو ہدایت ظاہری و باطنی سے نوازا۔ آپ مذہب حنفیہ رکھتے تھے۔ اور بعض کا قول ہے کہ مذہب حنبلیہ پر تھے۔ آپ نے اپنے والد ماجد سے بھی خرقہ پہنا۔ وفات آپ کی ۲۷ صفر اور بعض کے نزدیک ۳۰ جمادی الاول ۴۲۵ھ میں ہوئی۔ مرقد مبارک بغداد میں حضرت امام حنبل رح کے مقبرہ میں ہے

ارشاداتِ مقدسہ

۱ پیر کی تقلید واصل باللہ کر دیتی ہے۔

۲ دیکھنے والا ہر چیز میں اس کا جمال دیکھتا ہے۔

۳ سیاہ باطن کائنات میں تدبر نہیں کرتا۔

۴ صبر فقر کے تالے کی کلید ہے

۴ وجد ایک راز ہے۔ جو حق کے ساتھ سماع کرے۔ وہ اللہ کی طرف راہ پاتا ہے۔ جو نفس کے ساتھ سُنے زندیق ہو جاتا ہے

حضرت ابوالفرح یوسف رحمۃ اللہ علیہ

آپ سالکوں کے راہنما اور عارفوں کے پیشوا ہوئے ہیں۔ تجرید و تفرید میں یگانۂ روزگار تھے۔ آپ کا اسم مبارک یوسف۔ اور کنیت ابوالفرح ہے۔ آپ طرطوس کے رہنے والے تھے۔ اسلئے آپ کو ابوالفرح یوسف طرطوسی کہتے ہیں۔ والد ماجد کا نام شیخ عبداللہ تھا۔ آپ خلیفہ اعظم حضرت شیخ عبدالواحد کے ہیں آپ نے مدینہ منورہ میں دیر تک سکونت اختیار رکھی لیکن بنو امیہ کے بعض ہرج مرج کے سبب جو کہ اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وقوع میں آئی مدینہ منورہ کی سکونت ترک دی۔ اور جبل ہنکار میں آکر زندگی کے دن بسر کرنا شروع کیے۔ ایک تعداد کثیر اہل طلب کی ہنکار میں فیض روحانی حاصل کر کے اپنی مراد کو پہنچی۔

آپ کی وفات یکم محرم ۴۴۷ھ میں ہوئی۔ مرقد مبارک ہنکار میں ہے۔

ارشاداتِ مقدسہ

۱ طریقت تزکیہ باطن کا نام ہے اور شریعت تزکیہ ظاہر۔

۲ محبت ہی زندگی کا راز ہے۔

۳ جس قدر کوئی برگزیدہ ہوگا۔ اسی قدر بھاری تکلیف میں مبتلا ہوگا۔

۴ مشفق، متواضع اور سخی اللہ کا دوست ہوتا ہے۔

۵ اللہ تک رسائی چاہتے ہو تو مرنے سے پہلے مر جاؤ۔

شیخ ابوالحسن ہنکاری رحمۃ اللہ علیہ

طریقت کے چراغ اور معرفت الٰہی کے ایاغ تھے۔

آپ کا نام نامی و اسم گرامی ابراہیم ابوالحسن علی ہے۔ والد ماجد کا نام حضرت شیخ محمد اور دادا کا نام حضرت شیخ یوسف ہے آپ قریشی ہاشمی ہیں۔ دادا مدینہ منورہ سے ہجرت کر کے جبل ہنکار جو قبۃ الاسلام بغداد شریف کے حوالی میں واقع ہے رہائش اختیار کر لی۔ آپ ہنکار میں ۴۰۹ھ میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں قرآن پاک حفظ کر لیا۔ بغداد میں علم حاصل کر کے سفر اختیار کیا۔ علمائے وقت اور مشائخ عصر سے احادیث اخذ کیں۔ علوم ظاہری اور باطن سے مالامال ہوئے۔ طریقت میں ابتدائے حال میں اپنے والد ماجد بزرگوار سے صحبت رکھتے تھے۔ پھر حضرت ابوالفرح طرطوسی سے بیعت خلافت کی۔ ریاضت اور عبادت کی طرف زیادہ میلان ہو گیا۔ چنانچہ چالیس سال تک جبل ہنکار میں عبادت کرتے رہے اور ہمیشہ کیلئے صائم الدہر اور قائم اللیل ہو گئے۔ تین تین دن کے بعد لقمہ طعام کھاتے تھے۔ ہمیشہ بعد نماز عشا سے تہجد تک ایک دو قرآن شریف ختم کر لیا کرتے تھے۔ اس میں کبھی ناغہ نہ کرتے مسند ارشاد پر بیٹھ کر لوگوں کو راہ حق کی ہدایت شرع کی بے شمار طالبان حق و محبان محبوب مطلق آپ کے فیضان خدمت سے منزل مقصود کو پہنچ گئے۔ آپ کی اولاد سے بہت لوگ بادشاہوں کے مقرب ہوئے اور امیر کبیر ہوئے۔

سلاسل الانوار میں ہے کہ ایک بزرگ نے آپ سے سوال کیا۔ انت شیخ الاسلام آپ نے جواب دیا انا شیخ فی الاسلام۔

آپ نے یکم محرم ۵۹۱ھ میں وفات پائی۔ مرقدِ مبارک ہنکار میں ہے۔

ارشاداتِ مقدسہ

۱ ۔ تصوف رسوم و علوم کا نام نہیں بلکہ اخلاق کا نام ہے۔
۲ ۔ مصیبت میں فریاد اللہ سے لڑائی ہے۔
۳ ۔ عارف کی ظاہری آنکھیں بند ہو جاتی ہیں۔ دل کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔
۴ ۔ بے علم زاہد دین میں فتنہ پیدا کرنے والا ہوتا تھا۔
۵ ۔ کلمہ شریف لا الٰہ الا اللہ کا ذکر ہر اچھے برے خیال کو دل سے نکال دیتا ہے۔

حضرت شیخ ابو سعید مبارک رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام مبارک بن علی بن حسین تھا۔ آپ قریشی المخزمی تھے۔
مخزم بکسر رائے مہملہ مشددہ بغداد کے ایک محلہ کا نام ہے۔ اس محلہ میں یزید بن مخزم کی اولاد رہتی تھی۔ اسلئے محلے کا نام مخزم ہوا۔
آپ کا مذہب حنبلی تھا۔ آپ خلیفہ اعظم حضرت ابو الحسن ہنکاری کے ہیں۔ زبدۃ سالکان قدوۃ العارفاں پیرِ طریقت و حقیقت ہیں۔ برہانِ اولیا۔ اور سلطان الاتقیا آپ کے خطابات ہیں۔ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام سے صحبت رکھتے تھے۔ اپنے پیر و مرشد ابو الحسن ہنکاری کی خدمت میں ۱۸ سال قیام فرمایا۔ اور سخت سے سخت

مجاہدے کر کے مسندنشین ارشاد ہوئے۔

آپ نے ایک مدرسہ تعلیم و تدریس کا بغداد میں جاری کیا۔ اور دوسرے مدارس کی طرح اعلیٰ مقام پر پہنچایا۔ یہی مدرسہ آپ کی وفات کے حضرت شیخ عبدالقادرؒ کے سپرد ہوا۔

آپ کی کرامات بے شمار کتب متداولہ میں مذکور ہیں۔ سب سے بڑی کرامت آپ کی یہ ہے کہ حضرت غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی کو خرقہ پہنایا چنانچہ غوث الاعظم خود فرماتے ہیں کہ شروع شروع میں میں نے اللہ سے عہد کیا کہ میں نہیں کھاؤں گا۔ جب تک نہ کھلائیں گے۔ اور ہرگز نہ پیوں گا جب تک پلائیں گے۔ جب اسی حال میں چالیس دن گزر گئے۔ ایک آدمی آیا اور کچھ طعام اور پانی میرے سامنے چھوڑ گیا۔ اور خود غائب ہو گیا۔ بھوک اور پیاس کی شدت اور غلبہ کی وجہ سے میرا نفس اس آب و نان پر گرنے کو تھا۔ کہ میں نے جو عہد اپنے مولا کریم سے باندھ رکھا ہے۔ ہرگز اس سے برگشتہ نہ ہوں گا۔ اچانک اندر سے آواز آئی الجوع الجوع جو میں نے سنی۔ پس اس وقت حضرت ابوسعید مبارک کا میرے پاس سے گزر ہوا۔ انہوں نے بھی میرے اندر کی آواز سنی فرمانے لگے اے عبدالقادر یہ آواز کس کی ہے اور کیوں ہے۔ میں نے عرض کی یہ آواز نفس کی ہے لیکن روح برقرار اور مطمئن ہے۔ اور مشاہدہ الٰہی میں مصروف ہے۔ حضرت نے گھر پر آنے کیلئے کہا۔ اور چلے گئے۔ میں نے دل میں کہا ہرگز نہ جاؤں گا اتنے میں خضر علیہ السلام تشریف لائے۔ اور انہوں نے مجھے شیخ ابوسعید مبارک کے گھر پہنچایا۔ ابوسعید نے فرمایا خضر کو کیوں تکلیف دی خود کیوں نہ آ گئے۔ پھر دونوں حضرات بیٹھ گئے اور لقمہ لقمہ میرے منہ میں ڈالتے گئے۔ حتیٰ کہ میں سیر ہو گیا۔ پھر حضرت نے مجھے خرقہ پہنایا۔ پھر حضرت کی صحبت میں لے جان و دل سے لازم پکڑی۔

وفات آپ کی ۱۰ محرم ۵۱۳ھ میں ہوئی مرقد مبارک بغداد میں ہے۔

ارشاداتِ مقدسہ

۱ رضائے الٰہی۔ نفس کے تقاضے خاموش ہو جائیں۔ آدمی کی زندگی آدمی کی زندگی محض خدا کے لئے ہو۔

۲ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں سے مستفید ہونا بقا کے لئے ضروری ہے لیکن دل میں ان کو جگہ دینا گناہ ہے

۳ اپنے اعمال کو کتاب اور سنت کے ترازو میں تولتے رہو۔

۴ مرشد سے ارادت درست رکھو۔ تاکہ سلامت و عافیت رہو۔

۵ نفس سے رہائی پانا اصل خلوت ہے۔

حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ قطب ربانی۔ غوث صمدانی امام سلسلۂ قادری ہیں۔

اسم گرامی شیخ عبد القادر۔ کنیت ابو محمد۔ لقب محی الدین تھا۔ اور خطاب غوث الاعظم ہے۔ آپ رمضان المبارک ۴۷۰ یا ۴۷۱ھ میں گیلان کے ایک گاؤں نیف میں پیدا ہوئے۔ گیلان بحر خزر کے جنوب مغربی حصہ میں سفید رود ڈیلٹا بنا کر گرتا ہے۔ گھنے جنگلوں میں ڈھکی ہوئی پہاڑیاں یہاں سے بتدریج بلند ہو کر البرز کی چوٹیوں پر ختم ہوتی ہیں۔ اس ڈیلٹا اور کوہستانی علاقہ کو ایرانی گیلان اور عرب جیل یا جیلان کہتے ہیں۔ یہ ایران کا ایک صوبہ ہے۔

آپ والد ماجد کی طرف سے حسنی ہیں اس طرح: شیخ عبد القادر بن ابی صالح موسیٰ جنگی دوست بن عبد اللہ بن یحییٰ زاہد بن امام محمد بن امام داؤد بن امام موسیٰ ثانی بن امام عبد اللہ بن امام موسیٰ الجون بن امام عبد اللہ المحض

بن امام حسن بن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم اور والدہ کی طرف سے حسینی اس طرح شیخ عبدالقادر بن فاطمہ بن عبداللہ صومعی بن جمال الدین بن بن محمود بن ابی عطا عبداللہ بن علیمی کمال الدین بن ابی عطا محمد جواد بن محمود رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن علی ابن طالب رضی اللہ عنہم

آپ کا سلسلہ نسب جناب صدیق اکبر سے بھی جا ملتا ہے اسطرح حضرت ابو صالح کی والدہ کا نام ام سلمہ تھا جو امام محمد کی صاحبزادی تھیں اور امام محمد کا سلسلہ نسب یوں ہے۔ امام محمد بن ام طلحہ بن امام عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم۔

آپ کا سلسلہ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ سے بھی جا ملتا ہے۔ اس طرح کہ آپ کے جدِ اعلیٰ عبداللہ محض کی والدہ نے عبداللہ سے نکاح ثانی کر لیا تھا۔ جن کا سلسلہ نسب یہ تھا۔ عبداللہ بن مظفر بن عمر بن امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہم۔ عبداللہ بن مظفر کی والدہ کا نام حفصہ تھا جو امیر المومنین حضرت عمر کے بیٹے حضرت عبداللہ کی بیٹی تھیں۔

آپ آبائی نسبت کو اہمیت نہیں دیتے تھے۔ اور اولاد کو بھی اس کے ذکر سے منع فرماتے تھے۔ چنانچہ آپ کے پوتے قاضی القضات عماد الدین نصر کا قول ہے۔ کہ ہمارے جد نے اپنی اصل چھپائی اس کا راز یہ تھا کہ آپ فرماتے تھے "کہ میری زینت فقر ہے۔"

جب آپ پیدا ہوئے تو والدہ کی عمر ۶۰ سال تھی۔ دن کو آپ دودھ نہ پیتے۔ جب بڑے ہوئے قرآن مجید حفظ کیا۔ ابتدائی تعلیم گیلان ہی میں حاصل کی۔ پستره۔ اٹھارہ سال کی عمر میں والدہ سے اجازت طلب کی کہ علوم الٰہی۔ تفسیر، حدیث اور فقہ کی کما حقہ تحصیل کے لئے بغداد جاؤں۔ والدہ نے اجازت دیدی، ۴۰ دینار بھی دیئے اور رخصت کرتے وقت فرمایا بیٹا ہر حال

میں سچ بولنا۔ اور ایک دعا تعلیم فرمائی جو دعائے قطب کے نام سے سلسلہ قادریہ عالیہ میں رائج ہے۔

ایک قافلہ بغداد کو جارہا تھا۔ اس میں شامل ہو گئے۔ جب قافلہ ہمدان سے آگے بڑھا۔ ۶۰ ڈاکو ان پر ٹوٹ پڑے۔ سب کو لوٹا مگر آپ کو کسی نے کچھ نہ کہا۔ ایک ڈاکو نے یونہی پوچھا نوجوان تیرے پاس بھی کچھ ہے۔ کہا ہاں چالیس دینار ہیں۔ اسے یقین نہ آیا۔ اور چلا گیا۔ اور ڈاکو آیا اس نے بھی پوچھا۔ حضرت نے سچ سچ بتا دیا۔ وہ پکڑ کر سردار کے پاس لے گیا۔ سردار نے سوال کیا۔ آپ نے جواب دیا۔ اس نے کہا تو نے یہ بات کیوں ظاہر کی۔ جواب دیا میں والدہ کے عہد میں خیانت نہیں کرسکتا۔ اس بات کا سردار پر کچھ ایسا اثر ہوا کہ تائب ہوا۔ سب کا مال واپس کیا۔ اس قزاق کا نام احمد تھا۔ اس نے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا۔ قلیل عرصہ قیام کے بعد آپ نے بی بی صاحبہ کو وہیں چھوڑا اور بغداد آ گئے۔ بحصیل علوم کے لیے ان کو بغداد میں بلا لیا۔

بغداد کے اکابر علماء سے فقہ پڑھی۔ چنانچہ ابو وفا علی بن عقیل حنبلی ؒ ابو الخطاب محفوظ حنبلی ؒ۔ ابو الحسن محمد بن قاضی ابو یعلےٰ۔ محمد بن الحسین۔ قاضی ابو سعید مبارک فقہ کے استاد ہیں۔ علم ادب ابو الخیر حماد بن مسلم۔ ابو زکریا بن یحییٰ تبریزی سے حاصل کیا۔ علم حدیث محمد بن الحسن باقلانی۔ ابو سعید بن عبدالکریم عبدالرحمٰن بن احمد ابوالبرکات۔ ابو جعفر بن احمد اور دیگر حضرات آئمہ حدیث سے حاصل کیا۔ علوم باطنی کی تحصیل شیخ حماد بن مسلم الایاس سے شروع کی اور تکمیل شیخ ابو سعید مبارک سے کی۔

آپ کو بظاہر خرقہ خلافت تین حضرات سے حاصل ہوا۔ اول آبائی۔ دوم حضرت شیخ ابو سعید مبارک سے سوم شیخ ابوالوفا بغدادی سے بعض بزرگ کہتے ہیں کہ آپ کو حضرت شیخ ابو تبریزی اور حضرت شیخ حماد سے بھی خرقہ خلافت حاصل ہوئی ہے۔ ایک دفعہ آپ سے لوگوں نے دریافت کی کہ آپ کا طریقہ کس امر

پر ہنی ہے فرمایا صدق وراستی اور ظاہر و باطن میں اتباع شریعت پر۔

آپ اکثر زمانہ طالب علمی میں اور اس کے بعد بھی اپنا بہت سا وقت جنگل اور ویران جگہوں پر گذارتے تھے۔ اپنے نفس کو بڑی بڑی ریاضتوں اور مجاہدوں میں ڈالتے تھے۔ جنگلوں میں ایسا شور مچایا کرتے کہ لوگ ان کو دیوانہ خیال کر کے شفا خانہ میں لے جاتے۔ وہاں ان کی حالت اور خراب ہو جاتی آپ بالکل مردہ معلوم ہوتے۔ لوگ کفن تیار کر کے غسل دینے لگتے کہ ان کی حالت درست ہو جاتی۔ ۲۵ سال یہ بیابان نوردی رہی۔ اور یاد الٰہی میں مصروف رہتے۔ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ۲۰ فاقے گذرے۔ ایوان کسریٰ کی طرف گیا کہ کچھ مل جائے۔ وہاں میں نے ستر اولیاء کو دیکھا۔ کہ سب اسی حال میں تھے۔ جس میں میں تھا۔ واپس آیا راہ میں ایک شخص نے چاندی کا ٹکڑا دے کر کہا کہ یہ تمہاری والدہ نے بھیجا ہے۔ وہ فروخت کیا۔ کچھ رقم فقرا میں تقسیم کی کچھ سے کھانا خریدا۔ اور دوسرے فقیروں سے مل کر کھایا۔ جس برج میں طویل اقامت کی وہ برج عجمی کے نام سے مشہور ہو گیا۔

ایک دفعہ قحط پڑا کئی فاقے آئے دریا پر گیا کچھ نہ ملا شہر میں جستجو کی کچھ میسر نہ آیا۔ ناگاہ ایک مسجد میں پہنچا بھوک کی شدت سے ہل نہ سکتا تھا ایک عجمی جوان مسجد میں آیا اور کھانا کھانے لگا میرے نفس نے کئی بار چاہا کہ شریک ہو مگر میں نے رد کیا۔ اس جوان نے مجھے دیکھا۔ اور کھانے کیلئے اصرار کیا۔ اثنائے گفتگو میں میرا حال پوچھنا شروع کیا کہ کون ہو کیا شغل ہے کہاں کے رہنے والے ہو۔ میں نے نام بتایا اور کہا طالب علم ہوں جیلانی ہوں۔ اس نے کہا میں بھی گیلانی ہوں۔ یہ سنتے ہی اس کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ کہنے لگا اتنے دنوں سے بغداد میں تمہاری تلاش کر رہا ہوں کوئی پتہ نہ ملتا تھا۔ خرچ میرا ختم ہو گیا تین دن کے فاقے کے بعد تمہاری امانت سے آج کھانا خریدا ہے جسے اب ہم دونوں نے کھایا ہے۔ تمہاری والدہ نے ۸ دینار دیئے تھے اب یہ باقی دینار آپ نے فرمایا میں نے سوال کیا مگر پیا کچھ نہیں۔ بر سر پیار

مگر کھایا کچھ نہیں ۔ برسوں نہ کھایا نہ پیا شیطان مختلف صورتوں میں سامنے آیا
اور مگر اللہ کی عنایت سے بچا رہا ۔

طالب علمی کے زمانہ میں دن بھر کتابوں کا مطالعہ کرتے رات کو اپنے ساتھیوں سے چھپ کر مسجد کی چھت پر چلے جاتے اور عبادت میں معروف رہتے اس زمانے میں ایک حادثہ پیش آیا کہ ایک بدبخت رات کو مسجد کے غسل خانے میں پاخانہ کرنے لگا ۔ مسجد کے خدام گندگی پھیلانے والے کی تاک میں ہو گئے ۔ ایک دن وہ آیا اس نے پاخانہ کیا اور چھپ کر نکل جانے میں کامیاب ہو گیا ۔ اس بات کا چرچا ہوا لوگوں نے کہا ابھی ادھر ادھر ہی ہو گا ۔ پکڑنے کی کوشش کرو ۔ اس اثنا میں ایک آدمی مسجد کی چھت پر چڑھ گیا جہاں آپ عبادت الٰہی میں مصروف تھے ۔ اس نے دوسرے آدمیوں کو آواز دی اور کہا مجرم یہ چھپا بیٹھا ہے ۔ خدام آپ پر پل پڑے ۔ بری طرح مارا گھسیٹ کر نیچے لائے ۔ ہر چند سمجھانے کی کوشش کی کہ مجرم نہیں ہوں ۔ لیکن کسی کو یقین نہ آیا ۔ آپ کو کہا گیا یہ غلاظت جھولی میں ڈالو اور باہر پھینکو ۔ پھر آپ نے کپڑے دھوئے اور غسل کیا ۔ کپڑے خشک کرنے کے بعد دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی ۔ کہ جو ناگہانی مصیبت نازل ہوئی تھی ۔ خدا نے اسے صبر و استقلال سے برداشت کی توفیق بخشی ۔ آپ اکثر دریا پر آتے ۔ کچھ سبزی دھوتے اور اس طرح جو پتے گر پڑے پاتے ۔ اٹھا کر کھا لیتے ۔ ۴۰ سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی ۔ ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر قرآن شریف پڑھنے لگتے اور صبح تک ختم کرتے ۔

آپ فارسی اور عربی دونوں زبانیں بولتے تھے ۔ حضرت ابو سعید مبارک نے اپنا مدرسہ واقعہ محلہ باب الازج شہر بغداد آپ کے سپرد کر دیا ۔ آپ نے مدرسہ کو بڑی وسعت دی ۔ اور اسی میں رہائش اختیار کی ۔ آخری دم تک اسی میں درس دیتے رہے ۔ جناب یوسف ہمدانی نے آپ کو فرمایا " لوگوں سے خطاب کیا کرو " آپ نے کہا یا سیدی میں ٹھیٹھ عجمی ہوں ۔ فصحائے بغداد سے کیونکر خطاب کروں

انہوں نے فرمایا تم نے فقہ۔ اصول۔ حدیث۔ لغت تفسیر قرآن سب کچھ کیا۔ ابھی سمجھتے ہو کہ لوگوں کو مخاطب کرنا مناسب نہیں۔ منبر پر چڑھو اور لوگوں کو مخاطب کرو۔ کیونکہ مجھے تم میں کھجور کا پیڑ نظر آتا ہے۔ جو عنقریب درخت خرما بن جائیگا۔ بس وقت آ گیا۔ کلام امنڈ نے لگا۔ اگر آپ نہ بولیں تو بقول آپ کے گلا گھٹنے لگتا۔ چپ رہنا بس کی بات نہ رہی۔ شروع شروع میں دو تین آدمی ہوتے پھر ایسا ہجوم ہوا کہ ستر ستر ہزار آدمی ایک وعظ میں جمع ہو جاتے۔ جن میں اکابر مشائخ عراق۔ اعیان حکومت۔ علماء صدر اور مفتی بھی حاضر ہوتے۔ قریب قریب ۴۰۰ آدمی لکھتے بیٹھتے مگر لکھ نہ سکتے۔ کوئی مجلس ایسی نہ ہوتی۔ کہ جس میں یہود۔ نصاریٰ مسلمان نہ ہوتے۔ چور۔ ڈاکو تائب نہ ہوتے۔ اکثر مسلمان گناہوں سے توبہ کرتے اور توبہ کی علامت کے طور پر سر منڈا دیتے۔ واعظ کی مجالس رباط صوفیہ میں منعقد ہوتی۔ چالیس سال ارشاد اور وعظ کیا ۵ ہزار سے زائد یہود و نصاریٰ نے اسلام قبول کیا۔ اور ایک لاکھ سے زائد فاسق فاجر تائب ہوتے۔ ۳۳ سال درس اور فتویٰ دیا اب یہ مدرسہ آپ ہی کی طرف منسوب ہو گیا۔ دور دراز ملکوں سے لوگ یہاں تعلیم کی خاطر آتے۔ علوم ظاہری اور باطنی سے مالامال ہو کر باہر جاتے تھے۔

ایک دن آپ منبر پر بیٹھے۔ کچھ فرمایا نہیں اور نہ کوئی آیت پڑھی لیکن حاضرین پر وجد کی حالت طاری ہو گئی۔ سب کو حیرت ہوئی کہ یہ کیا معاملہ ہے فرمایا ایک شخص بیت المقدس سے میرے ہاتھ پر توبہ کرنے کو ایک قدم میں یہاں آیا۔ سب حاضرین اس کی ضیافت میں ہیں۔ بعض کو وسوسہ گذرا کہ جس کو یہ قوت ہو کہ ایک قدم میں بیت المقدس سے یہاں آ جائے۔ اسے توبہ کی کیا ضرورت ہے آپ نے فرمایا جو شخص ہوا میں اڑتا ہو اس کو بھی حاجت ہے کہ محبت کی راہ کسی شیخ سے سیکھے۔

شیخ عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت کی کتاب حلیہ الاولیاء پڑھ رہا

دل میں شوق پیدا ہوا کہ خلق سے الگ ہو کر گوشہ نشین ہو جاؤں۔ اور عبادت کروں۔ اتفاقاً عصر کی نماز آپ کے پیچھے ادا کی۔ نماز کے بعد آپ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا پہلے فقر حاصل کرو۔ پھر کسی شیخ کی خدمت میں کچھ وقت گزارو بعد ازاں تم میں علیحدگی کی صلاحیت پیدا ہو جائیگی۔ اگر تم نے پہلے گوشہ نشینی اختیار کی تو تمہاری مثال مرغ بے پر کی سی ہو گی جب تم کو کوئی دینی مشکل پیش آئے گی۔ خلوت ترک کرنا پڑے گی۔

خلیفہ المقتفی لامر اللہ نے یحییٰ بن سعید کو قاضی مقرر کیا۔ آپ نے منبر پر چڑھ کر خلیفہ بغداد کو کہہ دیا کہ تم نے بڑے ظالم کو منصب قضا پر مقرر کیا ہے تم قیامت کے روز خداوند تعالیٰ کو کیا جواب دو گے۔ اس پر خلیفہ کانپ گیا۔ رونے لگا اور یحییٰ کو عہدہ قضا سے موقوف کر دیا۔

ایک دن خلیفہ مستنجد باللہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا سلام کر کے باادب بیٹھ گیا۔ دس تھیلیاں روپوں کی نذر کیں۔ آپ نے لینے سے انکار کیا۔ خلیفہ نے اصرار کیا۔ آپ نے دو تھیلیاں دونوں ہاتھوں میں اٹھا کر دبائیں تو ان سے خون بہہ نکلا۔ فرمایا شرم نہیں آتی۔ لوگوں کا خون کرتے ہو اور میرے پاس لاتے ہو کہ راہ خدا میں صرف کروں۔ اللہ تعالیٰ غنی ہے ناپاک مال قبول نہیں کرتا۔ سلطان سنجر نے آپ کی خدمت میں عرضی لکھی کہ آپ یہاں تشریف لائیں۔ ملک نیم روز آپکی خانقاہ کے درویشوں کے لنگر کیلئے وقف کر دیا جائیگا۔ آپ نے جواب لکھا۔

چوں چتر سنجری رخ بختم سیاہ باد۔ با فقر گر بود ہوس ملک سنجرم
تا یافت جان من خبر از ملک نیم شب ۔ صد ملک نیم روز بہ یک جو نمی خرم

ایک بار آپ حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ کے مزار پر تشریف لے گئے۔ آپ کو خیال آیا۔ منزل میں تو بایزید کے برابر ہوں لیکن دو باتوں میں زیادہ ہیں۔ ایک یہ کہ سید ہوں دوسرے یہ کہ محبوب ہوں۔ جب مزار پر متوجہ

دے۔ یہ شعر لکھا ہوا پایا۔

ہر کہ عاشق شد جمال ذات را   اوست سید جملہ موجودات را

حضرت یہ شعر پڑھ کر غائب ہو گئے۔ فوراً روح بایزید کی ظاہر ہوئی
اور کہا صاحب یہ میرا قصور نہیں بلکہ ذات حق کی طرف سے تعلیم ہوئی ہے
فی الحقیقت آپ مجھ سے ہر مرتبہ میں بہتر و برتر ہیں۔

شیخ علی ہیتی فرماتے ہیں کہ ایک دن منبر پر وعظ فرما رہے تھے
کہ دفعتہ فرمایا قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ۔ یہ سن کر میں کرسی پر چڑھ
گیا اور قدم مبارک آپ کا اٹھا کر گردن پر رکھ لیا۔ بعد ازاں حاضرین نے بھی
یہی کیا۔ حضرت جنید بغدادی ۲۰۰ سال پہلے مراقبہ میں تھے۔ کہ یکایک سر اٹھایا اور
کہا قدمہ علی رقبتی خدام نے پوچھا فرمایا پانچویں صدی میں ایک بزرگ
عبدالقادر نامی ہونگے جو حکم الٰہی سے کہیں گے۔ قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ
حالت کشف میں ان کی عظمت کو دیکھ کر میری زبان سے بھی بے اختیار یہ الفاظ
نکلے۔ خواجہ معین الدین کا عالم جوانی تھا۔ اور وہ خراسان کے پہاڑوں میں مجاہدہ
میں مشغول تھے۔ کہ جناب غوث الاعظم کا ارشاد سنا اور یہیں گردن فوراً خم کردی اتنی
خم کردی کہ پیشانی زمین کو چھونے لگی۔ اور فرمایا آپ کا قدم میرے سر پر۔

آپ کی کرامات بے شمار ہیں اور تواتر سے ثابت ہیں۔ اتنی کرامتیں کسی
اور ولی سے ظاہر نہیں ہوئیں۔ حضرت ابو مسعود عبداللہ اور محمد ہروی اور عمر بزاز
فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر نے اپنے مریدوں کیلئے اللہ تعالیٰ سے عہد لیا ہے کہ کوئی
ان میں بے توبہ نہ مرے۔ اللہ نے ان سے وعدہ کر لیا ہے۔ کہ ان کے مریدوں کو جنت میں
داخل کریگا۔ آپ فرماتے کہ میں اپنے مرید اور مرید کے مریدوں کیلئے ستر درجہ تک
کفیل ہوں۔ وہ مغرب میں ہوں یا مشرق میں جہاں ہیں ان کی حفاظت کر سکتا ہوں

ایک دفعہ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ محی الدین آپ کا نام کیونکر ہوا
فرمایا ۵۱۱ھ میں باہر کا سفر کر کے بغداد آیا۔ ایک بہت ہی بیمار شخص پڑا تھا

اس نے مجھے دیکھ کر کہا السلام علیکم یا عبدالقادر میں نے جواب دیا۔ اس نے کہا مجھے قریب ہو جاؤ میں قریب ہو گیا۔ اس نے کہا مجھے بٹھاؤ میں نے اٹھا کر بٹھا دیا اس کے ہاتھ پیر درست ہو گئے۔ اور چہرے کا رنگ صاف ہو گیا۔ اس نے کہا تم نے مجھے پہچانا میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا میں دین ہوں نا تواں قریب مرگ ہو گیا تھا۔ تمہارے سبب مجھے اللہ نے از سر نو زندگی بخشی۔ میں اسے وہیں چھوڑ کر نماز کیلئے جامع مسجد میں آیا پہلے جس شخص نے مجھے سلام کیا کہا اسلام علیکم محی الدین پھر مسجد میں جو ملتا۔ اس نام سے مجھے پکارتا بیشتر نہ یہ میرا نام تھا کوئی اس نام سے مجھے پکارتا تھا۔

آپ تبلیغ حق کیلئے مختلف ممالک میں خدام اور خلفا کو روانہ کرتے۔ اور مختلف شہروں میں مستقل تبلیغی و تدریسی مدرسہ قائم کئے ۵۶۱ھ میں آپ کے تبلیغی مراکز کام کر رہے تھے۔ موصل۔ حلب۔ دمشق۔ تبریز۔ طوس۔ بسطام۔ کوفہ لطیف۔ جب کسی خاص علاقے کی طرف داعی حق مقرر کرتے تو اسکو ہدایت دیتے (۱) امراء کی ملازمت ہرگز نہ کرنا۔ ۲ کسی امیر کا وظیفہ قبول نہ کرنا۔ ۳ ہر کام میں خوشنودی مولا کو پیش نظر رکھنا غرور تکبر سے بچنا ۴ وقت کی پابندی کرنا۔ ۵۔ کتاب اللہ اور سنت کو تھامے رکھنا۔ ۶ شرع کی حدود سے تجاوز نہ کرنا ۷ سادہ زندگی گزارنا۔ ۸۔ تبلیغ حق میں کسی مصیبت یا رکاوٹ سے دل برداشتہ نہ ہونا۔ ۹ غیر مسلموں سے رواداری کا برتاؤ کرنا۔ (۱۰) دنیوی عزت و نمود و نمائش سے پرہیز کرنا۔

چنانچہ آپ کی زندگی میں ہی آپ کے داعیوں کے ہاتھوں پر ایران، یمن۔ شام۔ مصر کے لوگ قادری طریقہ میں داخل ہو گئے۔ اور یہ سلسلہ تمام اسلامی ممالک میں جاری ہو گیا۔ حتےٰ کہ سوڈان۔ روم اور ہند میں خصوصاً پنجاب میں عام رواج ہو گیا

آپ کا حلیہ مبارک، حضور نحیف البدن۔ درمیانہ قامت۔ گندم گوں تھے۔

سینہ کشادہ ریش مبارک خوب چوڑی۔ ابرو پیوستہ۔ اور آواز بلند تھی۔ ابو عبداللہ موصلی بیان کرتے ہیں کہ میں تیرہ سال حضور کی خدمت میں رہا۔ میں نے کبھی کسی مکھی کو آپ کے جسم پر بیٹھے کبھی نہیں دیکھا۔ نہ آپ کو تھوکتے اور ناک صاف کرتے دیکھا۔ آپ علماء کا لباس پہنتے ــــــ اور چادر بغلوں میں پہنتے تھے قیمتی کپڑے اور جوڑا پہنتے مگر دوسرے تیسرے دن ہی غریبوں کو دے دیتے بہت پسند تھی۔ سواری کیلئے خچر تھا۔ خوراک نہایت سادہ تھی۔ دن رات میں صرف ایک دفعہ کھاتے تھے۔ چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کی عزت کرتے تھے۔ فقراء کے ساتھ بڑی تواضع سے پیش آتے کسی امیر وزیر کیلئے قیام نہ کرتے۔ اور نہ ہی ان کے دروازے پر جاتے۔ استغنا کا یہ عالم تھا۔ اور عجز و انکسار کی یہ حالت تھی کہ حرم میں کنکریوں پر سر رکھے ہوئے کہتے تھے۔ اے خداوند کریم مجھے بخش دے۔ اور اگر میں کا مستحق ہوں تو قیامت میں مجھے اندھا اٹھانا تاکہ میں نیکوں کے سامنے شرمسار ہوں۔ مفلوک الحال کو گلے لگاتے۔ درویشوں کے کپڑے دھوتے ان کی جوئیں نکالتے بازار جاکر سودا سلف خریدتے۔ پانی کا گھڑا اپنے کندھوں پر اٹھا لاتے۔ اپنا کام کرنے سے نہ رکتے۔ بچوں کی فرمائش پوری کرتے۔ سفر کے دوران میں کسی غریب کے ہاں ٹھہرتے۔ اور فتوحات و نذرانے ہوتے اسی غریب کو دے کر آگے روانہ ہو جاتے۔ آپ سو سو غلام خریدتے اور ان کو بیعت سے مشرف کرکے آزاد کرتے رہتے۔ آپ کا کھانا اکثر بلا نمک ہوتا۔ آپ کی عادت چوتھے دن کھانا کھانے کی تھی۔ یعنی دوشنبہ اور جمعہ

آپ کے ازواج و اولاد حضرت بی بی مدینہ صاحبہ سے

چار لڑکے پیدا ہوئے (۱) سید سیف الدین۔ (۲) سید شرف الدین۔ (۳) سید علی (۴) سید عبدالرزاق۔

حضرت بی بی صادقہ صاحبہ سے چھ لڑکے ہوئے۔ ۱۔ سید عبدالعزیز سید عبدالوہاب۔ سید سراج الدین۔ سید عبدالجبار۔ سید شمس الدین سید تاج الدین

حضرت بی بی مومنہ صاحبہ سے سات لڑکے ہوئے۔ سید عبداللہ

سید ابراہیم ۔ سید ابوالفضل ۔ سید محمد زاہد ۔ سید ابوبکر ذکریا ۔ سید عبدالرحمٰن سید محمد
حضرت بی بی محبوبہ صاحبہ سے دس لڑکے ہوئے ۔ سید یحییٰ ۔ سید ضیاالدین
سید یوسف ۔ سید عبدالخالق ۔ سید سیف الرحمٰن ۔ سید محمد صالح ۔ سید حبیب اللہ ۔
سید منصور ۔ سید عبدالجبار ۔ سید ابونصر موسیٰ ۔

آپ کے ۲۷ صاحبزادے اور ۲۲ صاحبزادیاں تھیں ۔

جب آپ مرض الموت میں مبتلا ہوئے ۔ تو آپ کے صاحبزادے سید عبدالوہاب نے عرض کی مجھے کچھ وصیت فرمائیے ۔ فرمایا تقویٰ کو لازم پکڑو خدا کے سوا کسی سے خوف نہ کرو ۔ نہ کسی سے کچھ امید رکھو ۔ اپنی سب حاجتیں اللہ کے سپرد کرو ۔ اس کے سوا کسی غیر پر کچھ اعتبار نہ کرو ۔ جب دل کا معاملہ اللہ کے ساتھ ٹھیک ہو جاتا ہے تو نہ کوئی چیز اس سے نکلتی ہے نہ کوئی شے اس میں داخل ہوتی ہے ۔ کبھی کبھی حاضرین کو فرماتے ۔ میرے پاس اور لوگ بھی آتے ہیں جن کو تم نہیں دیکھتے ۔ ان کا ادب کرو اور ان کیلئے جگہ کشادہ کرو ۔ ایک دن رات ملنے والوں کو فرماتے رہے علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ غفر اللہ لی ولکم ۔ تاب اللہ علی وعلیکم بسم اللہ غیر مودع ۔ گاہے اپنے ہاتھ اوپر اٹھاتے اور فرماتے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ آپ کے صاحبزادہ عبدالعزیز نے حال پوچھا فرمایا کچھ نہ پوچھو اللہ کے علم میں پلٹے کھاتا ہوں ۔ میری بیماری کا حال جن وانس میں سے کوئی نہیں جانتا ۔ صاحبزادہ سید عبدالجبار نے پوچھا کہ کس عضو میں درد ہے ۔ فرمایا ۔ بجز دل باقی سب اعضاء میں درد ہے ۔
سکرات کی حالت جب طاری ہوئی تو فرماتے تھے ۔ استغیث بلا الہ الا اللہ سبحانہ تعالیٰ والحی الذی لایخشی الفوت سبحان من تعزز بالقدرۃ اقہر عبادہ الموت لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ آپ کے صاحبزادے سید موسیٰ فرماتے ہیں ۔ تعزز کے لفظ پر آپ کی زبان پر لکنت ہوئی ۔ آپ نے زور سے کھینچا ۔ زبان صحیح ہو گئی ۔ اب اللہ اللہ فرمانے لگے ۔ اور اسی کلمہ پر جمعہ کے دن روح پرفتوح نے حضرۃ القدس کی جانب رحلت فرمائی ۔ ۱۱ ربیع الثانی ۵۶۱ھ میں بعمر ۹۱ سال اپنے مدرسہ میں دفن ہوئے ۔

آپ کا روضہ ۱۲۱۴ھ میں ترکیہ کے سلطان عثمانی نے بنوایا۔ ر
کاشی کار گنبد ہے۔ پاس ہی مسجد ہے۔ وفات کے بعد آپ کا مدرسہ صاحبزاد
اور ان کے بعد سید عبدالسلام کے سپرد ہوا۔
آپ کی تصنیفات ۳۰ کے قریب ہیں۔ فتح الربانی۔ فتوح
غنیۃ الطالبین۔ عام مشہور ہیں۔ مکتوباتِ سبحانی۔ دیوان غوث الاعظم۔ قصا
یواقیت الحکم۔ السبوع شریف۔ کبریت احمر۔ جلا الخاطر فی الباطن والظ

ارشاداتِ مقدسہ

۱ حدودِ شرع کے اندر رہ کر لوگوں کے ساتھ حسن معاشرت خو
اگر شرع کی کسی حد کو توڑنا پڑے یا شرع اجازت نہ دے تو لوگوں کا ساتھ نہیں د
۲ خلق کی طرف کے دروازے بند کرو۔ اپنے اور خدا کے درمیان کا
کھولو۔ گناہوں کا اقرار کرو۔ تقصیر کا عذر پیش کرو۔ یقین رکھو کہ سوائے
کوئی نفع یا ضرر پہنچانے والا کوئی نہیں۔
۳ خالق سے ہٹ کر خلقت کی قید میں مقید نہ ہو۔ جو مخلوق کی طرف نہ
کرتا ہے وہ حق تعالیٰ کی طرف پشت کرتا ہے۔
۴ فی الحقیقت اللہ ہی اسم اعظم ہے۔ لیکن اس کا اثر جب ہوتا ہے
کہ ذاکر کے دل میں بجز اللہ اور کچھ نہ ہو۔ یہ وہ کلمہ ہے جو ہر مشکل کو آسان کرتا ہے
۵ جو اللہ کی راہ میں قدم رکھتا ہے۔ وہ اس تک پہنچ جاتا ہے
۶ عام لوگوں کا مجاہدہ یہ ہے اپنے ظاہری اعمال کو پورا کریں۔ خواص کا
مجاہدہ یہ ہے کہ وہ بُری صفتوں سے اپنے کو پاک کریں۔
۷ سلف صالحین کے مذہب پر چلنا لازم پکڑلو۔ نفقہ جیسے چاہو
خواہ مستحق ہو خواہ نہ ہو۔

۸ اعمال خلوتوں میں ہوتے ہیں نہ جلوتوں میں بجز فرائض ان کا اظہار ضروری نہیں

۹ تیرا عمل تیرے عقائد کی دلیل ہے اور تیرا ظاہر تیرے باطن کی علامت ہے۔

۱۰ جو خدا سے واقف ہو جاتا ہے وہ مخلوق کے سامنے متواضع ہو جاتا ہے۔ اہل اللہ کے نزدیک مخلوق بمنزلہ اولاد ہے۔

۱۱ جسے کوئی ایذا نہ پہنچے اس میں کوئی خوبی نہیں۔

۱۲ عارف مصیبتوں میں رہ کر بھی دم نہیں مارتا۔ اپنی مصیبت کو چھپانا نیکی کا بڑا خزانہ ہے۔

۱۳ دل کی اصلاح تقویٰ سے ہوتی ہے۔ محض بدنی طہارت کچھ نفع نہ دے جبکہ دل میں نجاست ہو۔

۱۴ اللہ کا سب سے زیادہ دوست وہ ہے۔ جو خلق خدا کو نفع پہنچائے۔

۱۵ حرام غذا نور ایمان کو ڈھانپ لیتی ہے۔

۱۶ تجھ پر افسوس کہ تو اپنی عبادت گاہ میں اس طرح بیٹھا ہے کہ تیرا دل لوگوں کے گھروں میں لوگوں کی آمد و رفت اور ان کے تذکروں میں لگا ہوا ہے۔

۱۷ شرک دو قسم کا ہے۔ ایک ظاہرہ یعنی بتوں کی پوجا دوسرا پوشیدہ یعنی خلقت پر بھروسہ کرنا ان سے نفع نقصان کی امید رکھنا۔

۱۸ کسی کے لئے جائز نہیں کہ سجادہ ارشاد پر بیٹھے جب تک اس میں بارہ خصائل نہ ہوں۔ دو اللہ تعالیٰ کی۔ دو رسول اللہ ﷺ کی۔ دو ابوبکرؓ کی۔ دو عمرؓ کی۔ دو عثمانؓ کی۔ دو علیؓ کی یعنی ستار ہو غفار ہو۔ شفیق ہو رفیق ہو آمر ہو ناہی ہو۔ عادل ہو سخت گیر ہو۔ مساکین کو کھانا دینے والا ہو رات کو نماز پڑھنے والا ہو۔ عالم ہو شجاع ہو

۱۹ آپ فرماتے تھے کہ میں نے تمام اعمال کی تفتیش کی مگر کھانا کھلانے اور

حسنِ خلق سے کسی عمل کو بہتر نہیں پایا۔

۲۰ ۔ بے ضرورت ہمسایوں۔ دوستوں اور آشناؤں کے ساتھ زیادہ کیونکہ یہ ہوس ہے

۲۱ ۔ اولیاء تمام حالات میں اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور خالف دول کا اس کے عطیات کو لیتے ہیں۔

نعت در زبانِ فارسی از غوثُ الثقلینؓ

اے قصرِ رسالت از تو معمور ❊ منشورِ لطافت از تو مشہور

روشن ز وجودِ تست کونین ❊ اے ظاہر و باطنت ہمہ نور

ہر کس بجہاں گناہ گار است ❊ گشتہ بہ شفاعتِ تو مغفور

اے سیدِ انبیاء و مرسل ❊ اے سرورِ اولیائے مستور

معراجِ تو تا بہ قاب و قوسین ❊ جبرئیل برہ بماند از دور



❊

حضرت شمس الدین علی حداد رحمۃ اللہ علیہ

آپ شمس شہر حقیقت دگوہر معدن طریقت ہیں۔ آپکا نام علی اور لقب شمس الدین ہے۔ وطن مالوف یمن ۔ خورد سالگی میں قرآن حفظ کیا ابتدائی علوم متداولہ کی تحصیل کیلئے بغداد کا رخ کیا۔ بغداد آکر حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ کے مدرسہ میں داخل ہو گئے۔ ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ باطنی اصلاح کی طرف توجہ دیتے رہے۔ شیخ نے ریاضت شاقہ میں ڈالا شیخ کی ہر مجلس واعظ میں حاضر ہونا فرض جانتے تھے۔ شیخ کے مواعظ قلمبند کرتے تھوڑے عرصے میں لوگوں کو فیض پہنچانے کے قابل ہو گئے۔ چنانچہ حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ نے خرقہ خلافت پہنایا۔ اور تبلیغ کیلئے رخصت کر دیا۔ آپ حرمین شریفین میں زیارت کے لیئے گئے۔ چند سال وہاں کی مجاوری کی۔ واپس آکر یمن میں باقی عمر گزاری۔ آپ ہر مرید کو رزق حلال پیدا کرنے پر زور دیتے اور فرماتے حلال کی روزی آدمی کو سلوک میں بے راہ نہیں ہونے دیتی زیادہ علم حاصل کرنے کی بجائے زیادہ عمل کرنے پر زور دیتے۔ ۱۱ صفر ۵۹۷ سال کی عمر میں رخصت فرمائی۔ مدفن یمن میں ہے۔

حضرت شمس الدین افلح رحمۃ اللہ علیہ

آپ مشائخ کے پیشوا اور زہاد کے رہنما ہیں نام مبارک شمس الدین والد ماجد کا نام افلح تھا۔ یمن میں پیدا ہوئے۔ شروع شروع میں قرآن پاک کو یاد کیا

اور سوداگری کا پیشہ اختیار کیا۔ حضرت علی حداد رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت نے یہ اثر
کر سوداگری چھوڑ دی۔ اور ظاہری علوم حاصل کرنے لگے پھر ریاضت باطنی میں
ہوئے۔ شیخ کی توجہ سے عرفان کی منازل طے کر لینے کے بعد خرقۂ خلافت حاصل
اب آپ کی عظمت اور کرامت کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ آپ صائم الدہر
رہے بہت کم کھاتے۔ مسجد کے سوا کسی دوسری جگہ بہت کم جاتے۔ دولت دنیا
سے الگ رہتے۔ جو کچھ آپ کو فتوحات ہوتیں غرباء اور مساکین میں تقسیم فرما
اگلے دن کیلئے کچھ باقی نہ رکھتے۔ آخر میں مستی اور سکر کا غلبہ رہنے لگا۔ مزار مبارک
یمن میں ہے۔ وفات ۱۷ شعبان۔

حضرت ابو الغیث جمیل رحمۃ اللہ علیہ

آپ بڑے عالی مقامات اور صاحب کرامت تھے۔ ابتداء حال
میں ڈاکو تھے۔ ایک قافلے کی گھات میں بیٹھے ہوئے تھے کہ دفعۃً سنا کہ کوئی کہتا ہے
"یا صاحب العین علیک عین" اے تاک میں بیٹھنے والے میں تیری تاک میں ہوں
اس آواز نے پورا پورا اثر کیا۔ اور سب مال واسباب سے علیحدہ ہو گئے۔ خدا کی
طرف متوجہ ہوئے۔ اور توبہ کی اور شیخ شمس الدین الملح کی خدمت میں پہنچے۔ ان
کی پاک صحبت سے نفس پاکیزہ اور قلب سوز ہو گیا۔ اور خوارق عادات ظہور میں
آنے لگے۔ چنانچہ ایک دن لکڑیاں لانے کیلئے جنگل میں گئے۔ گدھے کو ساتھ لیا
آپ لکڑیاں جمع کرنے میں لگ گئے۔ شیر آیا اور اس نے گدھے کو پھاڑ کھایا۔
جب آئے تو شیر کو کہا تو نے گدھے کو چیرا پھاڑا ہے۔ اب لکڑیاں تجھ پر لاد
کرلے جاؤں گا۔ پس لکڑیاں شیر کی پیٹھ پر لاد کر گھر آئے جب شہر کے دروازے
پر آئے تو لکڑیاں شیر کی پیٹھ سے اتار کر شیر کو کہا جاؤ۔ ایک دن گھر کے

لوگوں نے ان سے عطر طلب کیا بازار گئے عطار سے عطر طلب کیا اس نے کہا نہیں ہے پس اس کی دکان سے عطر غائب ہو گیا۔ عطار ان کے پیر حضرت شمس الدین افلح رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا۔ اور شکایت کی شیخ نے بلایا اور اظہار کرامت پر بہت ڈانٹا۔ اور فرمایا دو تلواریں ایک نیام میں نہیں سما سکتیں۔ شیخ نے اپنی صحبت سے رخصت کیا۔ ابو الغیث نے ہر چند منت کی مگر شیخ نہ مانے مزید تعلیم کیلئے ابو الغیث دوسرے شیخ کی طلب کرتے تھے۔ مگر جس شیخ کے پاس جاتے وہ یہی کہتا کہ تجھ کو شمس الدین افلح کافی ہیں۔ آخر شیخ کو راضی کیا۔ اور شیخ کی وفات کے بعد خانقاہ کو سنبھالا۔ یمن کے بادشاہ نے آپ کے خادم کو مار ڈالا جب آپ کو خبر ہوئی بہت خفا ہوئے۔ اور کہا مجھے کیا ہوا کہ میں پاسبانی کروں۔ میں پاسبانی چھوڑتا ہوں پس اسی وقت بادشاہ مارا گیا۔ ایک دن خانقاہ کے فقراء نے کہا حضرت ہم گوشت کھانا چاہتے ہیں۔ فرمایا فلاں دن تم گوشت کھاؤ گے۔ جب وہ دن آیا تو خبر ملی کہ ڈاکوؤں نے قافلہ لوٹا ہے ایک گھڑی گذری ایک ڈاکو آیا اور ایک گائے لایا ایک اور آیا جو بوری گندم کی لایا آپ نے درویشوں سے کہا گائے حلال کرو گندم پسواؤ۔ سری نہ پکانا۔ وہ اسی حجرہ میں رکھ دینا چنانچہ دستر خوان بچھایا گیا حضرت نے فقراء کو کہا کھاؤ۔ کھانے لگے۔ فقہا کو کہا کہ وہ دستر خوان پر نہ بیٹھیں (فقہا حرام نہیں کھاتے) جب درویش کھانے سے فارغ ہوئے تو ایک شخص آیا اس نے کہا میں ایک گائے فقیروں کی نذر لایا تھا مگر ڈاکو لوٹ لے گئے۔ حضرت نے کہا اندر سری پڑی ہے دیکھ اس نے سری دیکھی اور پہچان گیا کہ اسی گائے کی ہے۔ حضرت نے کہا فقیروں کا مال فقیروں کو مل گیا۔ اسی طرح گندم والے کو کہا فقہا اس مشاہدہ سے بہت حیران ہوئے۔ وفات آپ کی ۲۸ ذوالحجہ ۶۵۱ھ میں ہوئی مزار مبارک یمن میں ہے۔

ارشادات مقدسہ

۱:- جو شخص صدق دل سے اللہ کی طرف رجوع کرنے میں کسی مرتبہ

پر پہنچ گیا ہو وہ اپنے اعمال میں عیب ہی عیب دیکھتا ہے حالانکہ اس نے کوئی عیب نہیں کیا ہوتا۔

۲ ،، دلق اور خرقہ سے کوئی فقیر نہیں بنتا۔ جبہ اور عمامہ سے کوئی عالم نہیں ہو جاتا۔

حضرت ابو المکارم فاضل رحمۃ اللہ علیہ

آپ طریقت کے سلطان اور حقیقت کے برہان تھے

آپ کا اسم گرامی احمد تھا۔ اور کنیت ابو المکارم تھی۔ والد ماجد کا نام محمد پیابانگی تھا۔ ۵۹ہجری میں بغداد میں پیدا ہوئے۔ پندرہ سال کی عمر میں سلطان وقت کے مصاحب ہوئے۔ اور رکن الدین علاؤ الدولہ کا خطاب پایا ۷۷ہجری میں بمقام بغداد شیخ نور الدین عبدالرحمٰن کسرقی کے دست مبارک پر بیعت کی اور حضرت شمس الدین ابو الغیث سے تکمیل پائی۔ ریاضت شاقہ میں ساری عمر مشغول رہے چنانچہ آپ نے اپنی عمر میں ۱۴۰ چلے کیے اور زمانہ کے کاملین میں سے بن گئے۔ آپ ہمیشہ فقراء کو دوست رکھتے۔ اور مسکینوں سے یاری۔ امراء سے میل جول طریقہ کے خلاف جانتے۔

جمعہ کی شب ۲۲ رجب المرجب ۷۳۶ھ کو رحلت فرمائی۔ آپ نے ۷۷ سال عمر پائی۔ عماد الدین عبدالوہاب کے مقبرہ میں آپ کی قبر ہے

ارشادات مقدسہ

۱ :۔ مجاہدہ سیدھی راہ دکھا دیتا ہے بشرطیکہ کامل نگران ہو

۲ :۔ نفی طریقت کی ابتدا اور اثبات انتہا ہے۔

حضرت خواجہ عبید بن ابوالقاسم رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا شمار بزرگانِ عظام اور مشائخ ذوالاکرام میں ہوتا ہے
حافظِ قرآن تھے۔ بڑی خوش الحانی سے پڑھا کرتے تھے۔ چنانچہ جو سنتا وجد میں
آجاتا۔ ساری عمر قرآن مجید کا درس دینے میں گزاری۔ کبھی کسی سے ضروریات
پوری کرنے کا سوال نہیں کیا۔ جو فتوح ہو گئی اس پر گزران کی۔ دن کو درس
رات کو قیام آپ کا معمول تھا۔ آپ کے پاس جو بھی آتا اس کی خدمت کرنا لازم
جانتے۔ جس غرض کے لئے آتا اس کی غرض پوری کرتے۔ گو خود فقر و فاقہ کے زیور
سے آراستہ تھے۔ اپنی روحانی قوت اور باطنی دولت کے باعث امراء سے دور
رہتے۔ اور فرمایا کرتے جب کسی درویش کو دیکھو کہ وہ بادشاہ یا امیر کا
نیاز مند ہے۔ تو اسے درویش نہ جانو۔ دزد (چور) جانو۔ اپنے مریدوں
کو رات دن میں ۲۴ ہزار اسم ذات کا ورد علاوہ دوسرے وظائف کرنے کی
تلقین کرتے۔ مزار جونپور میں ہے وفات ۱۰ شعبان۔

حضرت شیخ عبید رحمۃ اللہ علیہ

آپ اکابر زہاد و عباد میں سے ہوئے ہیں۔ اسم مبارک
عبداللہ والد ماجد کا نام عیلے۔ جونپور کے مشائخین سے تھے۔ ظاہری علوم
میں وافر دسترس تھی۔ علم باطنی کی طرف زیادہ رجحان تھا۔ لہذا مجاہدہ اور ریاضت
میں مشغول رہنے لگے۔ رات دن قرآن خوانی گذارتے۔ چلے کھینچتے کشائش

ہوتی نظر نہ آتی تھی۔ ایک رات بڑے خشوع اور زاری سے رب العزت کی بارگاہ میں درخواست کی کہ کہاں جاؤں۔ نیم خوابی کی حالت میں عبید بن ابو القاسم کو دیکھا۔ اگلے دن ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بیعت کی۔ ان کی زیر نظر تھوڑے عرصہ میں اپنی مراد کو پہنچ گئے۔ اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔ سخت پابند شریعت تھے۔ مریدوں کو پابندی شرع کی سخت قید لگاتے۔ اور بے شرع فقیر کے پاس جانے کو منع فرماتے۔ آپ کی عظمت اور بزرگی کا یہی نشان کافی ہے کہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت نے قادریہ سلسلہ میں آپ سے خرقۂ تبرک پہنا۔ مزار جونپور میں ہے۔ وفات ۱۱ ذیقعد

ارشادات مقدسہ

۱:۔ حرام باتوں کو ترک کرنا اللہ سے ڈرنے کی علامت ہے۔

۲:۔ صحبت کے لائق وہ ہے جو نیکی کر کے بھول جائے قصور کرے تو معاف کرے۔

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ [redacted]

آپ علوم ظاہری اور باطنی میں یکتائے زمانہ اور شیخ المشائخ عصر تھے اسم مبارک سید جلال الدین لقب مخدوم جہانیاں جہاں گشت۔ والد ماجد کا سید احمد کبیر اور سید جلال الدین اچی بخاری کے پوتے ہیں۔ آپ یکم شعبان ۷۰۷ھ میں شب جمعہ پیدا ہوئے۔ مادرزاد ولی تھے۔ اُچ میں تین خانقاہیں (۱) خانقاہ شیخ جمال محدث خنداں رو کے۔ ۲ گاذرونیوں کی خانقاہ۔ ۳ شیخ احمد کبیر سہروردی کی خانقاہ۔ علوم ظاہری کی تکمیل بعد [redacted] میں شیخ جمال خنداں رو سے

دیئے کی۔ جب استاد کی خدمت میں آئے۔ تو استاد جمال خنداں رو نے چند خرمے دیئے جو گٹھلیوں سمیت کھا گئے۔ وجہ پوچھی کہا آپ کے ہاتھ سے ملے ہوئے خرموں کی گٹھلیاں پھینکنی مناسب نہ تھیں۔ شیخ نے کہا مشائخ کا نام روشن کرنے والے ہوئے گئے۔ اول اول اپنے والد سید احمد کبیرؒ سے خرقہ خلافت سہروردیہ حاصل کیا۔ پھر شیخ عبید بن عیلے سے قادریہ خلافت حاصل کی۔ آپ نے بہت سے ممالک کی سیر کی۔ اور چودہ خاندانوں سے خلافتیں حاصل کیں۔

چنانچہ اپنے چچا شیخ صدر الدین محمد غوث سے خرقہ تبرک لیا۔ شیخ الاسلام رکن الدین ابو الفتح سے خرقہ خلافت پایا۔ شیخ الاسلام عفیف الدین عبداللہ مطری سے مکہ معظمہ میں ۷ سال رہ کر کلاہ ارادات و تبرک پایا۔ اور ان کی خدمت میں رہ کر عوارف اور سلوک کی دوسری کتابیں پڑھیں۔ ذکر و ارشاد کی تلقین پائی۔ اور گازروں میں جانے کا حکم دیا۔ آپ گئے۔ وہاں شیخ امام الدینؒ نے شیخ امین الدین کی وصیت کے مطابق سجادہ اور مقراض حوالے کر کے خلیفہ مجاز مقرر کیا۔ مصر شام۔ عراق۔ بلخ اور خراسان کا سفر کرتے ہوئے چھ حج کیے اور ہندوستان آگئے۔ سلطان فیروز شاہ استقبال کو آیا۔ اور التماس کی کہ قلعہ تعمیر کیا جا رہا ہے مگر شیخ اللہ نے اطلاع دی ہے کہ دن کو جس قدر عمارت بنتی ہے رات کو گر جاتی ہے۔ حضرت نے امام نماز رفیع الدین کو کہا کہ تم جاؤ اور یہ ایک اینٹ ہماری طرف سے اپنے ہاتھ سے رکھنا۔ رفیع الدین گئے۔ اور باطنی نسبت سے معلوم کیا کہ حضرت بو علی قلندرؒ کو لاعلمی میں بیگار میں پکڑا ہوا ہے۔ اور انہوں نے بھی اپنے آپ کو چھپا رکھا ہے رفیع الدین نے خطا معاف کرائی اور قلعہ تعمیر ہوا۔

مکہ معظمہ میں ایک دن مخدوم صاحب کو عبداللہ یافعی نے فرمایا اگرچہ دہلی کے بہت سے مشائخ وفات پا چکے مگر ان بزرگوں کی برکات شیخ نصیر الدین محمود میں پائی جاتی ہیں۔ بلاشبہ وہ چراغ دہلی ہیں۔ چنانچہ مخدوم

صاحب جب مکہ سے واپس آتے دہلی پہنچے اور ملاقات کے بعد جو امام یافعی کہا تھا۔ بیان کیا۔ اس وقت سے نصیر الدین کا نام چراغ دہلی مشہور ہو گیا۔ مخدوم صاحب ان کے مرید ہوتے۔ اور فیضانِ چشتیہ سے مالامال ہوئے۔ اور شیخ کمال الدین نے خلافت نامہ لکھا۔ آپ نے بدیع الدین مدار سے بھی خلافت حا کی آپ نے بے شمار اولیاء اللہ کو دیکھا۔ اور ان سے نعمت پائی۔ حضرات قادر سے آپ کو کمال محبت تھی۔ چنانچہ قادری نسبت بے حد غالب آگئی تھی۔ ایک دن آپ کے بیٹھے بیٹھے کہیں آگ لگ گئی۔ آپ نے مٹھی بھر مٹی لیکر بلند آواز سے یا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی کہا اور مٹی آگ کی طرف پھینک دی آگ اسی وقت ٹھنڈی پڑ گئی۔ سلطان محمد تغلق کے عہد میں آپ کو شیخ الاسلام کا منصب دیا اور آپ کے لیے سیوستان اور اس کے مضافات کی مسندِ خانقاہ محمدی مخصوص ہوئی۔ چنانچہ چالیس خانقاہیں آپ کے زیرِ فیض تھیں اور تبلیغ کا کام سرانجام پا رہا تھا۔

شیخ اشرف جہانگیر سمنانی حضرت خضر کی ہدایت کے مطابق سلطنت چھوڑ کر ہندوستان آتے۔ سب سے پہلے اُچ میں مخدوم صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ آپ نے اس وقت فرمایا " بعد از مدتے بوئے طالب صادق بدماغ رسیدہ" اور کچھ دن روحانی تربیت دیکر شیخ علاء الحق بنگالی کی خدمت میں بھیج دیا۔ شیخ علاؤ الدین چشتی قطب بنگال نے وصیت کی کہ میرے جنازے کی نماز مخدوم جہانیاں پڑھائیں اور کوئی نہ پڑھائے۔ چنانچہ جب ان کا انتقال ہوا تو مخدوم صاحب بھی وہاں پہنچ گئے۔ نماز جنازہ پڑھائی چند روز نور قطب عالم کو تربیت دی۔ اور سجادہ پر بیٹھا کر واپس اُچ آگئے۔

دیارِ عرب میں آپ کی شہرت کی وجہ یہ ہوئی کہ آپ جدہ میں تھے کہ شیخ بدر الدین یمنی جو ۳۰ برس سے کعبہ میں مجاور تھے جدہ آکر فوت ہو گئے قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہوئے ان کا انتقال ہوا۔ قبرستان حوّا میں ان کا جنازہ آیا۔ آپ حوا کے مزار پر تھے فرمایا کس کا جنازہ آیا لوگوں نے بتایا آپ نے فرمایا

دفن نہ کرنا۔ شاید زندہ ہوں۔ چنانچہ آپ نے سب کو نکال کر پہلے دو رکعت نفل ادا کی بعد ازاں تلاوت میں مشغول ہوئے۔ جب آیت (یخرج الحی من المیت و یخرج المیت من الحی) پر پہنچے شیخ بدرالدین کی نعش حرکت میں آئی۔ مخدوم صاحب نے اپنے کپڑے ان کو پہنا دیئے۔ دروازہ مسجد کا کھول دیا۔ شیخ بدرالدین نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ یہ کرامت آپ کی شہرت کا موجب ہوئی۔ آپ نذرانے رد نہ کرتے تھے۔ سادہ لباس پہنتے تھے۔ انکساری کا یہ عالم کہ ایک مرید نے آپ کو شیخ الشیوخ قطب عالم کہا تو آپ نے منع فرمایا اور کہا گراتے عالم کہو۔

مخدوم جہانیاں کا لقب آپ کو کس طرح ملا۔ شیخ رکن الدین ابوالفتح ملتانی زینہ پر سے اتر رہے تھے آپ نے جلدی سے اپنے آپ کو نیچے پر ڈال دیا۔ تاکہ قدم پیر کا سینے پر پڑے چنانچہ ایسا ہی ہوا جب شیخ نے معلوم کیا تو کہا یا سید! مرتبہ ولایت تمہارا اپنے مرتبے کو پہنچ چکا۔ تم مخدوم جہانیاں اور اپنے ہاتھ سے زینے پر سے اٹھایا۔ اور اپنے سینے پر سے لگایا چنانچہ تمام مشائخ کے سلسلوں سے آپ نے خرقہ خلافت لیا۔ اور مخدوم جہانیاں ہو گئے۔

صاحب سیر العارفین نے اس لقب کی وجہ یہ بتائی ہے کہ ایک عید کے دن آپ نے حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی، شیخ صدرالدین اور شیخ رکن الدین کے مزارات پر حاضری دی اور مراقبہ میں ان بزرگوں سے عیدی طلب کی۔ تو ان بزرگوں کی طرف سے آپ کو بطور عیدی مخدوم جہانیاں کا لقب ملا۔ جب آپ وہاں سے واپس ہوئے۔ تو راہ میں جو بھی آپ کو ملتا بے اختیار مخدوم جہانیاں کہہ کر پکارتا۔ جہاں گشت اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ نے بہت سیر و سفر کیا ہے۔

آپ کے تین حرم تھے۔ ایک سے ناصر الدین محمود۔ دوسرے حرم سے عبد اللہ۔ اور تیسرے حرم سے علی اکبر تھے۔

۷۸۵ھ عید قربان کے دن بدھ وار ۷۸ سال کی عمر میں)

آپ نے وفات پائی۔ مزار شریف اُچ میں ہے۔

ارشاداتِ مقدسہ

۱:- خزانہ جلالی آپ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے۔ (۲) سراج الہدایہ میں آپ کے دس ماہ کے ملفوظات درج ہیں۔ (۳) جامع العلوم میں بھی آپ کے ملفوظات ہیں (۴) سفرنامہ میں آپ کے مکتوبات ہیں۔

۲:- شریعت کا چراغ سالک کو راہ دکھاتا ہے (۵) ایک رات دن میں ایک مسلمان پر ۵ فرض ہیں جو قرآن مجید میں بیان کیے گئے ہیں۔ جس کسی نے ان کو یاد کیا وہ عالم ہے جو محروم رہا وہ جاہل ہے عاصی ہے قیامت کے دن اس کا کوئی عذر قبول نہ ہوگا۔

۳:- علم اس قدر حاصل کرنا چاہیے جس پر عمل ہو سکے۔ جب سالک میں بے ادبی آجاتی ہے تو وہ محجوب ہو جاتا ہے خط کا جواب دینا بھی اسی طرح واجب ہے جس طرح سلام کا جواب دینا۔

حضرت سید اجمل رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا شمار اکابر مشائخ میں ہوتا ہے۔ آپ کئی سلسلوں کے امام ہیں۔ اسم گرامی قاضی سید عبد الملک ہے عرف آپ کا سید اجمل ہے آپ بے حد حسین۔ بڑے صاحب برکت و کشف و کرامات تھے۔ آپ نے کئی سلسلوں سے خلافت پائی۔ ہمیشہ فقراء اور اہل اللہ کی تلاش میں رہتے جہاں کسی بزرگ صاحب سلسلہ کا حال سنا۔ فوراً ان کی خدمت میں حاضر ہو کے حضرت [illegible]

بدیع الدین عرف زندہ شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ سے خرقہ خلافت حاصل کر کے ان کے خلیفہ اکبر ہوئے۔ اور ان سے تین سلسلے جاری ہوئے۔ حضرت مخدوم جہانیاں کی خدمت میں کئی سال رہ کر خلافت حاصل کی اور قبول عظیم پایا۔ ان کا طریق علیہ مشوق جذب دستی ہے۔ مخدوم صاحب کے اشارے پر بہرائچ میں مقیم ہو گئے اور سلسلہ رشد و ارشاد جاری کیا۔ اور امیر غریب۔ شاہ و گدا کو اپنی غلامی میں لائے۔ آپ کی وفات ۲۵ رمضان سنہ ۸۹۲ھ میں ہوئی۔ مزار شریف بہرائچ میں ہے۔

ارشاداتِ مقدسہ

۱:۔ فقراء کی تلاش اور صحبت جو آدمی کو پختہ کر کے کسی ایسے درویش تک پہنچا دیتی ہے۔ جس سے اس کی کشائش ہو۔

۲:۔ جس کو درویشوں کے لباس میں دیکھو اسکا انکار نہ کرو۔

حضرت شیخ بڈھن رحمۃ اللہ علیہ

آپ قبلہ اتقیا اور قدوۃ اصفیا ہیں۔ آپ شیخ عبداللہ مندادری کی اولاد سے ہیں۔ آپ واقف رموز صوری و معنوی تھے ہمیشہ جذب استغراق میں رہتے۔ سلطان سکندر لودھی کے زمانے میں قطب الوقت مانے جاتے تھے۔ اور شیخ الاسلام کے نام سے شہرت پائی۔ طریقہ شطاریہ کے مطابق طالبوں کو تلقین کرتے تھے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے بڑے چچا شیخ رزق اللہ نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر تلقین ذکر پائی شیخ درویش محمد بن قاسم اودھی نے آپ کی خدمت میں ریاضات اور مجاہدات کر کے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ آپ نے ۸ شوال سنہ ۹۸۰ھ میں رحلت فرمائی۔ مزار شریف بہرائچ میں مرجع خلائق ہے۔

ارشادات مقدسہ

۱: شطاریہ طریق اللہ تک پہنچنے کا نزدیک ترین راستہ ہے۔

۲: نفس کی رضا کو فنا کر کے خداوند تعالیٰ کی رضا جب تک حاصل نہ ہو ترقی ممکن نہیں۔

۳: دل کو سنوارنے کیلئے اہل اللہ کی خدمت میں رہنا ضروری ہے۔

حضرت درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ طریقت کے عمائدین اور شریعت کے قائدین میں سے ہیں شیخ محمد قاسم اودھی صاحب رسالہ آداب السالکین کے فرزند ارجمند ہیں جو شیخ فتح اسد اودھی کے مرید تھے۔ والد ماجد نے آپ تربیت نہایت اعلیٰ درجہ کی علوم ظاہری اور رموز باطنی سے خوب آشنا کیا۔ حقیقی مشاہدہ کی طلب میں ادھر اُدھر گھومے۔ اور شیخ بڈھن کی خدمت میں بہرائچ آئے۔ اپنی قابلیت اور زہد کی بنا پر شیخ کو گرویدہ کر لیا۔ شیخ نے تھوڑے ہی عرصہ میں سلوک کی تکمیل کرا دی۔ اور خلافت سے نوازا۔ اور دوسروں کو تلقین اور ارشاد کا حکم دیا۔ آپ نے شمالی علاقہ میں لوگوں کو اپنے فیض سے خوب سیراب کیا۔ حضرت عبد القدوس گنگوہی نے قادری تعلیم آپ سے حاصل کی اور خرقہ خلافت پایا۔ وفات ۱۰ ذی قعد میں ہوئی۔

باب سوم

خواجہ عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ

سے

حضرت شاہ محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ

تک

حضرت خواجہ ابی الفضل عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ

آپ تبع تابعین میں سے ہیں۔ اپنے وقت کے بلند حال دنیا سے بے
ہونے والے بزرگ تھے۔ والد ماجد کا نام زید تھا۔ آپ بڑے عالم اور حضرت
ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ آپ مجاہدے اور ریاضت میں بہت مشغ
رہا کرتے تھے۔ چنانچہ ارادت سے پہلے چالیس سال عبادت اور مجاہدہ میں گذا
آپ دن کو روزہ رکھتے تھے۔ اور تین لقموں سے زیادہ نہ کھاتے۔ جب آپ مر
تو آپ کے پاس سات غلام تھے۔ ساتوں کو آزاد کر دیا اور گھر کا تمام مال
راہ خدا میں درویشوں کو بانٹ دیا۔ آپ نے لعد ازاں کبھی بھی دنیا کی خاطر کو
چیز ہاتھ میں نہ پکڑی۔ اگر کبھی ایسا ہو بھی گیا۔ تو ہاتھ کو اس قدر دھوتے اور
گمان ہوتا کہ ہاتھ کا چمڑا اکھڑ جائے گا۔

آپ نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی فیض حاصل کی
خواجہ کمیل بن زیاد سے بھی خرقہ خلافت پہنا۔ اور خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ
کے خلیفہ اعظم ہوئے۔ آپ سے لوگوں نے پوچھا کیا آپ کسی ایسے شخص کو جانتے
ہیں جو اپنے حال کی وجہ سے لوگوں میں مشغول نہ ہو فرمایا ہاں وہ شخص ابھی آتا ہے
تھوڑی دیر کے بعد عتبہ بن غلام آئے جو خواجہ حسن بصری کے شاگرد رشید تھے
لوگوں نے ان سے پوچھا کیا آپ نے کسی کو راہ میں دیکھا۔ کہا کسی کو نہیں دیکھا حا
وہ بازار کی راہ سے ہی آ رہے تھے۔ آپ لا الہ الا اللہ کا ذکر بہت کیا کر
تھے۔ جہاں کہیں بھی کسی درویش اور فقیر کو پاتے اس کی ملاقات کے لیے جاتے
آپ سلام میں ہمیشہ پہل کرتے۔ خواہ چھوٹا ہو خواہ بڑا۔ سب کی
تعظیم تکریم بجا لاتے۔ اور فرماتے یہ اللہ کے بندے ہیں۔ اور ہم پر واجب ہے کہ

ے بندوں کا ادب کریں۔ آپ کا شمار ان خواجگان اور مشائخ میں ہوتا ہے۔
اپنی محنت اور مشقت سے روزی حاصل کرتے ہیں۔ اور بذریعہ کرامت حاصل شدہ
یز استعمال کرنا درست نہیں جانتے۔
جب رحلت کا وقت قریب پہنچا تو وہ نماز کا وقت تھا۔ آپ میں اتنی
اقت نہ تھی کہ اٹھ سکتے۔ کوئی خادم بھی موجود نہ تھا۔ بارگاہ رب العزت دعا کی۔
ور اٹھ کھڑے ہوئے۔ وضو کیا نماز ادا کی۔ اور انتقال فرمایا۔ تاریخ وفات ۲۷ صفر
٢٨١ھ ہے۔ ایک روایت کے مطابق ٢٧٩ھ ہے آپ کا مزار بصرہ میں ہے۔

ارشاداتِ مقدسہ

۱ درویش خالی ہاتھ خالی شکم اور خالی کیسہ ہوتا ہے۔

۲ جو دوسرے وقت کیلئے کھانے کی چیز رکھتا ہے کم ہمت اور سست
عتقاد ہے۔ وہ توکل کی راہ نہیں جانتا مبتدی ہے منتہی نہیں

۳ درویش وہ شخص ہے جو قول اور فعل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
تابعت کرے۔

۴ مرید کیلئے مناسب ہے کہ اپنے پیر کی متابعت نہ چھوڑے۔ پیر کی متابعت
رسول اللہ کی اور رسول اللہ کی متابعت اللہ کی متابعت ہے۔

۵ اکثر کرامات فریب و ریا کے خطرے سے خالی نہیں ہوتیں

۶ صوفی وہ لوگ ہیں۔ جو اپنی عقل سے سنت نبوی کو خوب سمجھتے ہوں۔ اور
اس پر عمل کرنے کی طرف متوجہ ہوں اپنے آقا سے اپنے نفس کی شرارتوں سے بچنے
کے طلب گار ہوں۔

حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ

آپ تبع تابعین میں سے ہیں۔ آپ کا شمار طریقت کے ان بزرگوں میں ہے جن کی صوفیائے کرام کے تمام فرقے تعریف کرتے ہیں۔ آپ کا وطن مالوف کوفہ تھا۔ بعض خراسان لکھتے ہیں۔ آپ کی ولادت سمرقند میں ہوئی۔ لیکن نشوونما خراسان میں پائی۔ آپ اوائل عمر میں مرو اور باورد کے درمیان راہزنی کیا کرتے تھے۔ اس کام میں بھی میلان طبع نیکی کی طرف تھا جس قافلے میں کوئی عورت ہوتی آپ اس کے پاس تک نہ جاتے جس آدمی کے پاس سرمایہ قلیل ہوتا۔ اس سے کچھ نہ چھینتے ہر شخص کے پاس اس کے گذارہ کیلئے کچھ مال چھوڑ دیتے۔ ایک دفعہ ایک سوداگر مرو سے نکلا۔ اس نے نگہبانی کے طور پر ایک حافظ قرآن کو ہمراہ لیا۔ قاری اونٹ پر بیٹھا ساری رات قرآن شریف پڑھتا رہا یہانتک کہ قافلہ اس مقام پر آ پہنچا جہاں فضیل گھات لگائے ہوئے تھے۔ اتفاق سے قاری یہ آیت پڑھ رہا تھا ألم يأن للذين آمنوا ان تخشع قلوبهم لذكر الله (کیا ایمان والوں کیلئے وہ وقت قریب نہیں آیا کہ ان کے دل ذکر الٰہی سے گڑ گڑا جائیں۔) یہ آیت سن کر رقت طاری ہوئی۔ راہزنی کا شغل ترک کیا۔ جس جس کا مال لوٹا تھا۔ واپس کیا اور ان کو راضی کیا۔ بعد ازاں کوفہ میں آکر حضرت امام ابوحنیفہ کی خدمت میں رہ کر علم حاصل کیا۔ چنانچہ آپ کی روایات بلند اور اہل حدیث کے درمیان بے حد مقبول ہیں۔ تحصیل علوم ظاہری کے بعد درویشوں کی صحبت کا خیال پیدا ہوا۔ اس وقت خواجہ حسن بصری مشہور تھے۔ چنانچہ ان کی زیارت کی غرض سے بصرہ آئے۔ یہاں آکر معلوم ہوا کہ ان کا انتقال ہو چکا ہے لہذا اور درویش کی تلاش ہوئی۔ لوگوں نے کہا یہاں خواجہ حسن کے خلیفہ عبدالواحد ہیں جو مجاہدہ۔ ریاضت۔ مکاشفہ و کرامت میں بے مثل ہیں بہت لوگ

ان کی صحبت اور خدمت کے وسیلے سے اپنے مطلب کو پہنچ گئے۔ چنانچہ آپ ان کی خانقاہ میں آئے۔ اور مرید ہو گئے۔ شیخ نے خلوت میں نفی اثبات کا ذکر ان گنت کرنے کا سبق دیا۔ اور نصیحت کی۔ چون و چرا سے روگردان کر۔ خاموشی اختیار کر ہمیشہ گناہوں کے ماتم میں رہ۔ سب کو اپنے سے بہتر جان

تھوڑے ہی عرصے میں خرقہ خلافت حاصل کیا۔ پانسو رکعت نماز اور رات دن میں قرآن شریف ختم کرنا اپنے لئے لازمی قرار دے لیا۔ آخری عمر میں اپنے اہل و عیال سمیت مکہ معظمہ آ گئے۔ آپ کا ایک لڑکا تھا علی نام۔ اسے کہا عالموں اور عابدوں سے دور کوئی مکان لو کیونکہ ان کے قرب میں کوئی لطف نہیں کیونکہ وہ اگر تجھ میں کوئی لغزش دیکھیں گے تو خوار کریں گے اور اگر کوئی نعمت دیکھیں گے تو حسد کریں گے یہ گروہ لوگوں کو حقارت سے دیکھتا ہے۔

آپ کا صاحبزادہ علی بھی زہد۔ عبادت اور خوف خدا میں اپنے والد سے کم نہ تھا۔ ایک دن مسجد حرام میں چاہ زمزم کے پاس ایک شخص نے پڑھا۔ ویوم القیامۃ تری المجرمین (قیامت کے دن تم مجرموں کو دیکھو گے) یہ آیت سنی ایک چیخ ماری اور جان دے دی

خواجہ فضیل رح قرآن پاک کی تلاوت کو بڑا عزیز جانتے۔ ہمیشہ پلاس پوش رہتے بہت گریہ کرتے۔ راتوں کو قبرستان پھرا کرتے۔ جس دن گھر میں کھانے کیلئے کچھ نہ ہوتا خوش ہو کر سو رکعت نماز ادا کرتے اور فرماتے اللہ کا شکر ہے کہ فقر عطا کیا اور دعا کرتے الہی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل یہ فقر فضیل سے واپس نہ لینا۔ آپ کو عزلت اسقدر پسند تھی کہا کرتے میں اس کا بڑا احسان مانوں جو میری طرف سے گزرے اور سلام نہ کہے اگر بیمار ہوں تو عیادت کو نہ آئے۔

ایک شخص نے آپ سے پوچھا دین کی جڑ کیا ہے۔ فرمایا عقل اور عقل کی جڑ علم اور علم کی جڑ صبر۔ امام احمد بن حنبل نے آپ سے وصیت چاہی۔ فرمایا۔

تابع بن جاؤ۔ اور متبوع بھی رہو کیونکہ یہ فعل پسندیدہ ہے۔ ایک دفعہ آپ وضو کرتے وقت دو دفعہ ہاتھ دھوئے۔ (تین دفعہ سنت ہے) اور نماز ادا کی خواب میں دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مجھے تعجب ہے کہ تیرے وضو میں کمی رہ جائے۔ آپ جاگ اٹھے۔ تازہ وضو کر کے نماز ادا کی۔ اور کفارہ طور پر پانسو رکعت نفل پڑھے۔

ایک دفعہ لوگوں نے آپ کو دیکھا کہ بہت رو رہے ہیں۔ پوچھا کیوں رو رہے ہو فرمایا۔ ان غریب مسلمانوں کے رنج میں جنہوں نے مجھ پر ظلم کیا۔ اور قیامت کو ان سے سوال ہوگا ان کا کوئی عذر نہ چلے گا اور رسوا ہوں گے۔

خلیفہ ہارون رشید تسکین قلب کیلئے مکہ مکرمہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر نصیحت کا طالب ہوا۔ اور نذرانہ پیش کیا آپ نے بادشاہ کو کہا خدا سے ڈر بوڑھے مسلمان کو اپنے باپ کی طرح جوانوں کو اپنے بھائیوں کی طرح اور لڑکوں کو اپنے بیٹوں کی طرح جان۔ ان سے ایسا سلوک کر جیسے گھر میں باپ بیٹے بھائی سے کیا جاتا ہے سارا اسلامی ملک تمہارا گھر اور لوگ تمہارے اہل و عیال ہیں۔ نذرانہ یہ کر قبول نہ کیا کہ میں آپ کو نجات کی طرف بلاتا ہوں۔ اور آپ مجھے بلا میں ڈالتے ہیں۔

آپ کی وفات مکہ معظمہ میں ۳ ربیع الاول ۱۸۷ھ میں ہوئی اور جنت المعلیٰ میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے مقبرہ کے قریب دفن ہوئے۔ آپ کے پانچ خلیفہ تھے۔ (۱) حضرت ابراہیم ادھم (۲) محمد بن یزید شیرازی (۳) خواجہ بشر حافی (۴) شیخ ابی رجا (۵) خواجہ عبداللہ سیاری۔

ارشاداتِ مقدسہ

۱۔ زہد سے رضا بہتر ہے۔ کیونکہ راضی کو اوپر منزل کی تمنا نہیں ہوتی زاہد کو اوپر کی منزل کی خواہش ہوتی ہے۔

۲ ،، جب خدا کسی کو دوست بناتا ہے تو بہت سی مصیبتیں اس پر ٹوٹ پڑتی ہیں۔ خدا کی دوستی کی غایت یہ ہے کہ منع اور عطا اس کے سامنے برابر ہو جائیں

۳ ،، تین چیزوں کی تلاش نہ کرو کیونکہ یہ مل نہیں سکتی۔ (۱) عالم جس کا علم معیار پر اترے اگر ایسے کی تلاش کرو گے تو بے علم رہو گے (۲) مخلص عامل۔ (۳) بے عیب بھائی۔

۴ ،، مجھ کو تین شخصوں پر رحم آتا ہے ایک وہ جو قوم میں معزز تھا ذلیل ہو گیا۔ دوسرا قوم میں تونگر تھا مفلس ہو گیا تیسرے وہ عالم جس سے دنیا کھیلے۔

۵ ،، دو عادتیں خراب کرتی ہیں زیادہ کھانا۔ زیادہ سونا۔

۶ ،، زبان کی حفاظت کرو۔ پوشیدہ جگہ رہ کر دل کا علاج کرو۔ جو کچھ جانتے ہو کرو جو نہیں جانتے ترک کرو۔

۷ ،، جو راہِ آخرت میں سفر کرنا چاہیے اسے چار قسم کی موت قبول کرنا چاہیے۔ سفید موت۔ سرخ موت۔ سبز موت۔ سیاہ موت۔ یعنی بھوک شیطان کی مخالفت۔ واقعات وسعت برداری۔ لوگوں کی عیب جوئی۔

۸ ،، انسان کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوتا۔ جب تک وہ اللہ کے احکام بجا نہ لائے۔ حرام سے نہ بچے۔ قسمت پر راضی نہ ہو۔ ان باتوں کے باوجود ڈرے کہ شاید اس کا ایمان مکمل ہوا ہے کہ نہیں۔

۹ ،، نیک کام کی ترک لوگوں کی خاطر کرنا ریا ہے اور نیک کام لوگوں کے دکھانے کے لئے کرنا شرک ہے۔

۱۰ ،، لوگ جو ایک دوسرے سے چھوٹ گئے تکلفات سے چھوٹ گئے۔ اگر تکلف درمیان نہ رہے تو بے دھڑک ایک دوسرے کو مل سکتے ہیں۔

۱۱ ،، اگر کوئی آدمی اہل بدعت کے ساتھ دوستی کرے تو اس کے نیک عمل ضائع ہو جاتے ہیں۔ اور نورِ ایمان دل سے نکل جاتا ہے۔ اور اگر اہل بدعت کے ساتھ دشمنی رکھے تو وہ بخشا جائیگا۔ خواہ اس کے عمل تھوڑے کیوں

جس راہ سے کوئی بدعتی آتا ہو۔ اس راہ کو چھوڑ دینا چاہیے۔

۱۲: اگر کوئی سوال کرے کہ مجھے خدا سے محبت ہے تو خاموش ہو کیونکہ اگر انکار کیا تو کفر لازم آئے گا۔ اگر تائید کی یہ محبان الٰہی کے طریق خلاف ہے۔

حضرت خواجہ ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ

آپ امیر الامر سالک ہیں۔ آپ کی کنیت ابو اسحاق ہے والد کا نام ادہم۔ آپ بلخ کے بادشاہ تھے۔ ایک روز شکار کھیلتے کھیلتے ایک ہرن کے تعاقب میں گئے۔ ہرن نے مڑ کر دیکھا ایک آواز سنائی دی۔ الِهٰذَا خُلِقْتَ اَوْ بِهٰذَا اُمِرْتَ۔ (کیا تم اسی کام کیلئے پیدا کئے گئے ہو یا اس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے) اس بات نے دل پر وہ اثر کیا کہ اللہ کے حضور میں توبہ کی اور امور سلطنت ترک کر کے زہد و ورع کا طریقہ اختیار کیا۔ تمام غلاموں کو آزاد کر دیا۔ ظاہری علوم حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا۔ اور باطنی تعلیم حضرت فضیل بن عیاض، حضرت سفیان ثوری اور حضرت امام باقر سے حاصل کی۔ چنانچہ خرقہ خلافت حضرت فضیل سے پہنا اور حضرت امام باقر نے بھی آپ کو خلافت عطا کی۔ آپ تیس سال تک متوکل رہے اور کسی کی طرف رجوع نہیں کیا۔ چالیس سال تک میوہ نہیں کھایا۔ اور نفس کی آرزو پوری نہ کی۔ حضرت خضر علیہ السلام نے آپ کو اسم اعظم سکھایا۔

آپ محدثین میں محدث اور فقراء میں اہل ولایت ہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہ باوجود استاد ہونے کے آپ کو "سیدنا" سے مخاطب کرتے اور فرماتے ہم امور دنیوی بھی حصہ لیتے ہیں۔ اور یہ ہر وقت باغ عبادت کی گل چینی

میں رہتے ہیں۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ ابراہیم گروہ فقرا کے تمام علوم کی کنجی ہیں۔ توبہ کرنے کے بعد ایک دفعہ بصرہ میں کھجوریں خریدیں۔ ایک کھجور گری ہوئی تھی اٹھائی اور اپنی سمجھ کر کھالی۔ چالیس دن تک عبادت میں مزہ نہ پایا سمجھ گئے کہ کھجور میری نہ تھی۔ لہذا آئندہ سے کھانے پینے میں بڑی احتیاط کرنے لگے۔ اور ساری عمر اپنے کسبِ حلال سے ہی کھایا پیا۔ اسی لئے آپ کا شمار بھی ان اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔ جو آپ محنت مزدوری کر کے گذر اوقات کرتے اور مریدوں پر خرچ کرتے۔

ایک دفعہ باغ کی نگرانی پر مامور ہوئے۔ ایک دن باغ کا مالک آیا اور شیریں انار لانے کیلئے کہا۔ آپ تعمیل حکم میں چند انار توڑ لائے۔ مالک نے انار چکھے ترش نکلے کہنے لگا اس باغ میں رہتے ہوئے اتنی مدت گذار دی ابھی تک ترش اور شیریں میں تمیز نہ کر سکے۔ آپ نے جواب دیا باغ میرے حوالے اسلئے ہے کہ چوکیداری کروں نہ کہ انار چکھوں اور ترش میٹھے دیکھوں مالک نے کہا میں نے معلوم کر لیا ہے کہ آپ ابراہیم ادہم ہیں اور ہو ہیں سکتے جب آپ نے یہ سنا تو باغ کی چوکیداری چھوڑ کر بھاگ گئے۔

آپ کا معمول تھا کہ اشیاء مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد خریدتے ایک دفعہ آپ کو دیر ہوگئی اور مریدوں کے پاس بہت دیر سے پہنچے۔ مرید کچھ کھائے پی کر بدول انتظار سو گئے۔ آپ نے خیال کیا کہ بچارے بھوکے سو گئے ہیں خود کھانا پکانا شروع کیا۔ آگ کاہنے کیلئے پھونکی تاکہ زیادہ ہو جاتی اس میں آپ نے بہت تکلیف اٹھائی۔ دفعتہً ایک مرید کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے عرض کیا حضور اس وقت آپ کیا کر رہے ہیں فرمایا میں سمجھا کہ آپ سب بھوکے سو گئے ہونگے کھانا پکا رہا ہوں کہ جب اٹھو کھانا کھالو۔ آپ کا عوام کیساتھ یہ سلوک تھا کہ جو آپ کو اذیت دیتا آپ اس کے حق میں دعائے خیر فرماتے۔ ایک شخص نے آپ سے پوچھا کبھی آپ کو اپنی مراد بھی حاصل ہوئی ہے۔ فرمایا ہاں ایک دفعہ میں کشتی میں بیٹھا تھا

کوئی مجھے نہ جانتا تھا۔ میرے کپڑے پھٹے ہوئے تھے۔ ایک مسخرا بار بار میرے سر کے کھینچتا اور ذلیل کرتا۔ میں اپنے نفس کی ذلت پر خوش ہوتا تھا یہ خوشی انتہا کو پہنچی جب مسخرے نے مجھ پر پیشاب کر دیا۔ دوسری مرتبہ سخت بارش میں میں ایک پہنچا سردی سخت لگ رہی تھی بدن کے کپڑے تر ہو رہے تھے۔ ایک مسجد میں گیا لوگوں نے وہاں نہ رہنے دیا۔ دوسری مسجد میں گیا وہاں سے نکال دیا گیا۔ تیسری میں گیا وہاں بھی نہ رہنے دیا عاجز ہو گیا سردی نے غلبہ کیا ایک حمام کی بھٹی میں گھس گیا اپنا دامن آگ پر تان دیا دھواں نیچے سے ہو کر اوپر نکل آیا۔ میرا کپڑا اور ہاتھ منہ کالا ہو گیا۔ اس رات بھی میں اپنی مراد کو پہنچا۔

آپ فرماتے ہیں میں نے ایک دفعہ ایک پتھر راستے میں دیکھا اس پر لکھا تھا مجھے الٹ کر پڑھو۔ میں نے اس کو پلٹا یہ لکھا پایا۔ "انت لا تعمل بما تعلم فکیف تطلب علم ما لا تعلم" (تو جانی پہچانی چیز پر عمل نہیں کرتا پس تو کیسے اس چیز کو ڈھونڈتا ہے جو تو نہیں جانتا۔ یعنی جسے تو جانتا ہے اس پر عمل کر تاکہ اس کی برکت سے نا معلوم کو معلوم

دوران سفر میں ایک بار ایک صحرا سے آپ کا گذر ہوا۔ چند اولیائے دو خدا کے جوانمرد اپنے حال میں مستغرق بیٹھے دیکھے آپ بھی ان میں جا بیٹھے اور مشغول مراقبہ ہوتے۔ خواجہ نے از راہ کشف معلوم کیا کہ ایک جہاز طوفان سے دو چار ہے اور غرق ہونے کے قریب ہے۔ اہل جہاز گریہ زاری میں ہیں۔ از راہ رحم جی جلد آیا اور باطنی طور پر جہاز کی مدد کی اور طوفان سے سلامت نکال دیا۔ اولیاء اللہ باہم بولے یہ فضولی ہم میں سے کس نے کی سب نے انکار کر دیا خواجہ نے کہا صاحبو! مجھے ایسا آیا کہ صبر نہ ہو سکا میں نے یہ کام کیا ہے انہوں نے کہا سنو صاحب اللہ تعالیٰ کو خود اس جہاز کا بچنا منظور تھا اگر ڈوبنا ہوتا تو تمہاری ہمت سے کیا ہو سکتا تھا تم نے دخل دے کر مفت الزام اپنے ذمہ لیا۔ تمہاری صحبت راس نہ آئے گی یہ کہا اور غائب

ایک دفعہ رات کو خواب میں دیکھا جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ ان کے پاس ایک کتاب ہے کتاب میں خدا کے مقرب بندوں کے نام درج ہیں جبرئیل علیہ السلام

سے پوچھا کیا میرا نام ان میں ہے اس نے جواب دیا نہیں۔ آپ نے کہا خدا کے بندوں کو دوست رکھتا ہوں۔ اگلی رات پھر خواب دیکھا کہ جبرئیل خدا کے مقرب بندوں کی فہرست لاتے ہیں اور مجھے دکھایا کہ میرا نام سر فہرست ہے۔ خدا اسے دوست رکھتا ہے جو خدا کے بندوں کو دوست رکھے۔

حضرت حذیفہ مرعشیؒ سے لوگوں نے پوچھا کہ حضرت ابراہیم ادہم سے کیا عجیب بات دیکھی تم ان کی صحبت میں کتنی مدت رہے ہو انہوں نے کہا کہ مکہ معظمہ کی راہ میں ہم دونوں بھوکے رہے جب کوفہ پہنچے تو مجھ پر بھوک کا اثر زیادہ ہوا خود جب سے فرمایا بھوک کے باعث تم میں ضعف ہو گیا ہے۔ میں نے کہا ہاں فرمایا قلم دوات اور کاغذ دو۔ میں نے تینوں چیزیں حاضر کر دیں۔ آپ نے ایک رقعہ لکھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اے وہ کہ تو ہی ہر حال میں مقصود ہے سب کا اشارہ تیری ہی طرف ہے میں تیرا ثناگر ذاکر اور ثناخواں ہوں۔ میں ننگا بھوکا پیاسا ہوں تین چیزیں ثنا۔ ذکر شکر جو میرا حق ہے ان کا میں ضامن ہوں تین چیزیں بھوکا ننگا۔ پیاسا تیرا حق ہے تو اس کا ضامن رہ۔ رقعہ مجھے دے کر کہا باہر جا دل کسی سے نہ لگا۔ جسے دیکھنا اسے یہ رقعہ دے دینا میں باہر آیا ایک اونٹ سوار کو دیکھا اسے رقعہ دیا۔ وہ رقعہ پڑھ کر رونے لگا۔ اور پوچھا رقعہ لکھنے والا کہاں ہے۔ میں نے کہا مسجد میں ہیں اس نے چھ سو دینار کی تھیلی مجھے دی میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے پتہ چلا نصرانی ہے حضرت کی خدمت میں آیا سب حال سنایا حضرت ادہم نے فرمایا تھیلی کا مالک آیا ہی چاہتا ہے وہ نصرانی آیا حضرت کے قدم چومے۔ اور ایمان سے مشرف ہوا۔

آپ نے پیدل چل کر بہت حج کیے پچاس برس حرم کعبہ کی مجاورت کی اتنی مدت میں چاہ زمزم سے پانی نکال کر نہیں پیا کیونکہ پانی نکالنے کا ڈول شاہی خرچ سے تیار ہوتا تھا۔ یہ آپ کے زہد کا عالم تھا

خلیفہ معتصم باللہ نے ایک دفعہ آپ سے سوال کیا کہ آپ کا کاروبار کیا ہے؟ فرمایا دنیا۔ دنیا چاہنے والوں کے حوالے۔ عاقبت۔ عاقبت کے شیدائیوں کے

سپرد۔ میں نے اپنے لیے ذکرِ الٰہی مخصوص کیا ہے اور آخرت میں خدا کا دیدار چاہتا ہوں

آخری زمانے میں مصیبت میں آہ و زاری کرنا تو درکنار جزع فزع سننا گوارا نہ کرتے۔ ایک دفعہ ایک جگہ سے گزرے۔ رونے چلانے کی آواز سنی کانوں میں قلعی ڈلوالی اور بہرہ ہو گئے آپ نے فرمایا مجھے کوہ لبنان میں مردانِ خدا نے وصیت کی کہ جب کیطرف جاؤ یہ نصیحت کرو۔ بسیار خور عبادت کی لذت نہیں پاتا۔ بہت سونے والے کی عمر کم ہوتی ہے لوگوں کا رضا جو حق کا رضا جو نہ ہو سکے گا۔ باتونی اور غیبت کرنے والے مسلمانوں کے دین پر نہیں۔

آپ کا دستور تھا کہ پہلے مرید کو دنیا سے الگ رہنے کا اشارہ کرتے پھر کسب کا حکم دیتے پھر کسب ترک کر کے توکل صحیح کرنے کا اشارہ کرتے تاکہ صدق و یقین حاصل ہو۔ پھر جنگل میں جانے کیلئے کہتے تاکہ سچا توکل اور خدا پر بھروسہ ہو۔

آپ نے ۲۶ جمادی الاول ۱۹۲ھ میں انتقال فرمایا۔ مدفن جبلہ شام ہے۔ آپ کے دو خلیفہ ہیں۔ خواجہ حذیفہ المرعشیؒ خواجہ شفیق بلخیؒ

اِرشاداتِ مقدسہ

۱ عارف کا کام تفکر کرنا۔ ہر شے سے سبق لینا۔ اور خدا کی حمد و ثنا کرنا

۲ اللہ تعالیٰ کو دوست بناؤ۔ لوگوں کے درمیان رہتے ہوئے تنہا رہو

۳ خدا کی رحمت اسوقت نازل ہوتی ہے جب سالک کے دل پر سے یہ حجاب دور ہو جائیں۔ یعنی چیز ملنے پر خوشی کا اظہار نہ کرنا۔ اور چلے جانے پر غم نہ کرنا کیونکہ ایک سے حرص بڑھتی ہے اور دوسرے سے غصہ۔

۴ : جب تک منازل اربعہ طے نہ ہوں۔ آدمی صالح نہیں ہوتا۔ ترکِ نعمت و اختیارِ محنت۔ ذلت لازم کرنا۔ ترکِ راحت نہ سونا

۵ : اپنا مقصود طلب کر یہ ضروری نہیں کہ تو راتوں کو جاگتا ہے اور دن کو

کو روزے رکھے۔

۶ تمام مخلوق کی عزت کرنا۔ اسے اپنے سے اچھا جانتا۔ اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کرنا۔ ہر وقت اللہ کی طرف نگاہ رکھنا۔ خلق خدا سے مہربانی سے پیش آنا۔ تصوف ہے۔

۷ جس کا دل تین حال میں خدا کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ اس پر رحمت کا نزول نہیں ہوتا۔ اول تلاوت قرآن کے وقت۔ دوم نماز کے وقت۔ سوم حمد کے وقت

۸ جو عمل آج تم پر زیادہ شاق ہے کل میزان میں زیادہ وزنی ہوگا۔

۹ ایک دفعہ لوگوں نے پوچھا حضرت ہم دعا کرتے ہیں قبول نہیں ہوتی فرمایا اس کا سبب یہ ہے کہ تم نے خدا کے رسول ﷺ کو پہچان تو لیا۔ مگر اس کی سنت کی پیروی نہیں کرتے۔ تم نے قرآن کو جانا مگر اس کی طلب نہیں کرتے دوزخ کو جانا مگر خوف نہیں کرتے۔ شیطان کو جانا مگر اس کے ساتھ لڑائی نہیں کرتے بلکہ موافقت کرتے ہو۔ موت کو معلوم کیا مگر اس کی تیاری سے گریز کرتے ہو۔ ہر دن کو دفن کرتے ہو۔ مگر عبرت حاصل نہیں کرتے۔ اپنے عیبوں کو دیکھتے نہیں ہو۔ اور دوسروں کی عیب جوئی کرتے ہو

۱۰ باطل کی طرف کثرت سے دیکھنا دل سے معرفت الٰہی کو دور کر دیتا ہے

۱۱ آپ سے اسم اعظم کی بابت پوچھا گیا فرمایا معدے کو لقمہ حرام سے پاک رکھو دل کو دنیا کی محبت سے خالی کرو۔ تو جو اسم پڑھو گے وہی اسم اعظم ہے

حضرت خواجہ حذیفۃ المرعشی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مشائخ کے دلوں کے سرور اور باطنوں کے نور ہوتے ہیں۔

اسم گرامی سدید الدین ہے۔ مرعش جو دمشق کے نواح میں ایک گاؤں ہے کے رہنے والے ہیں۔ آپ نے ۹ سال کی عمر میں قرآنِ مجید حفظ کر لیا۔ اور تجوید میں وہ کمال حاصل کیا کہ آپ ساتوں قرأتوں کے قاری ہوتے ہیں۔ قرآن مجید کا ایک ختم دن کو اور ایک ختم رات کو کرتے۔ پھر درویشی کی دھن لگی۔ سفر اختیار کیا۔ مختلف بزرگوں کی زیارتیں کیں۔ چنانچہ فضیل بن عیاضؒ خواجہ بایزیدؒ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ انہوں نے ابراہیم ادہم کی خانقاہ کا راستہ بتایا۔ آپ گئے اور ان کے مرید ہو گئے۔ کچھ عرصہ بعد خرقۂ خلافت پہنایا۔ اور خانقاہ میں اپنا جانشین مقرر کیا۔

آپ کو کشفِ ارواح حاصل تھا جس قبر پر جاتے اس کا بھید معلوم کر لیتے۔

آپ ایک دفعہ جناب رسالت مآب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مطہرہ پر گئے کشفِ روح پر فتوح سے مشرف ہوئے عرض کی یا حضرت ڈرتا ہوں کہ مجھے تیری آگ جلائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشخبری دی کہ اے حذیفہ تو میرے ساتھ بہشت میں پاؤں رکھے گا۔ اور تجھ سے محبت کرنے والے بھی تیرے ہمراہ ہوں گے۔

آپ ہمیشہ روتے رہتے تھے۔ لوگوں نے اس قدر گریہ کا سبب پوچھا فرمایا میں نہیں جانتا کہ کونسے گروہ میں سے ہوں بہشتی یا دوزخی۔ ایک شخص نے آپ سے کہا اے خواجہ جب آپ کو اپنی حالت ہی معلوم نہیں کہ آپ کونسے گروہ سے ہیں۔ بہشتی یا دوزخی تو پھر لوگوں کو بیعت کر کے ان کی راہ کیوں مارتے ہو۔ آپ نعرہ مار کر بے ہوش ہو گئے۔ آپ کے چہرہ پر پانی کے چھینٹے دیئے ہوش میں آئے تو ایک آواز سنائی دی جو تمام حاضرین نے صاف صاف سنی۔ اے حذیفہ ہم نے تم کو برگزیدہ کیا۔ آپ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بہشت میں داخل ہوں گے۔ اور جو تجھ سے محبت کریگا ہم اس کو بھی بخش دیں گے۔ کہتے ہیں کہ اس دن تین سو کافر مشرف باسلام ہوئے۔ آپ نے ۱۷ سال سجادہ سے قدم نہ اٹھایا۔ اور کہیں تشریف نہیں لے گئے لیکن اکثر لوگ کہا کرتے تھے کہ ہم نے آپ کو بیت المقدس اور خانہ کعبہ میں دیکھا ہے۔

آپ درویشوں سے مل کر بیٹھتے فقیروں سے محبت اور امیروں سے اعراض کرتے اور فرماتے صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ اگر امیر کا اثر ہوا تو میرا کام خراب ہو گیا۔ اور میں درویشوں میں شرمندہ ہونگا۔ اگر کوئی میری صحبت میں رہنا چاہتا ہے۔ تو دنیا ترک کر کے درویشی اختیار کرے۔ اگر کوئی دنیا ترک کر کے آتا تو چالیس دن تک اس کا چہرہ نہ دیکھتے اور نہ ہی اسے اپنے پاس آنے دیتے اور فرماتے کہ چالیس دن تک دنیا کی بو نہیں جاتی۔ بعد ازاں اس سے بغل گیر ہوتے اور فرماتے اے ولی اللہ۔ اللہ تجھے دوست رکھتا ہے۔

اپنے دوست کے عیب کو اس پر واضح کرنا ضروری سمجھتے تھے۔ چنانچہ حضرت نے یوسف اسباط کو خط لکھا کہ میں نے سنا ہے تو نے اپنا دین دو حبّوں میں فروخت کر دیا ہے یعنی بازار میں تم نے کسی چیز کی خریداری کی مالک نے کہا یہ چیز ایک دانگ کی ہے تو نے کہا دو حبّوں کی اس نے تیری پرہیزگاری اور بزرگی کو مدنظر رکھتے ہوئے دو حبّوں کو دے دی۔ غفلت کا نقاب سر سے اتار۔ بیدار ہو۔

آپ نے سلوک کے متعلق کئی رسالے لکھے ہیں۔ آپ کے مشہور خلیفہ خواجہ امین الدین ہیں۔ وفات ۲۴، ۲۵ شوال ۲۵۲ھ میں ہوئی۔ مزار مبارک بصرہ میں ہے

ارشاداتِ مقدسہ

۱۔ جو درویش ہر روز کھاتا ہے اسے ہر روز قضائے حاجت ہوتی ہے اور اسی قدر وہ یادِ الٰہی سے باز رہتا ہے۔ اگرچہ عاشق کا دل ذکر الٰہی میں مشغول رہتا ہے لیکن زبان سے ذکر نہیں کر سکتا۔

۲۔ جس درویش کو کوئی دنیوی شغل ہو اس سے کنارہ کرنا چاہیے۔

۳۔ اگر خدا سے ہمکلام ہونا چاہتے ہو تو تلاوت قرآن مجید کرو۔

۴۔ جو کامل درویش کی خدمت کرتا ہے کامل ہو جاتا ہے

۵ ۔ درویش کو خالی ہاتھ۔ خالی شکم اور خالی کھیسہ اور خالی دل ہونا چاہئے
۶ ۔ کوئی آدمی خود بخود مشاہدہ کے مرتبہ کو نہیں پہنچتا۔ وسیلہ سے پہنچ سکتا ہے
۷ ۔ اپنے آپ کو بدکاروں اور بے عقلوں سے دور رکھو۔ کیونکہ جب تم ان کی طرف رُخ کرو گے تو وہ سمجھیں گے کہ تم ان کے افعال سے خوش ہو۔
۸ ۔ اخلاص یہ ہے کہ آدمی کے افعال ظاہر باطن میں یکساں ہوں۔

حضرت خواجہ ابی ہبیرہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ اولیائے وقت کے مقتدا اور صوفیائے عصر کے پیشوا تھے۔
آپ کا نام نامی خواجہ امین الدین ہے۔ کنیت ابو ہبیرہ حضرت حذیفہ المرعشی کے خلیفۂ اعظم ہیں۔ بصرہ کے رہنے والے۔ آپ کا شمار بھی ان مشائخ میں ہوتا ہے جو خود محنت کر کے اپنی گذران کرتے۔ اور نذرانے قبول کرنے سے بچتے چنانچہ آپ قرآن شریف۔ کتب احادیث و فقہ وغیرہ لکھ کر جو آمدنی حاصل کرتے اسی سے گذر اوقات کرتے۔ تیس سال تک آپ روزہ دار رہے اور خلوت میں نفی اثبات کے ذکر میں مشغول رہتے اور دعا کرتے الٰہی مجھے وہ راہ دکھا جس سے میں تجھ سے مل سکوں۔ ایک دن معلوم کیا کہ کوئی کہہ رہا ہے اے ہبیرہ خلوت گزینی ترک کر میرے ایک بندے حذیفہ المرعشی کی خدمت کر اور اس سے راہ سلوک طے کر تجھے اس کے وسیلہ سے قرب کا درجہ حاصل ہوگا۔ اور تو اپنے مطلب کو پہنچ جائیگا۔ پس آپ نکلے اور حذیفہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے انہوں نے بھی نور باطن سے معلوم کر لیا۔ کہ یہ بزرگ آدمی ہے۔ اہل مجاہدہ اور صاحب ریاضت ہے۔ اللہ کا دوست ہے بڑی محبت اور تعظیم سے پیش آئے اور فرمایا تیس سال تونے مجاہدہ کیا۔ مشاہدہ کے درجہ کو

پہنچا۔ اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ تو نے یادِ الٰہی از خود کی۔ کسی کے فرمانے سے نہ کی۔ اگر کسی کے سنگ لگ کر کی ہوتی پورا پورا اثر ہوتا۔ آپ مرید ہو گئے۔ جو شغل فرمایا گیا انہوں نے کیا ایک ہفتہ کے اندر اندر قرب وانس کے مرتبہ پر پہنچ گئے۔ مشاہدہ حاصل ہو گیا۔ پیر نے خرقۂ خلافت پہنا دیا۔

آپ کی عمر سو سال تھی اور بعض ۱۲۰ سال کہتے ہیں۔ ۷ یا ۸ شوال ۲۸۷ھ میں وفات پائی۔ مرقد مبارک بصرہ میں ہے۔

ارشاداتِ مقدسہ

۱ :- بغیر وسیلہ پیر مشاہدہ نہیں ہوتا۔

۲ :- درویش کو دیوانہ بن کر یادِ الٰہی میں مشغول ہونا چاہیے۔

۳ :- درویش کے نزدیک تعریف و گالی برابر ہوتی ہے۔

۴ :- ایمان کی سلامتی فقر میں اور کفر کا خطرہ دولتمندی میں ہے۔

۵ :- امراء کا کھانا درویش کے لئے زہر ہلاہل ہے۔ اور فقر کا کھانا دولتمند کے لئے تریاق ہوتا ہے۔

حضرت خواجہ ممشاد علو رحمۃ اللہ علیہ

آپ عراق کے شیخ المشائخ ہوئے ہیں۔ مادر زاد ولی تھے۔ بچپن میں ماں کا دودھ دن کے وقت نہ پیتے تھے۔ رات کو پیتے تھے۔ سات آٹھ سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا۔ قرأت سیکھی چنانچہ جب آپ قرآن پڑھتے تو چلتے لوگ کھڑے ہو جاتے۔ فقہ حدیث اور تفسیر پڑھنے کے بعد درویشی کا شوق۔ دامن گیر ہوا

ایک عرصہ تک سیاحت کی۔ آخر خواجہ ابی ہبیرہ بصریؒ کی صحبت میں قلبی لذت
محسوس کی اور ان کے مرید ہوگئے۔ گھر کا تمام سامان اور دس ہزار اشرفیاں خیرات کر
دیں اپنے پاس کچھ نہ رکھا۔ دن کے وقت کھانا پینا ترک کر دیا۔ رات کو کچھ تناول
فرماتے۔ ریاضت اور مشاہدات میں مرتبہ عظیم حاصل کیا۔ تو شیخ نے خرقہ
خلافت پہنایا۔ نفی اثبات کا ذکر یا قرآن شریف کی تلاوت ۲۴ گھنٹے کا معمول
ہوگیا۔ صرف قیلولہ کرتے اور چارپائی پر لیٹنا ترک کر دیا۔ آپ نے حضرت جنید
سے بھی خلافت حاصل کی۔ اور دینوری میں خانقاہ بنائی اور ارشاد کا سلسلہ
شروع کیا۔

ابو عامر حضرت ممشاد کے شاگرد کہتے ہیں۔ کہ ایک دن میں حضرت
کی خدمت میں بیٹھا تھا ایک جوانمرد دروازے میں سے داخل ہوا۔ اور مہمانی
کی اجازت مانگی۔ حضرت نے فرمایا کیا تو صوفیوں کو اپنے گھر لے جا سکتا ہے وہ
ہا لیکہ بازار بیچ نہ پڑے شیخ بہانہ چاہتے تھے دعوت قبول نہ کی جب وہ شخص
باہر چلا گیا یاروں نے حضرت سے کہا آپ نے کبھی ایسا نہیں کیا یہ کیا بات ہوئی
شیخ نے کہا وہ انہیں جوانمردوں میں سے تھا اس کو دنیا مل گئی ہے۔ اور یہ بات اس
سے جاتی رہی ہے۔ اب کچھ خرچ کر کے اپنا کھویا ہوا سرمایہ حاصل کرنا چاہتا
لیکن جب تک اس کی محبت دل سے نہ نکالے گا فقیری آنے کی نہیں۔

آپ اپنی خانقاہ کا دروازہ ہمیشہ بند رکھتے تھے۔ اگر کوئی مسافر آتا
تو اس سے سوال کرتے کہ تم مقیم ہو یا مسافر اگر کوئی اپنے آپ کو مقیم ظاہر کرتا
تو دروازہ کھول دیتے۔ اور مسافر سے کہتے تم چند دن رہ کر چلے جاؤ گے۔ اور
ہم فراق میں تڑپتے رہ جائیں گے۔ لہٰذا تمہارے لیے میری خانقاہ میں جگہ نہیں

جب آپ کسی کو مرید کرنا چاہتے تو پہلے آپ مراقبہ کرتے۔ اور
اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے۔ جب آواز آجاتی کہ اے ممشاد یہ تیرا مرید ہے اس
کو مرید کر لے پھر آپ مرید کرتے۔

آپ اپنے پیروں کا عرس کرتے اور عرس کے روز سماع کی محفل منعقد کرتے۔ بے شمار لوگ جمع ہوتے جو کچھ موجود ہوتا سب کو برابر تقسیم کرتے۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا حضرت آپ صرف عرس کے دن سماع سنتے ہیں اس میں کیا بھید ہے۔ فرمایا ہمارے پیروں نے سماع سنا ہے۔ نیز عید کے دن۔ فرزند پیدا ہونے کے دن اور سفر سے واپسی پر اور شادی کے وقت گیت گانا درست ہے۔ لقمان خدمس رہوا ہے سننا جائز نہیں نہ شریعت میں نہ طریقت میں۔ آج عرس کا روز ہے ہمارے پیروں کو آج کے دن دوست سے وصل نصیب ہوا۔ اس لئے خوشی کا دن ہے اور ہم سماع سنتے ہیں۔

آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ اس سماع کا انکار کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ میں اس کا منکر نہیں۔ مگر انہیں کہہ دو کہ سماع سے پہلے قرآن مجید کی تلاوت سے اس کا افتتاح کریں۔ اور اس کے بعد بھی قرآن پڑھیں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ وہ مجھے تکلیف دے کر خوش ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے ابو علی تم ان باتوں کو برداشت کرو۔ کیونکہ وہ تمہارے مخالف ہیں اس کے بعد آپ فخریہ کہتے تھے۔ کہ آپ نے مجھے کنیت عطا کی۔

وفات کے وقت لوگوں نے آپ سے پوچھا آپ کو کیا مرض ہے فرمایا مجھ سے مرض پوچھتے ہو۔ لوگوں نے کہا کلمہ پڑھیئے آپ نے دیوار کی جانب منہ پھیر کر فرمایا میں تمامتر تجھ میں فانی ہو گیا ہوں اور جو تجھے دوست رکھے اسکی یہی جزا ہے سکرات موت میں ایک مرید نے کہا اے خدا ہمارے پیر کو بہشت روزی کر خواجہ نے آنکھیں کھولیں۔ اور کہا اے نامرد برسوں سے بہشت پیش کرتے ہیں میں اس کو گوشہ چشم سے بھی نہیں دیکھتا۔ اب خود کیونکر جاؤں۔ آپ نے ۱۰ محرم ۲۹۸ھ میں انتقال فرمایا مزار مبارک دینور میں ہے جو بغداد اور ہمدان کے درمیان قصبہ ہے۔

ارشاداتِ مقدسہ

۱ ایک روز کسی نے دعا کیلئے التجا کی۔ فرمایا جاؤ کوچہ الٰہی میں بیٹھ جاؤ۔ تاکہ ممشاد کی دعا کی حاجت ہی نہ رہے۔ اس نے کہا وہ کوچہ کہا[ں] فرمایا جہاں تو نہ ہو۔

۲ مرید کا ادب یہ ہے کہ مشائخ کی عزت کرے۔ بھائیوں کی [illegible] کرے تمام شکوک سے دست بردار ہوکر آداب شرعی کا خیال رکھے۔ نف[س] کی موافقت نہ کرے۔

۳ خلوصِ دل سے اللہ تعالیٰ ہی کا محتاج رہنا معرفت ہے۔

۴ معرفت تین طرح سے حاصل ہوتی ہے۔ ۱۔ امور میں فکر کرے کہ کیسے [illegible] ہو رہے ہیں۔ دوم تقدیر میں غور کرنا کہ انہیں کسطرح مقدر کیا۔ سوم خلق میں غور کرنا کہ کس طرح پیدا ہوئی۔

۵ بت کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ بعض کیلئے نفس بعض کیلئے اولا[د] بعض کی بیوی بعض کیلئے مال۔ بعض کیلئے تجارت بعض کیلئے نماز روزہ۔ ہر کسی نہ کسی کی پوجا میں لگا ہے۔

۶ فقیر کو چاہیئے کہ جب اس پر بھوک غلبہ کرے تو نماز میں مشغول ہو جائے۔ اگر اخلاص نہ ہو تو روزہ رکھے۔ فقیر کو خدا اپنی حال سے خالی نہیں رکھتا۔ روزی دے یا قوت برداشت دے یا موت دے۔

۷ جمع یہ ہے کہ توحید میں خلق کو جمع کر دیا گیا ہے۔ اور تفرقہ یہ ہے کہ شریعت میں ان کو متفرق کر دیا گیا ہے۔

حضرت شیخ شرف الدین ابو اسحاق شامی چشتی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اہل دین اور صاحب سماع بزرگوں میں سے ہیں ریاضت مشاہدہ سے اعلیٰ مراتب پر پہنچے۔ آپ کا وطن شام ہے لیکن آپ چشتی مشہور ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب آپ خواجہ ممشاد کی خدمت اقدس میں بغداد حاضر ہوئے تو خواجہ صاحب نے نام دریافت کیا انہوں نے کہا ابو اسحاق شامی۔ خواجہ صاحب نے فرمایا لوگ تمہیں ابو اسحاق چشتی کہیں گے۔ اور جو تیرے ساتھ پیوند رکھے گا قیامت تک لوگ اس کو بھی چشتی کہیں گے۔ بعد ازاں خرقہ خلافت پہنا کر چشت بھیج دیا۔ جب آپ نے یہاں آکر قیام کیا تو احمد ابدال چشتی نے دیکھا۔ آپ کی صحبت میں رہنے لگا۔ چنانچہ آپ نے سلوک کے تمام مراحل طے کرائے۔ اس جگہ آپ نے ایک عظیم الشان سلسلہ چشتیہ کی داغ بیل ڈالی۔ اور چشت ایک روحانی مرکز بن گیا

آپ جب مجلس سماع قائم فرماتے تو حاضرین کو تواجد ہو جاتا۔ تمام در و دیوار ہلنے لگتے۔ آپ کسی دولت مند اور دنیادار کو سماع میں آنے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ اور اگر کوئی دولت مند یا دنیادار حاضر ہوتا تو فوراً تائب ہو کر سارا مال و اسباب فقیروں کو دے کر درویش اہل دین ہو جاتا۔ اگر تائب نہ ہوتا تو ایسا بیمار ہو جاتا کہ کسی علاج سے صحت نہ پاتا۔ اس خوف کے مارے کوئی ان کی مجلس میں نہ جاتا۔

آپ سے دریافت فرمایا گیا کہ آپ اپنی مجلس سماع میں دنیا داروں کو کیوں نہیں آنے دیتے فرمایا اہل سماع اہل لطافت ہیں۔ اور دنیا دار اہل کثافت لطافت اور کثافت ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اور ضدین کا جمع ہونا محال ہے۔ سماع کیلئے دل جمعی کا ہونا ضروری ہے دنیا داروں کے دل کا تفرقہ اہل سماع کے

تفرقہ کا باعث ہوتا ہے۔

جب آپ سماع سننا چاہتے تو تین روز پہلے قوالوں کو اطلاع دے یاروں کو فرماتے تیار ہو جاؤ ہم سماع سننا چاہتے ہیں۔ آپ کے یار دو طی تین طی اور چار طی کرتے اور قوال تائب ہو جاتے۔ اور نازیبا حرکت سے آپ کو باز رکھتے۔ جب آپ سماع سنتے جو مریض مجلس میں آتا فوراً شفا

ایک دفعہ بارش کی سخت قلت ہوئی۔ لوگ گھبرا اٹھے اور مرنے خلیفہ وقت نے آپ کی طرف توجہ کی اور کہا آپ جیسے مخدوم کے ہوتے ہوئے بارش کیوں ہو۔ آپ کی دعا مقبول ہے۔ دعا کریں کہ بارش ہو۔ آپ نے فرما قوالوں کو بلاؤ چند روز سے ہم نے سماع نہیں سنا۔ جب سماع کے وقت ہمارے آنکھوں سے پانی نکلے گا۔ اسی وقت بارش ہوگی۔ مجلس سماع قائم ہوئی خلیفہ مجلس سے چلے جانے کو کہا تھوڑے وقت کے بعد آپ رونے لگے۔ تو بارش ہونے لگی۔

آپ کی وفات ۱۴ ربیع الثانی ۳۲۹ھ میں ہو مزار شریف عکہ میں ہے یہ بلادِ شام کا ایک قریہ ہے۔

ارشاداتِ مقدسہ

۱ کسی دنیا دار کی صورت دیکھنا گناہ ہے۔

۲ جس کو اللہ تعالیٰ محرم اسرار بناتا ہے اس کو بھوکا رہنے کی توفیق عنایت فرماتا ہے۔

۳ درویش وہ ہے جو تمام اسباب سے الگ ہو جائے۔ اور کوئی چیز کی ملکیت نہ رہے۔

۴ کرامت سے استقامت افضل ہے۔

۵ خواجہ ابو احمد چشتی سے فرمایا "اے ابو احمد" درویشی عرب و عجم کو

بادشاہی سے بڑھ کر ہے۔ خدا کی قسم ابو اسحاق کو ملک سلیمان بھی دیں تو وہ قبول نہ کرے گا۔

حضرت شیخ ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ کامل اہل ریاضت و مجاہدہ تھے۔ کلام اللہ کے حافظ تھے۔
آپ کے والد کا نام سلطان فرسنافہ تھا جو چشت کے شرفا میں سے تھے۔ ان کی ایک بہن تھی نہایت عابدہ اور نیک بخت۔ شیخ ابو اسحاق شامی ان کے گھر میں آیا کرتے تھے۔ اور ان ہی کا کھانا کھایا کرتے۔ ایک دن شیخ ابو اسحاق نے کہا تمہارے بھائی کے گھر لڑکا ہوگا جس کی بڑی شان ہوگی تم کو چاہیے کہ اپنی بھاوج کی محافظت کرو کہ ایام حمل میں کوئی شبہ کی چیز نہ کھائے۔ وہ ضعیفہ صالحہ شیخ ابو اسحاق کے فرمان کے مطابق اپنے ہاتھ سے چرخہ کاتتی اور سوت بیچ کر بھاوج کیلئے ضروریات خوردنی لاتی۔ چنانچہ سنہ ۲۶۰ھ میں خواجہ ابو احمد پیدا ہوئے پس پھوپھی صاحبہ ہی ان کی پرورش کرتی رہیں۔ گاہے گاہے ابو اسحاق آتے اور بچہ کو دیکھتے اور کہتے اس سے خوشبو آتی ہے۔ بڑا صاحب کرامت اور صاحب ارشاد ہوگا۔ عجیب و غریب آثار اس کے دیکھنے میں آئیں گے۔ جب بیس سال کے ہوتے اور اپنے والد کے ساتھ شکار کیلئے پہاڑ کی طرف نکلے۔ تو نوکروں سے جدا ہوگئے۔ دیکھا کہ چالیس آدمی اہل اللہ ایک پتھر پر کھڑے ہیں۔ اور شیخ ابو اسحاق شامی ان میں موجود ہیں۔ ابو احمد کی حالت متغیر ہوگئی۔ گھوڑے سے اترے شیخ کے قدموں پر گر پڑے۔ گھوڑا اور شکار چھوڑ دیا۔ پشمینہ پہن لیا اور ان کے ساتھ ہو لئے۔ نوکروں نے بہترا ڈھونڈا مگر بے سود۔ کچھ عرصہ کے بعد معلوم ہوا کہ شیخ ابو اسحاق کے ساتھ فلاں پہاڑی میں رہتے ہیں۔ باپ نے پہلے کچھ آدمیوں کو لانے کیلئے بھیجا۔ آپ آئے۔ باپ نے غصہ سے ایک پتھر مارا مگر وہ

ہوا ہی میں رہا۔ ان کو نہ لگا۔ یہ دیکھ کر باپ نے بھی توبہ کی۔

ایک دفعہ بے دینوں سے مقابلہ ہوا انہوں نے کہا کہ اگر کلمہ لاالٰہ محمد الرسول اللہ۔ دوزخ کی آگ سے بچانے والا ہے تو آپ اس دینوی آگ میں داخل ہوں۔ بھلا آپ کو جلاتی ہے یا نہیں۔ چنانچہ آپ آگ میں داخل ہوگئے اور آگ نے ذرہ بھر آپ کو نہ جلایا۔ یہ دیکھ کر وہ سارا قبیلہ جس میں دس ہزار عورتیں تھیں مسلمان ہوگئے۔

ایک دفعہ آپ کے ہمراہ ۷۹ آدمی تھے۔ دجلہ کو عبور کرنا تھا کشتی نہ تھی یاروں کو کہا آؤ ذکر الٰہی کریں اور پانی کی سطح پر روانہ ہوئے اور بغیر پاؤں بھیگے ہوئے پار ہو گئے چوبیس بدد اور بے دین دیکھ کر آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوگئے

لوگوں نے آپ کو کہا آپ اسقدر گریہ کیوں کرتے ہیں۔ فرمایا برصیصا زاہد تھا جس پر نظر ڈالتا خدا رسیدہ ہو جاتا۔ اچانک قہاری کا تیر لگا دنیا سے بے ایمان گیا۔ بلعم بن عو ولی اللہ مستجاب الدعوات تھا۔ قہر الٰہی کی نظر پڑی ایمان چھن گیا پس خوفِ خدا سے گریہ ہے اس بارگاہ میں کوئی دم نہیں مار سکتا۔

آپ اہل سماع میں سے تھے ہر روز سماع سنتے۔ شاذ و نادر ہی کبھی ناغہ ہوتا۔ جس روز ناغہ ہوتا۔ بڑے غمگین ہوتے لوگوں نے پوچھا غمگین ہونے کی کیا وجہ ہے فرمایا درد کی کئی قسمیں ہیں۔ ان میں سے ایک سماع بھی ہے۔ ظاہری درد ہر ایک جانتا ہے باطنی ورد سماع ہے سوائے عاشقوں اور واصل عارفوں کسی کو معلوم نہیں پس جب ورد کے وقت کا پابند رہے تو درویش خوش رہتا اور جب اس میں ناغہ ہو جاتے تو غمگین ہوتا ہے۔

آپ کے سماع سننے پر کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ فضیل برمکی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف اتنا کہا کہ سماع نہیں سننا چاہیے۔ یہ خبر کسی نے آپ کو بھی پہنچا دی۔ آپ ناراض ہو کر بارگاہ الٰہی میں دعا کی۔ اے پروردگار تو پوشیدہ اور مخفی باتوں کا جاننے والا ہے اگر میں بدبخت کام کرتا ہوں۔ تو مجھے سزا دے اور ادب سکھلا تاکہ باز

جاؤں اور اگر یہ نیک کام ہے اور ہمارے پیروں کا کام ہے تو برکی علیہ الرحمۃ کو تادیب کر کر مودب ہو جائے۔ برکی علیہ الرحمۃ کی حالت غیر ہو گئی۔ مرض میں مبتلا ہو گئے۔ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ آخر وہ آپ کی مجلس سماع میں آتے۔ انکار دل سے دور کیا۔ فوراً تندرست ہو گئے۔ جب آپ سماع سے فارغ ہوئے۔ مسکرا کر فرمایا اے برکی سماع کی عظمت بزرگی دیکھ لی۔ برکی علیہ الرحمۃ نے کہا یا شیخ دیکھ لی۔ جو سماع آپ سنتے ہیں وہ اسرار الٰہی ہے۔ عام لوگوں کو اس کی خبر نہیں شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا عام جب خاص کی صحبت میں رہتا ہے تو تھوڑے عرصے میں وہ بھی خاص ہو جاتا ہے۔ اور اہل سماع بن جاتا ہے۔ ہر روز بعد نماز تہجد یہ دعا کرتے۔ اللھم اغفر لامۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللھم ارحم امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہر روز آواز آتی تیری دعا ہم نے قبول کی اور ہزار گنہگار بخش دیئے۔ آپ نے یکم جمادی الآخر یا ۳ ۳۵۰ھ یا ۳۵۵ھ میں وفات پائی۔ عمر ۹۵ سال مزار شریف چشت میں ہے (چشت افغانستان کے علاقہ ہرات کے مشرق میں ایک بستی ہے۔

ارشاداتِ مقدسہ

۱ : سماع عاشقوں کی غذا اور عارفوں کی شراب ہے

۲ : اہل سماع اپنے حال سے فانی اور اللہ تعالیٰ کے مشاہدے سے باقی ہوتے ہیں

۳ : صادق وہ ہے جو دل سے خدا کے ساتھ رہے۔

۴ : قہر الٰہی کی نظر سے پناہ مانگتے رہنا چاہیے اور یہ پناہ اللہ کے خوف سے گریہ ہے۔

۵ جو پانچ روز کی بھوک برداشت نہ کر سکے اس راہ میں قدم نہ رکھے

حضرت شیخ ابو محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ

آپ جید عالم اور سلطان العارفین میں سے ہیں ۔ آپ مادر زاد ولی تھے ۔ آپ کی والدہ ماجدہ ذکر کی آواز سنتی جبکہ آپ شکم میں تھے ۔ جب شیخ ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ شیخ محمد چشتی کی والدہ کے پاس آتے تو فرماتے السلام علیکم یا ولی اللہ تو میرا خلیفہ ہے۔ شیخ محمد چشتی کی والدہ نے پوچھا یا شیخ آپ نے سلام علیکم کسے کیا اور خلافت کس کو دی۔ انہوں نے فرمایا تمہارا فرزند تیرے شکم میں ہے میں نے اسے سلام کیا ہے اور اپنا خلیفہ بنایا۔ جب پیدا ہوئے۔ تو شیخ ابو احمد چشتی نے وضو کیا اور آسمان کی طرف نگاہ کی اور کہا اے پروردگار! محمد کو کامل درویش بنانا۔ اور شیطانی مکر سے اپنے محفوظ رکھنا چنانچہ آپ کی یہ دعا قبول ہوئی۔ جب آپ پیدا ہوئے تو عاشورہ کی رات تھی صبح کو والدہ نے دودھ دینے کی بہتیری کوشش کی مگر آپ نے نہ پیا۔ ابو احمد سے کہا گیا۔ انہوں نے فرمایا آج عاشورہ کا دن ہے اور یہ بچہ روزہ دار ہے۔ فکر نہ کرو۔ بچہ کامل درویش ہوگا۔

جب آپ سترہ سال کے ہوئے تو شیخ ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اپنا مرید بنالیا۔ مرید ہونے کے بعد دس سال آپ ایک حجرے میں یاد الٰہی میں مصروف رہے۔ اس عرصہ میں آپ سات دن کے بعد افطار کرتے اور ایک دانہ کھجور کھاتے۔ آپ کے گھر میں ایک کنواں تھا آپ اس میں الٹے لٹک جاتے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے۔ اکثر عالم تحیر میں رہتے ۔ ۴۰ سال تک رات کے وقت قیام کیا بارہ سال اور بارہ روز بعد آپ نے خرقہ خلافت حاصل کر لیا تمام امور دینی اور معارف یقینی کے عالم ہو گئے بڑے زاہد اور متقی تھے۔

دنیا اور دنیا داروں سے بہت بچتے۔ آپ ۶۵ سال کی عمر تک عیالدار نہ ہوئے۔ ایک بہن تھی جو کھانا پکاتی اور بھائی کی خدمت کرتی۔ بہن نے بھی بھائی کی خدمت کی خاطر نکاح نہیں کیا۔ ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ والد ماجد حضرت خواجہ ابی احمد ابدال آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ تمہاری ولایت میں فلاں شخص محمد بن سمعان ہے جس نے علوم ظاہری اور باطنی کی تحصیل کی ہوئی ہے اور لوگوں کی اصلاح میں مشغول ہے تم اپنی ہمشیرہ کا نکاح اس سے کر دو۔ چنانچہ خواجہ محمد نے ہمشیرہ کا نکاح ان سے کر دیا وہ چشت ہی میں رہ گئے۔

ایک دفعہ سلطان محمود غزنوی سومنات کی لڑائی کو گیا ہوا تھا۔ خواب میں اشارہ ہوا کہ اس کی مدد کو جانا چاہیے ستر سال کی عمر میں چند درویش ساتھ لیئے ہندوستان کی طرف آئے سلطان کے لشکر میں شامل ہو کر مشرکوں اور بت پرستوں سے جہاد کیا۔ ایک دن لشکر کفار نے غلبہ کیا قریب تھا کہ شکست ہو۔ خواجہ صاحب نے آواز دی کہ کاکو چلا آ (کاکو جس کا نام آسیابان محمد کاکو تھا وہ حضرت کا مرید تھا) کاکو اس وقت چشت میں تھا اس نے آواز سن لی۔ اس وقت کاکو کو دیکھا گیا بے قرار ہو رہا ہے۔ چکی کے ہتھہ کو اٹھایا ہوا ہے اور چکی کو در و دیوار پر مارتا ہے چنانچہ لشکر اسلام نے فتح پائی۔

آپ کے مریدوں میں سے ایک استاد مردان تھا۔ برسوں اس نے وضو کیلئے پانی اور استنجے کے ڈھیلے تیار کرنے کی ڈیوٹی دی۔ ایک دن اس کو وطن جانے کیلئے حکم دیا وہ رو پڑا اور کہا کہ جدائی کی طاقت نہیں رکھتا۔ خواجہ نے فرمایا جا۔ جب کبھی ہمارے دیکھنے کی آرزو ہوا کرے گی جسمانی حجاب اور مکانی مسافت اٹھ جایا کریگی تم ہم کو دیکھ لیا کرو گے۔ چنانچہ استاد مردان کہتے تھے کہ سنجان سے چشت دیکھتا ہوں۔ آپ اہل سماع میں سے تھے۔ بعض اوقات متواتر سماع سنتے۔ نماز کے وقت نماز ادا کرتے پھر سماع میں مشغول ہو جاتے۔ یکم رجب المرجب ۴۱۱ھ یا ۴ ربیع الاول ۴۱۱ھ میں وفات پائی۔ قبر مبارک چشت میں ہے آپ کے

تین خلیفہ تھے (۱) ناصر الدین ابی یوسف (۲) محمد کاکو۔ (۳) حضرت استاد مردان

ارشاداتِ مقدسہ

۱ ۔ سو سال کے مجاہدے سے بھی کشادگی حاصل نہیں ہوتی ہے جو ایک لحظہ سماع میں ہوتی ہے

۲ ۔ سماع ایک پوشیدہ بھید ہے اس کو ہمیشہ پوشیدہ ہی رکھنا چاہیے

۳ ۔ درویشوں کو ہر وقت اللہ کے کام میں لگا دینا چاہیے خواہ ذکر سے خواہ فکر سے خواہ تلاوتِ قرآن سے خواہ نماز سے۔

۴ ۔ درویش کو اپنی کمائی سے روزی حاصل کرنی چاہیے تاکہ دوسروں کا محتاج نہ ہو

۵ ۔ خدا کے ڈر سے رونا سعادت کی علامت ہے۔

۶ ۔ جو غلام آزاد کرتا ہے رحلت سے پہلے بہشت کا شربت پیتا ہے جان کنی کے عذاب سے بچ جاتا ہے قیامت کو عرش کے سایہ تلے ہوگا۔

خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بلند رتبہ بندگانِ اہلِ سماع میں سے ہیں۔ والد ماجد کا اسم گرامی سمعان تھا۔ خواجہ محمد بن ابی احمد ابدال چشتی کی ہمشیرہ کے بیٹے تھے۔ آپ کی تعلیم و تربیت ماموں صاحب نے ہی کی۔ اور ان کی مسندِ خلافت حاصل کی۔ خواجہ محمد نے بڑی عمر میں جاکر نکاح کیا تھا۔ اس لئے کوئی لڑکا بڑا نہ ہوا تھا۔ اپنے بھانجے ناصر الدین یوسف کو بمنزلہ فرزند پرورش کرتے تھے۔ ظاہری تعلیم سے جب فراغت

پائی تو خواجہ محمد نے بیعت سے سرفراز فرما کر سلوک کی منازل طے کرانا شروع کیں۔ چو[illegible] سال تک ذکر نفی اثبات میں مشغول رہے۔ بعد ازاں خرقہ خلافت پایا۔ پچاس سال کی عمر میں گوشہ نشینی اور قطع تعلق ہوا۔ ۴۰ سال تک رات کو کبھی نہ سوئے۔ قیام میں وقت گزرتا۔

خواجہ حاجی مکی کے مزار کے قریب چلہ کرنے کا اشارہ ہوا۔ چلہ کی زمین سخت پتھریلی تھی۔ کوئی توڑ نہ سکتا تھا مگر خواجہ یوسف نے ضحیٰ کے وقت سے ظہر کے وقت تک چلہ کی جگہ کھود ڈالی اور بارہ سال تک وہاں قیام کیا اس قدر وحشت حیرت اور شفتگی ان پر غالب آئی جس کی حد نہیں۔ کبھی ایسا ہوتا کہ خادم وضو کا پانی ہاتھوں پر ڈالتے تو آپ اپنے آپ سے غائب ہو جاتے۔ ایک گھڑی کم و بیش غیبت کی حالت میں رہتے پھر موجود ہو جاتے اور وضو پورا کرتے۔ شیخ الاسلام ابو اسماعیل عبداللہ انصاری قدس سرہٗ چشت کے مزار پر گئے۔ تو خواجہ ناصر الدین یوسف سے ملاقات کی جب واپس آئے تو ہرات میں مجالس و محافل میں بے حد تعریف کرتے۔ آپ جب نماز شروع کرتے تو کئی بار تکبیر کہہ کر بیٹھ جاتے سبب پوچھا تو فرمایا جب مکمل حضوری حاصل ہوتی ہے تو نماز شروع کرتا ہوں

ایک دن آپ نے خیال کیا کہ آج رات دو رکعت میں قرآن مجید ختم کروں گا۔ لیکن رات کو سو گئے۔ اس کاہلی اور غفلت کی وجہ معلوم ہوئی کہ پانی سیر ہو کر پیا تھا۔ بس آپ نے ۳۰ سال پانی سیر ہو کر نہ پیا۔ آپ دنیا اور اہل دنیا کے پاس نہ جاتے تھے۔ اگر کوئی اہل دنیا آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو اس دن بے حد غمگین رہتے۔ لوگوں نے سبب پوچھا فرمایا مردار دنیا کی بو میرے دماغ میں آتی ہے۔ جو سخت پریشان کرتی ہے۔ آپ کا دستور تھا کہ پیروں کیلئے ایصال ثواب کی خاطر طعام تیار کرتے۔ اور فقراء کو علیحدہ بٹھا کر خود کھلاتے اگر کوئی اہل دنیا آ بیٹھتا تو اسے کھانا دے کر مجلس سے اٹھا دیتے اور کسی فقیر کو

امیر سے نیچا ہرگز نہ بیٹھنے دیتے۔

آپ سماع سنتے تو آپ کی مجلس میں علماء فقرا اور مشائخ کے علا دوسرا کوئی نہ ہوتا۔ سماع میں آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے کبھی چہرہ مبارک سفید پڑ جاتا کبھی زرد کبھی سرخ۔ آپ نے حکم دے رکھا تھا۔ جو ہماری مجلس سماع میں آئیگا۔ اس کو امرت ہو جائیگا۔ ایک عزیز نے پوچھا یا خواجہ جبکہ سماع بندے اور خدا کے درمیان ایک سر ہے تو پھر حضرت جنید نے اس سے کیوں توبہ کی۔ فرمایا حضرت جنید نے سماع سے توبہ نہیں کی بلکہ اسے ترک کیا کیونکہ شیخ جنید جیسا ان کے وقت میں کوئی نہ تھا اور نہ شبلی تھے۔ (وہ حج پر گئے ہوئے تھے) حضرت جنید نے دیکھا کہ واقف سر دوست نہیں۔ سماع میں بھائیوں کا ہونا ضروری ہے۔ بھائیوں کے نہ ہونے کی وجہ سے انہوں نے ترک کی۔ اگر میں بندہ حضرت جنید کی مجلس میں ہوتا حضرت کبھی ترک نہ کرتے۔

حضرت شبلی سے پوچھا گیا کہ جب آپ نا صرالدین کو دیکھتے ہیں۔ آپ کو تواجد کیوں ہو جاتا ہے۔ فرمایا جو کچھ میں نا صرالدین کے جبہ مبارک میں دیکھتا ہوں اگر تم بھی دیکھو تو بے طاقت اور بے قرار ہو جاؤ۔ اگر کوئی آپ کی زیارت کو آتا اور غلام پیش کرتا۔ تو آپ فرماتے تو اسے آزاد کر شاید قیامت کو میں اور تو اسی کی طفیل دوزخ کی آگ سے بچ جائیں۔

آپ اتنے متواضع تھے کہ فقیروں کے ہاتھ خود دھلاتے ان کا ادب ملحوظ رکھتے بڑی تعظیم تکریم کرتے۔ لوگوں نے اس قدر تعظیم کا سبب پوچھا فرمایا فقرا اللہ اور اس کے رسول کے دوست ہیں۔ وہ کون ہے جو ان کی تعظیم نہ کرے۔ آپ سے پوچھا گیا اہل محبت کون لوگ ہیں فرمایا جو لوگ جو دوست کے سوا کسی اور چیز میں مشغول نہیں ہوتے۔

آپ کا دستور تھا کہ جب کوئی مرید ہونے کو آتا تو آپ لگاتار اس سے ایک سال خدمت لیتے جب دیکھتے کہ کلاہ کے لائق ہو گیا ہے کلاہ عنایت فرماتے

ور کہتے اس کا حق ادا کرنا ورنہ یہ کلاہ تمہیں سزا دیگا۔ ۸۴ سال کی عمر میں
آپ نے ۲۶ ربیع الآخر یا یکم جمادی الاوّل ۵۹۷ھ کو وفات پائی۔ مزار مبارک
چشت میں ہے۔ انتقال کے وقت اپنے چھوٹے صاحبزادہ قطب الدین مودود
کو تحصیل علوم کی وصیت فرمائی اور اپنا قائم مقام کیا۔

ارشاداتِ مقدسہ

۱ :۔ مجلسِ سماع میں بے ریش اور اہل دولت نہ ہوں تاکہ سماع کا ذوق حاصل ہو۔

۲ :۔ مجالسِ سماع میں اہل دنیا اور فاسق کو نہ آنے دو سب کے سب اہل ریاضت و مجاہدہ ہوں۔

۳ :۔ دنیا دار کی صحبت فقیر کو اس طرح خراب کر دیتی ہے جیسے ہینگ کستوری کو

۴ :۔ درویش اپنے آپ کو سب سے ادنیٰ اور دوسرے کو اعلیٰ خیال کرتا ہے۔

۵ :۔ باطن افعال کی اصلاح سے ظاہری اصلاح پیدا ہوتی ہے۔

۶ :۔ اسلام کا شکریہ الحمد للہ رب العالمین کہنا اور مال کا شکریہ صدقہ دینا ہے

۷ :۔ درویش کی سلامتی فقر میں ہے

۸ :۔ درویشوں کی خدمت قرب الٰہی کا وسیلہ ہوتی ہے۔

۹ :۔ پانچ چیزیں لازم کرو۔ مسواک کرنا۔ قرآن پڑھنا۔ باوضو رہنا قبلہ رخ بیٹھنا۔ ایام بیض کے روزے رکھنا۔

حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی حسینی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نامور شیخ۔ عارفِ زمانہ مقرب بارگاہ الہٰی تھے۔ جید عالم اور طریقت میں راسخ تھے۔ آپ سے کوئی فعل خلاف شرع ظہور میں نہیں آیا صاحب نے جب انتقال فرمایا اس وقت آپ چھبیس برس کے تھے۔ بڑی عمر جاکر قرآن حفظ کیا نہایت عمدہ قرأت سے قرآن شریف پڑھا کرتے تھے چشت کے لوگوں کو آپ سے بہت ارادت ہو گئی۔ آپ مرید ہونے کے بعد سال تک خلوت نشین رہے دو قرآن شریف دن کو اور دو رات کو ختم کر اس کے علاوہ نفی اثبات کا ذکر بکثرت کرتے۔ اب شیخ نے خرقہ خلافت آپ اسقدر روشن ضمیر ہو گئے کہ جو ملاقات کو آتا اس کا حال خود بیان کر دیتے ایک دفعہ آپ سے پوچھا گیا کہ یا شیخ آپ غیب کا حال کس طرح معلوم کر لیتے دل کے فعل کو تو کراماً کاتبین بھی نہیں جانتے۔ آپ نے فرمایا ہم اللہ تعالےٰ جتا دینے سے کہتے ہیں۔ ہمیں غیب کی بات معلوم نہیں۔ وہ جو بات ہم سے جاہتا ہے معائنہ کرا دیتا ہے۔ ہم کہہ دیتے ہیں۔ بس جسے دیکھ لیا جائے وہ نہ ہوا۔ بعد ازاں فرمایا یہ مقام جو مجھے حاصل ہے مبتدیوں کا مقام ہے۔ مشائخ کی جانشینی کے لائق نہیں ہوں۔ درویشی کا مقام تو بہت بلند ہے۔

آپ شیخ الاسلام احمد نامقی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اور تربیت سے کمال بالاحوال ہوئے۔ جب شیخ الاسلام ہرات سے مزاراتِ چشت کی طرف ہوئے تو قطب الدین مودود اور ان کے مریدوں میں خیال پیدا ہوا۔ شیخ الاسلام کو اِدھر نہ آنے دیا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ ہماری جماعت کو متفرق کر دیں۔ شیخ الاسلام آئے سب بھاگ گئے صرف خواجہ مودود رہ گئے۔ شیخ نے ان کو

زجوان ہو۔ اول مصلے کو طاق پہ رکھو مزید علم حاصل کرو۔ کیونکہ کم علم زاہد شیطان کا مسخرہ ہے بعد ازاں اپنے خاندان کو زندہ کرو۔ تمہارے آباؤ اجداد بڑے بزرگ اور صاحب کراماتِ عالیہ تھے۔ خواجہ مودود نے کہا جب خاندان کے زندہ رہنے کیلئے فرماتے ہو تو آپ ہی مجھے تبرک کے طور پر بیٹھایئے شیخ الاسلام نے ہاتھ پکڑا اور اپنے مصلے پر بیٹھا دیا۔ پھر آپ نے بلخ بخارا اور دیگر ولایت کا سفر کیا۔ اور مزید علم حاصل کر کے واپس چشت آئے۔ اور اپنے مریدوں اور طالبوں کی تربیت میں مشغول رہتے۔ تمام اطراف سے لوگ آنا شروع ہوئے۔ چنانچہ آپ کی خانقاہ کی شہرت دور دور تک پہنچ گئی۔ کہ جو آپ کی خانقاہ میں تین دن رات رہتا ہے اس کی مشکل حل ہو جاتی ہے۔

ایک دفعہ بدخشاں کا کوئی بزرگ زادہ آپ سے کلاہ کا خواستگار ہوا آپ نے اس کے باطن پر نگاہ ڈالی اور انکار کر دیا۔ وہ دوسرے بزرگوں کی سفارش لایا۔ آپ نے کلاہ عنایت کر کے فرمایا۔ دیکھو تم کلاہ لے رہے ہو تم اس کی قدر نہیں کرو گے جو کلاہ کی قدر کرتا ہے دنیا کے فریب میں نہیں آتا۔ وہ کلاہ لیکر چلا گیا اور برے کاموں میں لگ گیا۔ کلاہ اتار کر طاق پر رکھ دیا۔ خواجہ صاحب نے یہ خبر سنی فرمایا کلاہ خود اس کی خبر لے گا۔ چنانچہ وہ ایک تہمت میں گرفتار ہوا اس کی آنکھیں نکلوا دی گئیں۔ جس کی تکلیف اور درد سے مر گیا

آپ نہایت پاکیزہ اخلاق کے سرچشمہ تھے۔ سلام میں ہمیشہ سبقت کرتے دوسروں کی تعظیم کیلئے ہمیشہ کھڑے ہو جاتے۔ حاجتمندوں کی حاجت پوری کرتے۔ غلام۔ کنیز سے بھی تواضع سے پیش آتے۔ فرماتے سنت یہی ہے کہ اعلیٰ ادنیٰ کو پہلے سلام کرے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک سے آپ کو شمس العارفین کا خطاب ملا۔ آپ اہل سماع تھے۔ سماع میں آپ کو کوئی حد حد بد حد نہ ہوتی۔ بارہا حلقہ سماع سے غائب ہو جاتے اور پھر موجود ہو جاتے۔ کسی نے اس کی حقیقت دریافت کی فرمایا۔ اہل سماع نور کے مقام میں آرام کرتے ہیں جب اہل سماع اس مقام پر پہنچے ہیں

تو خلقت کی نگاہوں سے پوشیدہ ہو جاتے ہیں ظاہر بین جانتے ہیں کہ اہل سماع غائب ہو گیا ہے حالانکہ وہ موجود ہوتا ہے۔ صرف اتنا ہوتا ہے کہ اس وقت اسے دوست حاصل ہوتا ہے۔ اور محبوب کا نوری لباس پہنے ہوتا ہے اسے محبوب کے اور کوئی نہیں دیکھ سکتا یا وہ دیکھ سکتے ہیں جنہیں یہ مقام حاصل ہو۔

آپ جب سماع سنتے تو پہلے قرآن شریف پڑھتے اور سماع کے بعد قرآن شریف ختم کرتے۔ حالت سماع میں گاہے مسکراتے اکثر بہت روتے۔ یکم رجب یا ۱۰ رجب کو ۹۷ سال کی عمر میں ۵۳۲ھ میں وفات پائی۔ مزار مبارک چشت میں ہے۔

آپ کے مشہور خلفا یہ ہیں۔ شیخ ابی احمد۔ حاجی شریف زندنی شاہ شجاع۔ ابو النصیر۔ شیخ حسین۔ خواجہ سبز پوش۔ شیخ عثمان رومی۔ شیخ احمد مدودی۔ خواجہ محمد محمود۔ خواجہ ابوالحسن نالی۔

ارشاداتِ مقدسہ

۱ اہل سماع حالت جمال میں سرخ ہو جاتے ہیں اور دوست انہیں کہتا ہے کہ فلاں بن فلاں میں تجھے یہ دوں گا۔ اہل سماع دفعتہً اس وقت مسکرانے لگتا ہے

۲ بعض اوقات اہل سماع جمال میں جلال الٰہی سے ڈرتا ہے لہٰذا جدائی کے خوف سے روتا ہے۔

۳ اہل سماع کو جب مقام نور حاصل ہوتا ہے تو عوام کی نگاہیں اسے نہیں دیکھ سکتی۔

۴ درویشی خرقہ ان کیلئے زیبا ہے جو اہل ریاضت ہو۔ دل کینہ اور حسد سے صاف ہو۔ تعریف اور مذمت اس کے نزدیک برابر ہو۔ اور ہمیشہ ذکر الٰہی میں مشغول رہے

۵ تمام بدیاں اگر ایک گھر میں جمع کی جائیں تو وہ گھر دنیا سمجھو۔ پس جس کے دل میں دنیا کی محبت محکم ہے وہ خدا سے دور ہے اور جس پر دنیا تنگ ہے وہ اللہ

ے نزدیک ہے۔

حضرت خواجہ

منیر الدین حاجی شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کاملان طریقت اور مشاہیر وقت تھے۔ ریاضت اور کرامت میں تھا۔ چالیس سال گمنامی کے گوشہ میں تجرد اور صحرانوردی میں گذارے۔ اکثر اوقات آپ درختوں کے پتے کھاتے۔ خلقت کے میل جول سے سخت نفرت تھی جب فاقہ نوافل میں مشغول ہو جاتے۔ اکثر روزہ رکھتے اور تین تین دن کے بعد افطار تے۔ جو آپ کے پس خوردہ کھا لیتا مجذوب ہو جاتا۔ چودہ سال کی عمر سے آخری م تک آپ کا وضو سوائے قضائے حاجت کے کبھی نہیں ٹوٹا۔

ایک شخص نے آپ کے سامنے کچھ دینار بطور نذر پیش کیے۔ فرمایا یسے معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں درویشوں سے عداوت ہے کیونکہ تو دشمن خدا میرے س لایا آپ بہت رویا کرتے تھے۔ اور روتے روتے بے ہوش بھی ہو جایا کرتے رمایا جب آیت " ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون " یاد آتی ہے تو بے ہوش ہو جاتا ہوں۔ ہم دوسرے جھگڑوں میں مشغول ہیں ہم نہیں جانتے کہ قیامت کے دن یا حالت ہو گی۔ ظاہر میں درویش ہوں۔ لوگوں سے محبت کرتا ہوں۔ لیکن ڈرتا ں کہ قیامت کے دن درویشوں میں مجھے شرمسار نہ ہونا پڑے۔ اور وہ یہ نہ کہیں حاجی شریف تو اللہ کا دوست تھا اس قسم کی دوستی مذہب عشاق میں مردود ہے

آپ کی زیارت کو جو کوئی بھی جاتا خادم اسے سمجھا دیتا کہ دنیا کی بات کرنا۔ ورنہ زیارت سے محروم رہ جائیگا

جب کوئی فقیر آپ کے گھر آتا تو آپ اس کی بہت ہی تعظیم و تکریم کرتے

اور باادب ان کے سامنے بیٹھتے لوگ دیکھ کر حیران رہ جاتے۔ اکثر فقیروں کی خاک اپنے چہرہ پر ملتے۔ اور فرماتے فقیرو! میں تمہارا غلام ہوں اگر تمہارا فائدہ ہوتا ہے بیچ لو۔ میں راضی ہوں۔ اور اللہ سے دعا کرتے الٰہی مجھے ان فقیروں کے طفیل فقر میں ثابت قدم رکھ۔

کسی بزرگ نے سلطان مرزا کی وفات کے بعد اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا تیرے ساتھ کیا معاملہ ہوا۔ اس نے کہا اول عذاب کے فرشتے مجھے دوزخ کی طرف لے جارہے تھے کہ ان کو حکم پہنچا۔ اس نے فلاں روز جامع مسجد دمشق حاجی شریف زندنی کی زیارت کی تھی۔ اور ان کی صحبت میں کچھ وقت رہا۔ اس کی برکت سے اس کو بخش دیا جاتا ہے۔

آپ کے پاس جو کوئی بھی آتا کچھ نہ کچھ ضرور کھا کر جاتا۔ اگر کوئی چیز مہیا نہ ہوتی تو سادہ پانی ہی پلانے کا حکم فرماتے تاکہ وہ بین خالی نہ رہے

آپ کی وفات ایک روایت کے مطابق ۱۳ رجب ۶۲۰ھ میں ہوئی اور دوسری کے مطابق ۱۰ رجب ۶۱۶ھ ہے۔ آپ کی عمر ایک سو بیس سال تھی مزار مبارک زندنہ میں ہے۔ جو بخارا کے نواح میں ایک قصبہ ہے۔

ارشاداتِ مقدسہ

۱۔ عارفوں اور عاشقوں کی عزت ذلت اور خواری میں ہے

۲۔ واصلوں کا مرتبہ محنت اور غم سے ترقی کرتا ہے۔ اسلئے محنت اور غم کو وہ اعلیٰ نعمت و راحت جانتے ہیں۔

۳۔ فقیر اللہ کا دوست ہوتا ہے لہذا فقیر کا دوست اللہ کا دوست ہے

۴۔ سماع اعلیٰ نعمت اور بڑی بزرگی ہے۔

۵۔ اہل سماع اللہ کے سوا کسی کے دوست نہیں ہوتے وہ مشاہدہ الٰہی

[م]شغول رہتے ہیں۔
۶ " خرقہ وہ پہنتا ہے جس کے دل میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت کے سوا کسی کی محبت نہ ہو۔
۷ " محبوب کے نام کا نشہ ایسا ہوتا ہے کہ دنیا جہاں کی شراب میں وہ نشہ نہیں ہوتا
۸ " جب اہل سماع سماع سنتے ہیں۔ ان کا دل حسد۔ کینہ۔ اور دیگر آلائشوں سے بالکل صاف ہوتا ہے۔

حضرت خواجہ عثمان ابو النور ہارونی رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ کامل اور عاشق واصل تھے۔ صاحب حال اور اہل جمال و جلال تھے۔ علوم ظاہری اور باطنی میں یگانۂ وقت ریاضت اور مجاہدہ میں بے نظیر تھے۔ آپ قرآن شریف کے حافظ تھے۔ ایک ختم دن کو اور ایک رات کو کیا کرتے تھے۔ مرید ہونے کے تین سال بعد خرقۂ خلافت حاجی شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک سے پہنا آپ نے خواجہ مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کا شرف بھی حاصل کیا۔ آپ کا مسکن قصبہ ہارون تھا۔ زہرون قصبہ ملکِ خراسان میں نیشاپور کے قریب تھا۔ آپ نے ۷۰ سال مجاہدہ کیا کبھی پیٹ بھر کر پانی نہ پیا۔ پیٹ بھر کر کھانا نہ کھایا۔ اکثر تین تین چار چار وقت فاقہ سے گذر جاتے۔

ایک دفعہ چند بے دین رات کے وقت آپ کی خانقاہ میں آئے اور کہا ہمیں الگ الگ کھانا مختلف قسم کا کھانے کو دیجئے ورنہ ہم کچھ نہ کھائیں گے۔ آپ نے خادم کو حکم دیا کہ ان کے ہاتھ دھلاؤ اور دستر خوان بچھاؤ۔ خادم نے ہاتھ دھلانے اور دستر خوان بچھا دیا۔ آپ نے آسمان کی طرف منہ کیا اور دعا کیلئے ہاتھ پھیلائے

پس کھانے کے تھال آنا شروع ہو گئے۔ سب کے آگے کھانا رکھا گیا آپ نے اللہ تعالیٰ کے بندو! اللہ تعالیٰ کی نعمت کھاؤ۔ جب انہوں نے شیخ کی یہ عظمت دیکھی تو مسلمان ہو گئے۔

آپ کی عادت تھی کہ جب رمضان کا مہینہ ہوتا سب کام چھوڑ کر گوشہ نشینی اختیار کرتے اور فرماتے ماہ رمضان رحمت اور غنیمت ہے۔ جس طرح لشکری مال غنیمت پر پڑتے ہیں۔ اسی طرح ماہِ رمضان میں ہر طرف سے اور غنیمت حاصل ہوتی ہے لوگوں کو ماہِ رمضان میں ضرور عبادت کرنی چاہئے

خلیفہ وقت سہروردی سلسلہ کا مرید تھا۔ اور سماع کا سخت مخالف تھا۔ لہٰذا سرکاری طور پر سماع پر پابندی عائد تھی۔ خواجہ صاحب نے اس قدغن کی کچھ پرواہ نہ کی۔ خلیفہ نے خواجہ صاحب کو علماء کی مجلس میں حاضر ہونے کا حکم دیا آپ نے استخارہ کیا اور علماء کی مجلس میں آئے علماء نے آپکو دیکھکر کہا کہ ہم کہتے ہیں سماع حرام ہے۔ خلیفہ سہروردی خانوادہ میں مرید ہے اور اس کے پیر سماع کے تارک ہیں اسلئے سماع سے منع کرتا ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا حضرت نے سماع ترک کیا تھا۔ انہوں نے اس وقت یہ نہیں فرمایا تھا کہ سماع اہل سماع کیلئے حرام ہے۔ اصل وجہ یہ ہے کہ اس وقت اہل شہر سے کوئی اہل سماع مجلس میں حاضر نہ ہوتا تھا۔ لہٰذا انہوں نے ترک کی حضرت ابو بکر شبلی بھی بغداد میں ۔۔۔ کیلئے گئے ہوئے تھے سماع کیلئے بھائیوں کا ہونا ضروری شرط ہے۔ اگر وہ ۔۔۔ تو جلنید ہرگز سماع ترک نہ کرتے۔ اس وقت خواجہ ناصرالدین چشت میں تھے انہوں نے فرمایا تھا خواجہ جلنید چشت میں ہوتے یا میں بغداد میں ہوتا۔ تو حضرت کبھی سماع ترک نہ کرتے۔ ہمارے پیروں نے سماع سے توبہ نہیں کی۔ اگر آپ کے پیروں نے سماع سے توبہ کی ہے تو میں بخوشی اجازت دیتا ہوں کہ سماع سے ۔۔۔ کرو۔ چنانچہ خلیفہ نے کہا آپ اپنے پیروں کی تقلید کریں۔ ہم اپنے پیروں کی اتباع کرتے ہیں سماع سے توبہ کرتے ہیں نہ خود سنیں گے نہ کسی کو سننے دیں گے۔ چنانچہ

شیخ عثمانؒ گھر آئے قوالوں کو بلایا اور سماع سُنا۔ خلیفہ کو جب معلوم ہوا تو حکم دیا ہم نے تو صرف شیخ کو اجازت دی ہے دوسرے کی کیا طاقت کہ سماع سُن سکے۔ قوالوں کو بلا کر وظیفہ مقرر کر دیا اور کہہ دیا کہ کسی کے سامنے گاؤ گے تو سولی چڑھایا جائیگا شیخ ہارونی نے جس وقت عطا مریدوں کو فرمایا عمدہ آواز والے شعر پڑھیں آپ اسی طرح سماع سن لیتے آپ کو تواجد ہوتا بے ہوش ہو جاتے اسی زمانے کی غزل ہے

نمی دانم کہ آخر چوں دمِ دیدار می رقصم — مگر نازم بآں ذوقے کہ پیشِ یار می رقصم
بیا جاناں تماشا کن کہ در انبوہ جانبازاں — بصد سامانِ رسوائی سرِ بازار می رقصم
تو ہر دم مے سرائی نغمہ و ہر بار می رقصم — بہر طرزیکہ می رقصانیم اے یار می رقصم
تو آں قاتل کہ از بہر تماشا خونِ من ریزی — من آں بسمل کہ زیرِ خنجرِ خونخوار می رقصم
بہ عالم قطرۂ شبنم نپاید بر سرِ خارے — منم آں قطرۂ شبنم بہ نوکِ خار می رقصم
کجا رندی کہ پامالش کنم صد پارسائی را — زہے تقوی کہ من با جبہ و دستار می رقصم
منم عثمان ہارونی و یارِ شیخ منصورم — ملامت می کند خلقے و من بر دار می رقصم

آپ سماع میں بہت روتے کبھی نعرہ بھی مارتے۔ رنگ زرد پڑ جاتا آپ سے پوچھا گیا کہ کیسے معلوم ہو کہ فلاں کو قرب الٰہی حاصل ہے۔ فرمایا نیک عملوں کی توفیق بڑی اچھی شناخت ہے۔ یقین جانو جس کو نیک عملوں کی توفیق دی گئی ہے۔ اس کے لئے قرب الٰہی کا دروازہ کھل گیا ہے۔

آپ کو اپنے تمام خلفائے میں سے خواجہ معین الدین سے غیر معمولی محبت وشیفتگی تھی۔ فرمایا کرتے معین الدین محبوب الٰہی است مرا از مریدی او ناز مریدانش فخر تمام است۔ آخری عمر میں مکہ ہجرت کر گئے ۵ شوال ۶۱۷ھ میں وفات پائی آپ کی قبر مبارک مکہ معظمہ میں ہے نجدی فتنہ کے باعث قبر کا نشان مٹ گیا۔ آپکے چار خلیفے ہوئے ہیں۔ خواجہ معین الدین چشتی۔ سعدی لنگوری۔ نجم الدین صغریٰ۔ خواجہ

محمد ترک نارنولی۔

ارشاداتِ مقدسہ

انیس الارواح میں حضرت خواجہ معین الدین نے آپ کے تمام ملفوظات جمع کئے ہیں

۱ جس میں یہ تین خصلتیں ہوں اللہ تعالیٰ اس کو دوست رکھتا ہے۔ سخاوت دریا کی طرح۔ شفقت آفتاب کی طرح۔ تواضع زمین کی طرح۔

۲ کام چھوڑ کر نماز ادا کرنے والا صدیق ہے جسے خدا پر بھروسہ ہے اسے روزی کا نا کفر ہے۔ رات کو قیام کرنے والے کی دعا قبول ہوتی ہے۔ ایمان کم و بیش نہیں ہوتا۔

۳ موت کو یاد کرنا عبادت ہے۔ اچھا زاہد وہ ہے جو موت کو یاد رکھے۔

۴ مصیبت میں آہ و زاری کرنا کفر ہے جو ایسا کرے اس پر خدا کی لعنت ہے

۵ اس درویش پر افسوس جو رات کو سوئے اور دن کو کھانا کھائے درویش کہلائے اور خرقہ پہنے۔

۷ شراب شریعت میں حرام ہے۔ طریقت میں ندی کا صاف پانی جس سے بندگی میں سستی آ جائے بمنزلہ شراب ہے۔

۸ ہر عضو میں شہوت و حرص ہے جو سالک کیلئے بمنزلہ حجاب ہے۔ جب تک اعضا کو پاک نہ کریگا کسی مقام تک نہیں پہنچ سکتا

۹ جب عارف کمالیت کا درجہ حاصل کرتا ہے تو کمال درجہ کی ریاضت یعنی نماز صدق دل سے پڑھتا ہے۔ اس سے حضوری اور آگاہی بڑھتی ہے۔

۱۰ لوگ اس وقت اسم فقر کے مستحق ہوتے ہیں۔ جب ان کے بائیں طرف کا فرشتہ آٹھ سال تک کچھ نہ لکھ سکے

۱۱ صدقہ ایسے دو جو فریبی ہو یا جو درویشوں کو نہاں رکھے

۱۲ بدن پر کپڑے پہننے میں فضول خرچی نہ کرو۔

حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

آپ اہل کرامت کے پیشوا۔ اہل مجاہدہ کے سردار۔ اشاعت اسلام کے علمبردار ہیں۔ والد ماجد کا نام خواجہ غیاث تھا۔ آپ کے آباد اجداد سنجر، (سجستان وسیستان) میں اقامت گزیں ہو گئے تھے اس لئے آپ کو سنجری کہتے ہیں۔ والد ماجد کی طرف سے آپ حسینی اور والدہ ماجدہ ماہ نور کی طرف سے حسنی ہیں۔ آپ کی ولادت ۵۳۰ھ میں بمقام اصفہان ہوئی۔ نشو و نما خراسان میں پائی اور ابتدائی تعلیم اسی جگہ حاصل کی آپ کی عمر چندہ سال کی تھی۔ کہ باپ نے وفات پائی ترکہ میں جائیداد ایک پن چکی اور ایک باغ حصہ میں آیا جس کی دیکھ بھال خود کرتے اور گذارہ کرتے۔

خواجہ ۱۵ سال کے تھے۔ کہ آپ کے باغ میں حضرت ابراہیم قندوزی (قندوز نیشاپور کے قریب ایک گاؤں ہے) تشریف لائے۔ مجذوب بزرگ تھے آپ نے ان کو عزت سے بٹھایا اور خوشہ انگور کھانے کیلئے پیش کیا۔ حضرت ابراہیم بہت خوش ہوئے۔ اور تل کی کھلی نکالی اور چبا کر خواجہ صاحب کے منہ میں ڈالی۔ اس کے کھاتے ہی خواجہ صاحب کی چشم باطن کھل گئی۔ دل دنیا سے سرد ہو گیا۔ باغ اور پن چکی فروخت کی۔ رقم وصول شدہ فقراء میں بانٹ دی۔ اور خود تلاش حق میں نکل کھڑے ہوتے۔ آپ پہلے سمرقند بخارا آئے۔ قرآن شریف حفظ کیا۔ تفسیر حدیث اور فقہ میں تکمیل کی۔ پھر عراق عرب کو روانہ ہوئے۔ بغداد میں آئے حضرت عبدالقادر

جیلانی سے ملاقات کی۔ غوث الاعظم نے دیکھ کر فرمایا یہ مرد مقتدائے زمانہ
بہت لوگ اس کی طفیل منزلِ مقصود تک پہنچیں گے۔ چنانچہ خواجہ حضرت غوث
سے توجہ باطنی لیتے رہے۔ پھر خواجہ صاحب نے حرمین شریفین کا سفر اختیار
واپسی پر جبلِ جودی آئے اور حضرت غوث الاعظم سے دوبارہ ملاقات کی۔ اور
آکر ۵۵۲ھ میں خواجہ عثمان ہارونی کے دستِ حق پرست پر سلسلہ کی بیعت کی
پیرومرشد نے دو رکعت نماز ادا کرنے کا حکم دیا جب نفل ادا کر چکے تو قبلہ رو
کر سورہ بقر پڑھنے کو کہا۔ اور بعد ازاں ۲۱ بار سبحان اللہ کی تکرار کرائی۔ اور
صاحب کا ہاتھ پکڑ کر منہ آسمان کی طرف کیا اور کہا میں نے تجھے خدا تک پہنچا
اور کلاہ چار ترکی سر پر رکھ کر اپنی کمبل اوڑھائی۔ اور فرمایا بیٹھ جاؤ اور ہزار
سورۃ اخلاص پڑھنے کو فرمایا جب میں ہزار بار سورۃ اخلاص پڑھ چکا تو فرما
ہمارے مشائخ میں ایک شب و روز کا مجاہدہ ہے اسے پورا کرو چنانچہ ایک رات
دن عبادت الہٰی میں گذار کر حاضر خدمت ہوا۔ پیرومرشد نے ارشاد فرمایا بیٹھ جا
میں بیٹھ گیا پھر ارشاد ہوا اوپر دیکھ میں نے اوپر دیکھا فرمایا کہاں تک دیکھ
ہے عرض کی عرشِ معلی تک تب ارشاد ہوا نیچے دیکھ میں نے نیچے دیکھا ارشاد
کہاں تک دیکھتا ہے عرض کی تحت الثریٰ تک پھر حکم ہوا ہزار بار سورۃ اخلاص
جب حکم کی تعمیل ہو چکی تو ارشاد ہوا اوپر کو کہاں تک دیکھتا ہے عرض کی حجابِ عظمت
تک فرمایا آنکھیں بند کر میں نے بند کر لیں پھر فرمایا کھول میں نے کھول دیں۔ حضرت نے
دو انگلیاں میرے سامنے کیں اور پوچھا کیا دیکھتا ہے عرض کی ہژدہ ہزار عالم دیکھ
ہوں فرمایا اب تیرا کام ہو چکا۔ پھر ایک اینٹ جو سامنے پڑی تھی اس کو اٹھانے
حکم دیا میں نے اینٹ اٹھائی نیچے کچھ دینار تھے فرمایا لے جا اور درویشوں کو تقسیم کر
چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ ۲۰ سال آپ کے ہمراہ رہا ایک دم آرام نہ لیا نہ دن دیکھ
نہ رات جہاں سفر کو جاتے بستر اور توشہ اٹھا کر ساتھ ہوتا۔ ۲۰ سال مرشد کی خدمت
میں رہ کر خرقہ اور اجازت حاصل کی ۵۵۵ھ میں بغداد آکر چند روز قیام کیا۔ اور شیخ

شہاب الدین عمر سہروردی کے مرشد حضرت شیخ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی سے ملاقات کی۔ اس وقت اوحد الدین کرمانی اور شہاب الدین سہروردی ابتدائی حالت میں تھے
۵۵۶ھ میں ہمدان گئے۔ شیخ ابو یوسف ہمدانی کے مزار کی زیارت کی
پھر تبریز میں خواجہ ابو سعید تبریزی سے ملاقات کی۔ اور یہاں سے اصفہان آئے
اصفہان سے استرآباد آئے اور شیخ ناصر الدین سے ملے بعد ازاں خرقان گئے اور
ابو الحسن خرقانی کے مزار سے فیض حاصل کیا۔ یہاں سے سمرقند گئے۔ جہاں آپ نے ابو لیث سمرقندی کے مکان کے قریب ایک مسجد کی محراب کے قبلہ رخ ہونے کا بالمشافہ اطمینان کرایا۔ پھر میمنہ میں خواجہ ابو سعید ابو الخیر کے مزار کی زیارت کی یہاں دو سال قیام کیا وہاں سے ہرات شیخ عبداللہ انصاری کے مزار پر شب بیداریاں کیں۔ ہرات سے سبزوار آئے۔ یہاں آپ نے یادگار محمد حاکم سبزوار کے باغ میں قیام فرمایا۔ حاکم نے وہاں سے اٹھانا چاہا لیکن جونہی آپ کی نظر اس پر پڑی بے ہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا تائب ہو کر مرید ہوا جب آپ یہاں سے روانہ ہوئے تو اسے اپنا خلیفہ بنا کر وہاں ہی رہنے کی اجازت دی۔ آپ ۵۶۱ھ میں ملتان وارد ہوئے۔ اور لاہور ہوتے ہوئے اجمیر آ گئے۔ یہاں سے غزنی تشریف لے گئے۔ غزنی سے کوہ حصار کی راہ بلخ پہنچ گئے۔ اور حضرت احمد خضرویہ کی خانقاہ میں قیام فرمایا۔ اس زمانے میں بلخ کے قریب موضع زینا میں ایک عالم ضیاء الدین فلسفہ پڑھاتے تھے۔ عقیدہ فاسد رکھتے تھے۔ درویشوں کا انکار کرتے تھے۔ ایک دن مولانا نے آپ کے شکار کئے ہوئے جانور کا گوشت کھایا ان کے قلب کی تاریکیاں چھٹ گئیں خود مع شاگردوں کے مرید ہو گیا۔

۵۶۲ھ میں آپ پھر بغداد وارد ہوئے اور خواجہ جنید کی مسجد میں اپنے مرشد عثمان ہارونی سے بیعت تقرب کا شرف حاصل کیا ۵۶۳ھ میں شیخ ابو نجیب سہروردی کے جنازہ میں شرکت کی بعد ازاں اپنے مرشد کے ہمراہ ۸ سال تک سیاحت کی شیخ کا لوٹا اور بستر سر پر لپیٹ کر ساتھ ساتھ رہتے۔ پھر بغداد آ کر مرشد کے حکم سے رسالہ انیس الارواح مرتب کیا۔ اور ۵۲ سال کی عمر میں اپنے مرشد کی خلافت اور

جانشینی سے سرفراز ہوئے۔ اور تبرکات عصا، خرقہ، لکڑی کی پاپوش مصلا آپ کو مل گئے۔ ۵۸۲ھ میں آپ اوش میں وارد ہوئے۔ اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو ارادت سے مشرف کیا پھر اصفہان اور وہاں سے اوحد الدین کرمانی کے ہمراہ کرمان کرمان سے بصرہ اور بصرہ سے پھر حرمین شریفین پہنچے۔ چند روز مدینہ منورہ میں حاضری دی اور ہندوستان روانہ ہوئے۔ راہ میں بغداد آکر خواجہ قطب الدین کو ابولیث سمرقندی کی مسجد میں ۵ رجب المرجب ۵۸۳ھ میں بیعت خلافت سے نوازا۔ یہاں سے ہرات سبزوار، قلعہ شادمان ہوتے ہوئے لاہور آگئے۔ یہاں سے دہلی اور دہلی سے اجمیر یہاں راجہ پرتھی راج نے شہر سے نکل جانے کا حکم دیا چنانچہ حضرت نے فرمایا تین دن میں معلوم ہو جائیگا۔ کہ راجہ نکلتا ہے یا ہم۔ ۱۷ ذوالحجہ ۵۸۷ھ تاریخ کا لکھا ہوا اعلانِ جنگ شہاب الدین غوری کی طرف سے کھانڈے راؤ کے خط کے ساتھ پرتھوی راج کو ملا۔ اس کے بعد راجہ وہاں سے ایسا نکلا کہ اجمیر آنا نصیب نہ ہوا۔

۵۸۹ھ میں آپ دہلی آگئے ۵۹۰ھ میں آپ نے سید حسن کی صاحبزادی بی بی عصمت اللہ سے دہلی میں نکاح کیا۔ جن کے بطن سے تین صاحبزادے خواجہ فخر الدین ابوالخیر، خواجہ ضیاء الدین ابوسعید، خواجہ حسام الدین ابوصالح تولد ہوئے ۶۰۲ھ میں آپ نے پھر سفر کیا لاہور اور دہلی سے ہو کر اجمیر لوٹے۔ اس سفر میں آپ نے حضرت مخدوم علی ہجویری داتا گنج بخش کے مزار پر انوار پر چلہ کشی کی اور یہ شعر فرمایا

گنج بخش فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا ٭ ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

کچھ مدت بعد آپ پھر خراسان تشریف لے گئے۔ ۶۱۱ھ میں واپس اجمیر آئے۔ اس زمانے میں قطب الدین بختیار بغداد میں تھے۔ پیرو مرشد کے ملنے کیلئے دہلی آئے اور اجمیر آنے کی خواجہ صاحب سے اجازت مانگی۔ لیکن غریب نواز خود ہی دہلی تشریف لے آئے اور قطب الدین بختیار کو دستار، مثل و دیگر نوازمات خلافت سے سرفراز کیا۔ اور دہلی ہی میں رہنے کا حکم دیا ۶۲۰ھ میں بی بی امت اللہ سے دوسرا

بیٹی تھی۔ جہاد میں گرفتار آئی تھی دوسرا نکاح کیا۔ ان کے بطن سے ایک صاحبزادی بی بی حافظہ جمال تولد ہوئیں۔

سنہ ۶۲۷ھ میں خواجہ غریب نواز نے جامع مسجد اجمیر میں خواجہ قطب الدین سے فرمایا اب ہماری تیاری ہے اپنے کاتب خواجہ علی کو بلایا فرمایا تحریر کرو کہ خلافت سجادگی قطب الدین بختیار کو دی۔ اور دہلی اس کا مقام ہے کلاہ و دستار ان کے سر پر رکھی۔ خرقہ پہنایا خواجہ عثمان ہارونی کا عصا دیا۔ مصحف مصلیٰ اور نعلین بھی دیں اور کہا رسول اللہ کی امانت ہے جو ہمارے خواجگان کو سلسلہ بسلسلہ پہنچتی رہی ہے۔ تم کو لازم ہے اس کا حق بجا لانا تاکہ مجھے کل قیامت میں خواجگان کے سامنے شرمندگی نہ ہو۔ پھر قطب الدین کا ہاتھ پکڑا۔ اور روئے مبارک آسمان کی طرف کر کے فرمایا میں نے تجھے حق تعالیٰ کے سپرد کیا۔

قطب الدین نے خدمت کی زمین چومی آپ نے فاتحہ پڑھ کر فرمایا جاؤ جہاں رہو مرد رہو۔ خواجہ قطب الدین رخصت ہو کر دہلی آگئے آپ نے آگے کے بیس سال بعد خواجہ غریب نواز کا وصال ہو گیا۔ تاریخ وفات ۶ رجب المرجب سنہ ۶۳۲ھ منگل کا دن تھا۔ آپ نے ۹۷ سال عمر پائی۔ آپ کے بڑے صاحبزادے فخر الدین ابو الخیر نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اور اس حجرہ میں جہاں وصال ہوا تھا دفن ہوئے۔

خواجہ غریب نواز عظیم المرتبت ہونے کے باوجود بڑے منکسر المزاج اور سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ ایک چھوٹی سی جھونپڑی میں ایک پرانی دوتہی اوڑھے بیٹھے رہتے تھے۔ فقر و فاقہ کا یہ عالم تھا کہ افطار میں ۵ مثقال سے زیادہ جو کی روٹی نہ کھاتے۔ لیکن نظر ایسی کیمیا اثر تھی کہ جس پر پڑتی تائب ہو کر پرہیزگار بن جاتا۔

آپ کے بے شمار خلیفہ تھے مشہور یہ ہیں۔ قطب الدین۔ فخر الدین۔ شاہ عبداللہ کرمانی۔ پیر کریم سیلونی۔ شیخ وجیہہ الدین۔ حمید الدین صوفی۔ جیپال جوگی (اسلامی نام عبداللہ) حمید الدین ناگوری۔ شیخ وحید۔ شیخ متھا۔

خواجہ یادگار سبزواری شیخ حسن خیاط شیخ محسن۔
"رسالہ در کسب منفیٰ" انیس الارواح اور دلیل العارفین آپ کی تصنیف سمجھی جاسکتی ہیں۔ انیس الارواح میں خواجہ عثمان ہرونی کی ۲۸ صحبتوں کے ملفوظات ہیں۔ دلیل العارفین میں خواجہ معین الدین کی ۱۱ صحبتوں کے ملفوظات ہیں۔ جو قطب الدین نے جمع کیے۔ ایک فارسی دیوان ہے مگر بعض نقادانِ سخن اس میں شک کرتے ہیں۔

ارشاداتِ مقدسہ

۱ توبہ میں ثابت قدم وہ مرید ہے کہ ۲۰ سال تک کے نامۂ اعمال میں بائیں جانب کا فرشتہ کچھ نہ لکھے۔

۲ نیک کام کرنے سے نیک صحبت اچھی ہے اور بُرے کاموں سے بد کی صحبت بُری ہے۔

۳ چھوٹی چھوٹی ندیاں بہتی ہیں تو شور سنائی دیتا ہے۔ جب دریا سے جا ملتی ہیں۔ تو ان کا شور باقی نہیں رہتا۔

۴ مجاہدہ اور ریاضت سے ہیبتِ حق حاصل ہوتی ہے۔ اہلِ معرفت کی علامت ترک ہے

۵ گناہ اتنا ضرر نہیں پہنچاتا جس قدر مسلمان کی بے حرمتی۔

۶ بدبختی کی نشانی یہ ہے کہ آدمی گناہ کرے اور امید رکھے کہ مقبول ہو جاؤں گا۔

۷ انسان کیلئے بہترین وقت وہ ہے جس وقت اس کا قلب پریشان خیالات اور وساوس سے خالی ہو۔

۸ علم ایک دریا ناپیدا کنار ہے اور معرفت اس دریا کی ایک نہر۔ علم خداوند تعالیٰ کیلئے مخصوص ہے اور معرفت بندہ کیلئے۔

٩ حق تعالیٰ کا قرب نماز ادا کرنے کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ نماز ہی تو مومن کی معراج ہے۔

١٠ نشانِ محبت یہ ہے کہ اطاعت کرتے ہوئے خدا سے ڈرے۔ ایسا نہ ہو کہ اپنے قرب سے دور کر دے۔

١١ اہل معرفت کی عبادت پاس انفاس ہے۔

١٢ عارفوں کا ایک مقام ایسا ہے کہ جب وہاں پہنچے تو جہان اور مافیہا دو انگلیوں کے درمیان دیکھتے ہیں

١٣ عارف کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی صفات اس میں جلوہ گر ہونے لگیں جو چاہے ہو جاتے۔ جو بات کرے اس کا جواب غیب سے ملنے۔

١٤ عارف کی علامت یہ ہے کہ خاموش ہو۔ چہرہ پر غم کے آثار ہوں موت کو دوست رکھے۔ سوائے ذکر سبحانہٗ اسے چین نہ ہے۔

١٥ جس قدر کوئی معرفت میں زیادہ ہو گا۔ زیادہ متحیر ہو گا

١٦ بندہ عارف با اللہ ہے نہ کہ عالم با اللہ۔

١٧ جو کفر خدا تک لے جاتے اسلام ہے جو اسلام خدا سے باز رکھے ایسا کفر ہے۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار رحمۃ اللہ علیہ

آپ اولیائے اکابر اور اصفیائے اجلہ میں سے ہیں۔ ترکِ دنیا۔ گوشہ نشینی اور فقر و فاقہ میں کمال تک پہنچے۔ ہر وقت یادِ الٰہی میں مشغول رہتے جب کوئی زیارت کیلئے آتا تو اپنی اصلی حالت پر آ کر ملنے والے کی طرف دھیان کرتے پھر فرماتے معاف فرمائیں۔ زیادہ فرصت نہیں رکھتا۔

آپ کا وطن اوش تھا جو ترکستان کے شہر فرغانہ کے قریب ہے
ماجد کا نام سید کمال الدین تھا۔ آپ کا نام بختیار اور خطاب قطب الدین تھا
سادات میں سے تھے۔ کوئی ڈیڑھ برس کی عمر میں والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔
نے بہت اچھی طرح تربیت کی۔ پانچ برس کی عمر میں ایک نیک اور صالح بزرگ
ابو حفص اوشی کے سپرد کیا۔ شیخ ابو حفص نے کہا لے بچے تو بڑا بختیار ہے اور
نصیب ہے۔ چند مدت میں سند تکمیل حاصل کی اور علم باطن کی تلاش میں رہ
ہوئے۔ جب خواجہ غریب نواز اصفہان آئے اور اوش میں چند دن کیلئے
تو بختیار نے بیعت کی۔ اور ۵۸۶ھ میں خرقہ خلافت حاصل کر لیا۔ اس وقت
کی عمر کوئی سترہ برس تھی۔
حضرت بلا ناغہ ہر رات تین ہزار درود شریف پڑھ کر آنحضرت
علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص رئیس احمد نامی
آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام
ہے۔ حضرت یہ سن کر تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ اور مزید استفسار فرمایا۔ اس نے
حضور نے یہ فرمایا ہے کہ جو تحفہ ہر رات مجھے بھیجا کرتے تھے وہ تین دن سے نہیں
اس کی کیا وجہ ہے۔ خواجہ بختیار سمجھ گئے کہا تین دن ہوتے ہیں نے شادی کی تھی
اس سے میرے کام میں غفلت پیدا ہو گئی ہے۔ پس منکوحہ کا مہر ادا کر دیا اور
دے دی۔ جب آپ ہندوستان میں وارد ہوئے۔ اور ملتان آ کر
ٹھہرے۔ تو حضرت بہاؤ الدین زکریا بڑی تعظیم اور محبت سے ملے۔ اور اصرار کر
کچھ دن اپنے پاس ٹھہرایا۔ لوگوں نے آپ کو ملتان میں قیام کرنے کیلئے کہا مگر آپ
کہا ملتان کی سرزمین پر شیخ بہاؤ الدین سہروردی کا قبضہ رہنا ہی کافی ہے یہاں ان
کا تعلق ہے۔ خواجہ غریب نواز کے ارشاد کے مطابق آپ نے دہلی میں قیام فر
اور بیوی بچوں سمیت یہاں رہنا شروع کیا۔ یہ زمانہ سلطان التمش کا تھا بادشاہ
آپ کا قیام شہر کے اندر کرنا چاہا۔ مگر آپ نے قصبہ کیلوکھڑی میں رہنا پسند فر

چند سال بعد آپ نے شہر کے اندر ملک عین الدین کی مسجد میں قیام کیا آپ کو شیخ الاسلام کا عہدہ قبول کرنے کو کہا گیا مگر آپ نہ مانے اور یہ عہدہ شیخ نجم الدین غزنوی کے سپرد ہوا۔

ایک بادشاہی حاجب مختار الدین حاضر ہوا۔ اور کئی گاؤں اور نذر پیش کئے۔ اسے اپنے جائے نماز کا گوشہ الٹ کر دکھایا اور کہا جس کے ہاں رحمت الہی کا دریا بہتا ہو۔ وہ چند گاؤں لیکر کیا کرے گا۔ آئندہ درویشوں کے ساتھ ایسی گستاخی نہ کرنا۔

آپ کلام پاک پڑھتے تو ہر ایک آیت پر اپنے سینے پر ہاتھ مارتے اور بے ہوش ہو جاتے۔ ایک دن آپ اس طرح ہزار بار بے ہوش ہوئے۔ جب آپ مشاہدہ کی آیت تلاوت فرماتے تو مسکراتے اور عالم تحیر میں کھو جاتے۔ اور اس عالم تحیر میں ایک ایک دن رات رہتے۔

بابا فرید الدین رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔ میں نے کبھی آپ کو فتوح قبول کرتے یا کسی سے کچھ توقع کی امید رکھتے نہیں سنا۔ اگر کوئی مسافر خانقاہ میں آجاتا تو آپ اسے ضرور کچھ نہ کچھ عنایت کرتے۔ اگر کسی کو دینے کیلئے کچھ بھی نہ ہوتا تو اسے پانی ہی پلا دیتے۔

ایک دفعہ خواجہ جلال الدین تبریزی دہلی تشریف لائے۔ قطب صاحب کی ملاقات کیلئے کھلا رستہ چھوڑ کر دہلی کی تنگ گلیوں میں سے ہو کر آرہے تھے۔ قطب صاحب کو بھی کشف سے معلوم ہو گیا۔ حضرت جلال الدین تبریزی آرہے ہیں۔ چنانچہ اٹھے اور خود گلیوں میں سے ہوتے ہوتے ان کے استقبال کو بڑھے راہ میں ملاقات ہوئی۔ قطب صاحب جلال الدین صاحب کو اپنی خانقاہ میں لائے مجلس سماع قائم ہوئی۔ فقراء جمع تھے۔ خواجہ صاحب کو اس شعر پر وجد آگیا ؎

در عالم یک رنگی اغیار نمی گنجد ۔۔۔ در مے کدہ وحدت اشیار نمی گنجد

سلطان التمش بھی اسی محفل میں موجود تھا شیخ بدر الدین غزنوی راوی؛

ہیں۔ کہ آپ یہ دو شعر بکثرت پڑھا کرتے تھے۔

سودائے تو اندر دل دیوانۂ ما است ۔ ہرچند حدیث لنت افسانۂ ماست
بیگانۂ گر از تو گفت خویش من است ۔ خویشے گر از تو گفت بیگانۂ ماست

ایک دفعہ قطب صاحب اپنے قرابت داروں نے مریدوں کیساتھ عید
نماز پڑھ کر آرہے تھے۔ جب اس جگہ پر پہنچے۔ جہاں آپ کا مزار ہے کھڑے ہو گئے
کچھ دیر خاموش رہے۔ قرابت داروں نے عرض کی حضور آج عید کا دن ہے۔ بہت
لوگ مکان پر ملنے اور کھانا کھانے کے منتظر ہونگے۔ قطب صاحب یہ سن کر عالم
استغراق سے باہر آئے۔ اور فرمایا مجھے اس زمین سے بہت اہل کمال کی خوشبو آتی
بعد ازاں آپ گھر آئے۔ اور کھانے کے بعد حکم دیا۔ پوچھو اس زمین کا مالک کون
اور اسے یہاں بلا لاؤ چنانچہ زمین کے مالک کو حاضر کیا گیا۔ حضرت نے وہ زمین
سے خرید لی اس زمین میں آپ کو دفن کیا گیا۔ قاضی حمید الدین ناگوری۔ مولانا فخر الدین
میاں نصیر الدین۔ کالے خان۔ مرحومین کے مزارات اسی جگہ ہیں۔ ۱۴ ربیع الاول کو ایک
مجلس شیخ علی سکرنی سجستانی کی خانقاہ میں تھی۔ آپ بھی وہاں موجود تھے۔ قوال
نے حضرت احمد جام کی غزل شروع کی۔

منزل عشق از مکانی دیگر است ۔ مرد معنی را نشانی دیگر است
بر سر بازار جانبازان عشق ۔ زیر ہر دارے جوانی دیگر است
کشتگان خنجر تسلیم را ۔ ہر زمان از غیب جانی دیگر است
دل خورد زخمے ز دیدہ خوں چکد ۔ ایں چنیں زخم از کمانی دیگر است
احمدا تا گم نہ گردی ہوشدار ۔ کیں جرس از کاروانے دیگر است

قطب صاحب کو اس شعر پر

گشتگان خنجر تسلیم را ۔ ہر زماں از غیب جانے دیگر است

وجد ہو گیا۔ آپ وہاں سے گھر آئے تین دن رات تک متحیر اور بے ہوش
اور لگاتار یہ شعر سنتے رہے۔ جب نماز کا وقت آتا وضو کر کے فرض اور سنت ادا

کرتے اور پھر شکر کی حالت میں ہو جاتے۔ پس اسی عالم کیفیت میں ۱۴ ربیع الاول سنہ ۶۳۳ ہجری میں انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو شہید المحبت کہا جاتا ہے۔ خواجہ ابوسعید نے کہا کہ حضرت کی یہ وصیت ہے میرے جنازے کی نماز وہ پڑھائے جس نے کبھی حرام پر آنکھ نہ کھولی ہو سنتہائے عصر اور تکبیر اولیٰ اور فرض نماز کبھی ترک نہ کی ہو کوئی شخص ان صفات کا پیدا نہ ہوا۔ مگر سلطان التمش نے نماز پڑھائی۔ عرس آپ کا ۱۴ ربیع الاول کو ہوتا ہے۔

حضرت کے نام کے ساتھ لفظ کاکی شروع سے ہی استعمال ہوتا آرہا ہے۔ اس کی کئی ایک وجوہ بیان کی جاتی ہیں۔ اول حضرت کی درگاہ پر جو تبرک تقسیم ہوتا ہے اس کو بھی کاک کہتے ہیں۔ یہ ایک قسم کی روٹی ہوتی ہے۔ حضرت اس قسم کی روٹی مسافروں اور فقیروں کو تقسیم کیا کرتے تھے بدین وجہ لفظ کاکی آپ کے نام کے ساتھ استعمال ہونے لگا۔ دوم۔ قطب صاحب نے بیوی صاحبہ کو قرض لینے سے منع فرمایا اور کہا مجھے کے طاق میں سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر جس قدر کاک کی ضرورت ہو نکال لیا کرو۔ اور بچوں کو کھلا دیا کرو۔ چنانچہ ضرورت کے وقت وہ ایسا ہی کرتی تھیں اس وجہ سے کاکی کے نام سے مشہور ہو گئے۔ سوم افضل الفوائد مرتبہ امیر خسرو میں ہے کہ ایک مرتبہ آپ مع یاروں کے سلطان کے حوض پر تھے وقت باراحت تھا یاروں نے عرض کی اگر ایسے وقت میں گرم کاک ہو تو کیا ہی اچھا ہو آپ نے مسکرا کر فرمایا اگر مل جائے تو کیا کرو گے۔ عرض کی کھائیں گے آپ وہاں سے اٹھ کر پانی میں گئے۔ اور ہاتھ ڈال کر گرم گرم کاک نکال دیئے اسی سبب سے ان کو بختیار کاکی کہتے ہیں۔

حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ قطب صاحب کے مزار پر حاضر ہوا۔ یہ خطرہ میرے دل میں گذرا۔ حضرت کو اپنے مزار پر آنے والوں کی خبر بھی ہوتی ہے یا نہیں۔ جب میں مزار شریف پر مراقب ہوا۔ تو میں نے آواز سنی — مرا زندہ پندار چوں خویشتن ۔ من آیم بجاں گر تو آئی بہ تن۔

جب یہ آواز سُنی تو ایک عجیب و غریب کیفیت طاری ہوئی بعد ازاں جب کبھی حاضری ہوتی ۔ قطب صاحب کی روح کی خاص حاضری میسر آتی رہی ۔

قطب صاحب کا یہ دستور تھا کہ لنگر تقسیم فرماتے ۔ جس دن کوئی چیز نہ ہوتی تو خانقاہ کے ملازم سے فرماتے آج پانی ہی کا دور چلاؤ تاکہ کوئی دن بخشش سے خالی نہ رہے ۔ آخری زمانے میں حضرت فریدالدین کی ملاقات کو آتے ۔ آپ نے اپنا خرقہ وعصا ان کو عنایت فرمایا اور کہا تمہاری امانت یعنی سجادہ خرقہ دستار ۔ اور کفش قاضی حمیدالدین ناگوری کو دی جائیں گی جو آپ کو میری وفات کے بعد دے دیں گے تم ان کو حفاظت سے رکھنا ۔ مقام ما مقام شما است ۔ چنانچہ قطب صاحب کی وفات کے بعد مسعودؒ دہلی میں نہ تھے ۔ ہانسی میں تھے ۔ حضرت قطب صاحب نے وصیت فرمائی کہ میرے سب تبرکات مسعود کو دیئے جائیں ۔ اور وہی میرا جانشین ہو چنانچہ جب مسعود دہلی میں آئے تمام تبرکات حاصل کیئے اور قطب صاحب کی جگہ بیٹھے کچھ دن بعد ہجوم خلائق سے گھبرا کر وہاں سے ہانسی اور ہانسی سے اجودھن آ گئے

آپ صاحب تصنیف ہیں ۔ ایک دیوان ہے اور دوسری کتاب فوائد السالکین اس کتاب میں ان کی سات صحبتوں کے ملفوظات ہیں جن کو ان کے مرید فریدالدین مسعود نے جمع کیا اس کتاب میں وہ سب باتیں آ گئی ہیں جو ایک سالک کیلئے مفید ہیں

آپ کے مشہور خلفاء یہ ہیں ۔ فریدالدین مسعود گنج شکر ۔ بدرالدین غزنوی برہان الدین بلخی ۔ ضیاء رومی ۔ سلطان شمس الدین شیخ محمود بہاری ۔ شاہ خضر قلندر بدرالدین ہوئے تاب

ارشاداتِ مقدسہ

۱ ۔ سالک وہ ہے جو ہر وقت یادِ الٰہی میں غرق رہے اور شریعت کی پابندی کو نہ چھوڑے کم کھائے صرف عبادت کی قوت کو قائم رکھنے کیلئے

۲ ۔ عارف کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ صفاتِ الٰہی اس میں پائی جائیں ۔

۳ سالک کے لباس میں تزئین اور آرائش نہ ہو۔ اگر دکھانے کیلئے لباس
پہنتا ہے تو وہ راہِ سلوک سے بہت دور ہے
۴ سچی دوستی یہ ہے کہ جو کچھ دوست کی جانب سے پہنچے اس کو نعمتِ
غیر مترقبہ جانے اس بہانے دوست نے یاد تو کیا۔
۵ سالک کو چاہیے کہ اسرارِ الٰہی کو چھپائے کشف و کرامت کا اظہار
باقی درجات سے دور رکھتا ہے۔
۶ اے درویش جب وقت آتا ہے تو لطف اور عنایت کی نسیم چلنے
لگتی ہے۔ تو لاکھوں شرابیوں کو صوفی با صفا اور صاحب سجادہ کر دیتا ہے
اگر خدانخواستہ قہر کی ہوا چلے تو لاکھوں صاحبان سجادہ کو شراب خانہ میں پھینک دیتی ہے
بیماری یا ابتلا ایمان کی صحت کی نشانی ہے۔
۷ سماع مخصوص شرائط کے ساتھ سننا جائز ہے۔
۸ پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ تک کس طرح پہنچ سکتے ہیں۔ فرمایا اندھے پن
گونگے پن بہرے پن سے جب یہ حسیں جاتی رہیں خدا رسیدہ ہو گیا لیکن تک
یہ دشمن پیچھے لگے رہیں کچھ حاصل نہیں ہوتا
۹ مرید صادق کو طاعت میں مزہ آتا ہے اور خوشی حاصل ہوتی ہے۔

غزل

۱۰

اے بگردِ شمعِ رویت عالمی پروانہ ای	وز لبِ شیرینِ تو شور است در ہر خانہ ای
ماہ من گر مے توانی رحم کن بر بے دلان	کز تو ماند ایں حکایت در جہاں افسانہ ای
من بچندیں آشنائی می خورم خونِ جگر	آشنا را حال ایں است وائے بر بیگانہ ای
قطبِ مسکین گر گناہے می کند عیبش مکن	عیب نبود گر گناہے کند دیوانہ ای

۱۱ قصیدہ در شانِ محبوبِ سبحانی حضرت عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ز بسم اللہ کنم آغاز مدحِ شاہِ جیلانی	کہ بر قدش درست آمد لباسِ اعظمِ ثانی
زہے غوثے کہ غوثیت مدام او را مسلم شد	زہے قطبے کہ قطبیت مر او را ہست ارزانی

بتو ظاهر شود آنکه چه دارد کنیت آنحضرت　　اگر لفظ ابو را با محمد متصل خو

ابو صالح صلاح آشنا نام والدش آمد　　بعصمت فاطمه اُمّش که بوده رالو

خطاب او ست محی الدین عبدالقادر اسم او　　شده قادر به احیا کردن دین مسل

سیادت از ابا ابن ست او را در نسب نامه　　حسن از جانب والد حسین از جانب

ز قاضی بوسعید آمد مبارک خرقه اش در بر　　کمخدومی مبارک خواند خطبه در سخن

هر آن کشف کراماتی که بود آن شاه جیلان را　　نه در تحریر می گنجد نه در تقریر ال

در ایام صیام از شیر اُمّش گفت در طفلی　　نخورده شیر من هرگز یقین آن مولش

هلال ماه صوم از ابر شد یکبار پوشیده　　از اُمّش آشکارا شد احوال مه پنه

بگفت امروز فرزندم نخورده شیر من هرگز　　که بود آن روز روزه دار زد زهنا

نود سال حیاتش بود تفصیلش ز من بشنو　　به هژده سال از جیلان به بغداد آمده

پی تحصیل علم هفت سال اندر شمار آمد　　به بیست و پنج سالش انقطاع از خلق

چهل ساله بدعوت گشت حق خواندن خلائق را　　حساب عمر ایشان بود گفتم من با آس

بسال پنج صد و یک شصت آن شه شاهان　　دران سوی جنان گشته گذشت از عالم ف

کمالاتش ز حد بیرون خوارق از شمار افزون　　بعلم و حلم صوفی چون او پیدا نشد تا

چو حصه فیضش از این نتوانم اندر مدح او گفتن　　نگویم گر توانم گفت اخلاقی که می د

طفیل خاص اخلاصی که قطب الدین کاکی را　　بان درگاه دالد دستگاه شاه جیل

توئی شاه همه شاهان همه شاهان گدای تو　　گدایان جهان از دست تو یابند لط

توئی مقصود هر آگاه توئی مقصود اهل الله　　توئی هادی هر گمراه توئی محبوب سبح

گدائی در گه عالی است شاها آمده کاکی　　به بخشش او را سرافرازی ز اسرار خدا د

قطبِ عالم بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

نام نامی قاضی مسعود تھا۔ والد صاحب کا نام قاضی سلیمان اور دادا کا نام قاضی شعیب جو بخارا سے اٹھ کر ہندوستان آئے۔ پہلے قصور میں ٹھہرے۔ پھر کھتوال چلے آئے آپ کے دادا اور والد اسی جگہ فوت ہوئے اس جگہ کو آج کل مشائخ کی چاولی کہتے ہیں۔ ابتدائی تعلیم کھتوال میں حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے ملتان آئے۔ ملتان میں طالب علمی کا زمانہ عنایت عسرت سے گذارا۔ ایک دن مسجد میں بیٹھے نافع کا مطالعہ کر رہے تھے کہ درویش آئے اور پوچھا کیا پڑھ رہے ہو جواب دیا نافع پڑھ رہا ہوں۔ درویش نے مسکرا کر کہا کیا یہ تمہیں کچھ فائدہ دے گی۔ جونہی درویش سے آنکھیں چار ہوئیں دل کی حالت بدل گئی۔ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کچھ فائدہ نہ دے گی۔ آپ کی نظر التفات فائدہ دیگی۔ چند سوالات باطنی امور کے متعلق کیئے۔ درویش نے ان کا جواب دیا۔ پھر پوچھا آپ کا اسم گرامی کیا قطب الدین دہلی جا رہا ہوں آپ نے کہا مجھے بھی ساتھ لے چلیں درویش (قطب الدین) نے کہا چلو یہاں آکر بہت مجاہدہ کیا۔ قطب صاحب نے مشائخ دہلی کی موجودگی میں آپ کو مرید کیا۔ اب مسعود وضو کرانے کی خدمت پر مامور ہوتے ایک دن پانی گرم کرنے کے لیے آگ کی ضرورت ہوئی بہت تلاش کی کہیں نہ ملی ایک بڑھیا سے ہاں پتہ لگا۔ اس نے کہا آگ کے بدلے آنکھ نکال دے اور آگ لے جا راضی ہوگئے۔ آنکھ دے کر آگ لے آئے پانی گرم کر کے وضو کرایا۔ آنکھ پر پٹی بندھی تھی۔ پیر نے پوچھا کیا ہوا۔ کہا حضور آنکھ آئی ہے شیخ نے فرمایا سو آتی آئی ہے پٹی کھولو آنکھ سوا آتی ہے اس وقت سے آپ کی اولاد میں ایک آنکھ

بڑی ہوتی ہے۔

نقل ہے جب آپ نے مجاہدہ اختیار کرنا چاہا۔ تو شیخ سے ع
شیخ نے فرمایا طے کا روزہ رکھو آپ نے تین یوم تک کچھ نہ کھایا۔ تیسرے دن
کے وقت ایک شخص روٹی لیکر آیا۔ آپ نے رزق غیب سمجھ کر روزہ افطار
فوراً قے ہوگئی۔ یہ حقیقت پیر سے بیان کی۔ انھوں نے فرمایا مسعود! تو نے
دن کے بعد ایک شرابی کے کھانے سے روزہ افطار کیا لیکن عنایت خداوندی
کام آئی کہ قے ہوگئی۔ پھر طے کا روزہ رکھو۔ اور جو غیب سے ملے اس سے ا
کرو۔ آپ نے پھر تین دن تک روزہ رکھا: جب افطار کا وقت آیا تو کوئی
ملی یہاں تک کہ پہر رات گذر گئی۔ ضعف بڑھ گیا۔ حرارت سے نفس جلنے
ہاتھ زمین کی طرف بڑھایا اور کنکر اٹھا کر منہ میں رکھ لیئے۔ وہ کنکر شکر پارہ بن گ
اس کیفیت کو مکر شیطانی سمجھا۔ کنکر نکال کر پھینک دیئے۔ اور ذکر الہیٰ میں ل
گئے۔ پھر ضعف غالب آیا۔ کنکر منہ میں ڈالے وہ بھی شکر بن گئے۔ وہی کیفی
کی تین بار تکرار ہوئی۔ یقین ہوا کہ لطف خداوندی ہے دن کو تمام ماجرا
سے بیان فرمایا۔ انھوں نے فرمایا اچھا کیا کہ ان سے افطاری کی کیونکہ یہ کھانا
سے تھا۔ جاؤ تم شکر کی طرح شیریں رہو گے۔ پس آپ گنج شکر کے لقب
مشہور ہو گئے۔

ایک اور روایت بھی مشہور ہے کہ کوئی سوداگر شکر لے جا ر
تھا۔ آپ نے شکر طلب کی سوداگر نے کہا شکر نہیں نمک ہے آپ نے فرمایا
نمک ہی ہوگا۔ جب سوداگر نے مال کھولا گڑ کی بجائے نمک تھا۔ آپ کی خد
میں آیا معافی چاہی نمک شکر سے بدل گیا۔ چنانچہ خانخاناں بیرم خاں نے آپ
تعریف میں کہا۔

کان نمک۔ جہان شکر۔ شیخ بحر و بر ✻ آن کز شکر نمک کند و از نمک شکر

آپ کو فرید کا لقب حضرت خواجہ فرید الدین شیخ عطار نے

اور بعض لوگ فرماتے ہیں۔ کہ پردۂ غیب سے آپ کو یہ لقب عنایت ہوا۔ اور کثرتِ زہد کی وجہ سے آپ کو صاحب زہد الانبیاء کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے

ایک دن شیخ نے کہا مسعود! آج حضرت عثمانی ہارونی کا ختم مبارک ہے۔ بازار سے شیرینی لے آؤ۔ آپ بازار گئے دیکھا لوگوں کا ہجوم ہے اور حضرت نجم الدین صغریٰ شیخ الاسلام کی پالکی آرہی ہے ان پر بے خودی کی حالت طاری ہے اور کہہ رہے ہیں جو مجھے دیکھے گا جنتی ہو گا۔ لوگ زیارت کے لئے ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے۔ آپ مکان کے اندر چلے گئے۔ اور اس وقت تک باہر نہیں نکلے جب تک ہجوم اور پالکی چلی نہیں گئی۔ شیرینی لے کر جب آئے تو شیخ نے کہا مسعود! دیر لگا دی عرض کی بازار میں ہجوم تھا۔ لوگ نجم الدین صغریٰ کی زیارت کر رہے تھے شیخ نے فرمایا مسعود! تم نے زیارت نہیں کی کہا نہیں شیخ نے کہا کیوں عرض کی میرے لئے صرف آپ ہی کی زیارت جنت کی ضامن ہے شیخ کی حالت یہ سن کر بدل گئی۔ فرمایا مسعود! جو تیری چوکھٹ سے گزرے گا جنتی ہو گا۔

ایک دفعہ خواجہ غریب نواز نے قطب الدین صاحب سے کہا۔ آؤ۔ دونوں مسعود کو توجہ دیں چنانچہ درمیان بٹھا کر پیر اور دادا پیر توجہ دینے لگے۔ اور باطنی نعمت سے خوب مالا مال کیا۔ بعد ازاں قطب الدین صاحب نے کہا مسعود دادا پیر کے قدموں میں سر جھکاؤ۔ مگر آپ نے قطب الدین کے قدموں پر سر جھکا دیا۔ قطب صاحب نے کہا دادا پیر کے قدموں پر سر رکھو۔ تم میرے قدموں پر سر جھکاتے ہو۔ آپ نے فرمایا ان قدموں کے سوا اور قدم نظر نہیں آتے یہ سن کر خواجہ غریب نواز نے فرمایا بختیار مسعود ٹھیک کہتا ہے۔ منزل کے دروازے تک پہنچ گیا جہاں دوئی کا نام نہیں رہتا پھر اسے کیوں کر تیرے سوا میں نظر آؤں (فنافی الشیخ) اس کے بعد خرقہ خلافت عطا کیا اور رخصت کیا کسی کا کیا ہی اچھا شعر ہے۔

بخشش کونین زشیخیں شد ٭ یافتہ شاہی زشاہان جہان

شیخ نے معکوس چلہ کھینچنے کا حکم دیا۔ اس کے لئے مسجد کی
جس میں کنواں ہو اور کنواں پر درخت ہو اور درخت کی ٹہنی کنویں پر
اور مسجد کا موذن دیندار ہو اور پاسدار راز ہو۔ درویشوں کی صحبت کے
ہو۔ ایسی مسجد کہیں نہ ملی۔ آخر مَن جَدَّ وَجَدَ۔ اُچ میں مسجد حاج اس طرح
ملی۔ اس کا موذن خواجہ رشید الدین میناتی تھا جو ہانسی کا باشندہ تھا۔
کو راز دار بنایا چنانچہ وہ چالیس روز تک ہر رات آپ کو کنویں کے درخت
سے کنویں کے اندر الٹا لٹکا دیتا اور صبح کی آذان کے وقت باہر نکال لیتا
کسی دوسرے کو اس کا علم نہ ہوا راہ سلوک طے کرنے میں آپ نے بڑی محنت شاقہ
برداشت کی خود بابا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ۲۰ سال عالم تفکر میں کھڑا رہا
پاؤں سوج گئے خون بہتا تھا اس عرصہ میں یاد نہیں کہ کچھ کھایا ہو

حضرت مخدوم علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے
مزار پر چلہ کھینچا۔ اور فرمایا

برآستانۂ تو ہر کسی رسید مطلب یافت ❊ روا مدار کہ من نا امید برگردم

چلہ گاہ تا حال موجود ہے اور وہاں ۵ محرم کو میلہ لگتا ہے لوگ
بیٹھی کھچڑی چڑھاتے ہیں۔

آپ نے مقامات مقدسہ کی زیارت اور بلاد اسلامیہ کی سیر و
سیاحت کے لیے سفر اختیار کیا بڑے بڑے مشائخ سے ملاقات کی اور جگہ
بہ جگہ خانقاہ بنانے کی کوشش کی اور وہاں اپنا خلیفہ چھوڑا وہ جگہ آپ کو پسند
کی آپ نے وہ جگہ درویشوں کی خانقاہ کیلئے وقف کر دی۔ اور اس جگہ کا نام
زاویہ ہندی ہو گیا۔ یعنی تکیہ بابا فرید شکر گنج سنہ ۱۹۲۳ء میں اس عمارت کو از سر نو
تعمیر کیا گیا۔ اور شیخ ناظر حسن کے چلے گاہ دیا تکیہ کے متولی ہوئے۔ یہ جگہ عیسائی
آبادی کے بیچ میں تھی۔

آپ کچھ عرصہ ہانسی میں رہے پھر کھتوال اور بعد ازاں اجودھن
[illegible]

مقام کر لیا۔ خانقاہ کی بنیاد ڈالی۔ یادِ خدا میں اور لوگوں کو فیض پہنچانے میں لگ گئے۔ مجلس میں علمی اور روحانی چرچا رہتا۔ نصف شب تک دروازہ کھلا رہتا۔ لوگ آتے جاتے۔ خود لوگوں کو قرآن شریف تجوید سے پڑھاتے۔ عوارف المعارف اور التمہید ابو الشکور سالمی کا درس دیتے تھے۔ مولانا خواجہ سدیدالدین اسحاق محض علم کی وجہ سے آپ کے مرید ہوئے۔ حالانکہ فقراء کا انکار کرتے تھے۔ بہاء الدین ذکریا ملتانی کو آپ سے بڑی محبت تھی۔ ایک دفعہ انہوں نے لکھا میری آپ سے عشق بازی ہے۔ بابا صاحب نے جواب میں لکھا میرے اور آپ میں عشق تو ہے بازی نہیں۔ اسلئے میں چاہتا ہوں کہ خط و کتابت میں آپ عشق و محبت تک رہیں۔ بازی تک نہ آئیں۔ ۲۰ سال تک آپ کا طریق رہا کہ رمضان شریف میں ۲۰ رکعت تراویح ادا کرنے کے بعد دو رکعت نفل میں ہر رات قرآن شریف ختم کرتے۔ اور اسی وضو سے صبح کی نماز پڑھتے۔

ایک دفعہ آپ بیمار ہو گئے۔ لکڑی لیکر چل رہے تھے کہ یکلخت لکڑی پھینک دی۔ ہمراہیوں نے وجہ پوچھی فرمایا دل میں خیال آیا کہ میرا چلنا اس لکڑی کے بھروسہ پر ہے اسلئے لکڑی پھینک دی۔ آدمی کا بھروسہ صرف اللہ پر ہونا چاہیے۔

ایک دن یاہو یا من ہو یا من لیس لہ الا ہو لا لا لا فرمایا اور چادر سے آپ غائب ہو گئے۔

ایک دن آپ کی خانقاہ میں ایک قلندر آیا۔ آپ حجرہ میں مشغول بحق تھے۔ جب آپ حجرے کے اندر چلے جاتے کواڑ بند کر لیتے پھر کسی کو اندر داخل ہونے کی اجازت نہ تھی۔ وہ قلندر آیا اور آپ کے مصلے پر بیٹھ گیا۔ شیخ بدرالدین اسحاق بپاس ادب خاموش رہے اور قلندر کو کھانا دیا۔ قلندر نے کہا پہلے شیخ کو دیکھوں گا پھر کھانا کھاؤں گا۔ شیخ اسحاق نے کہا پہلے کھانا کھاؤ پھر شیخ کے حضور میں لے چلوں گا۔ قلندر نے کھانا کھایا پھر اپنے

کچکول سے گھاس نکالی اور کچکول میں رہے گوندھنا شروع کیا اس کے قطرے شیخ
مصلے پر گر پڑے بدر الدین اسحاق نے آگے بڑھ کر روکا۔ قلندر غضب آلو
اور بدر الدین کو مارنے کیلئے کچکول اٹھایا حضرت شیخ حجرہ میں سے دوڑے
آئے اور قلندر کا ہاتھ پکڑ کر فرمانے لگے۔ قلندر مجھے بخش دو قلندر نے کہا

درویشاں دست بر ندارند ❊ دیوں برو دارند فرو نہ آرند

آپ نے فرمایا اس دیوار پر مارو قلندر نے وہ کچکول دیوار پر
دیوار گر پڑی لجدۂ فرمایا میاں بر عامی خاصے است۔

ایک دفعہ ایک گودڑی تیار کی دن کو اس پر بیٹھتے رات کو
اوپر اوڑھتے۔ ایک عصا جو پیر سے ملا تھا اسپر تکیہ لگاتے۔ جتنی مرتبہ
عصا کو چھوتے۔ ہاتھ کو چومتے۔

ایک بار آپ کا لباس پارہ پارہ بہت بوسیدہ ہو گیا۔ ایک شخص
نے کرتہ نذر کیا۔ آپ نے وہ کرتہ پہن کر فوراً اتار ڈالا اور شیخ نجیب الدین
متوکل کو جو آپ کے حقیقی بھائی تھے دے کر ارشاد فرمایا کہ جو ذوق مجھ کو اس
پرانے کرتے میں حاصل تھا۔ اس کرتے میں نہیں۔ آپ روزہ اکثر شربت سے
افطار کرتے تھے ایک پیالہ شربت کا جس میں تھوڑی سی کشمکش ملی ہوتی حاضر
کیا جاتا تھا۔ اس میں سے دو تہائی حاضرین میں تقسیم کرتے ایک تہائی خود نوش
فرماتے۔ پھر اس میں سے بھی کسی نہ کسی طلبگار کو عنایت کر دیتے اس کے بعد دو
روغنی روٹیاں لائی جاتی تھیں۔ ان میں سے ایک ٹکڑا خود اور باقی تمام حاضرین
میں بانٹ دیتے۔ پھر طرح طرح کے کھانے دسترخوان پر چنے جاتے ان کو لوگ
کھاتے لیکن خود دوسرے دن افطار ہی تک کچھ تناول نہ فرماتے۔ سونے وقت اس
کمبل کو نیچے بچھا لیتے جس پر سارا دن بیٹھتے تھے۔ آپ اکثر زنبیل کی روٹی
تناول فرماتے شیخ نظام الدین اولیاء فرماتے ہیں جس دن شیخ کے یہاں ڈیلا
کریر پیٹ بھر کر کھانے کو ملتا اس دن عید ہوتی یہ صفت کا کھانا تھا جب

ہوتا تو زنبیل گردانی کرتے ۔

ایک دفعہ لنگر خانہ میں نمک ختم ہو گیا ایک درم کا اُدھار لایا گیا ۔ جب دسترخوان چنا گیا ۔ تو بابا صاحب نے فرمایا آج کھانے کی طرف طبیعت مائل نہیں ہوتی اور کراہیت محسوس کرتا ہوں ۔ نظام الدین نے عرض کی حضور ساگ پات تو وہی ہے جو ہر روز ہوتا ہے مگر آج نمک نہ تھا دوکاندار سے اُدھار لایا ہوں فرمایا دریں طعام بوئے تصرف می آید روا نباشد کہ من این طعام بخورم ۔ یعنی اس کھانے میں سے تصرف کی بُو آتی ہے اسلئے میرے لئے کھانا جائز نہیں ۔ آئندہ کبھی ادھار نہ لانا ۔

ایک دفعہ بیماری نے غلبہ کیا اور روزوں کا مہینہ آگیا ۔ خربوزے لائے گئے اور تراش تراش کر آپ کو دیتے گئے ۔ آپ تناول فرماتے رہے اس دوران میں ایک قاش خواجہ نظام الدین کو دی ۔ خواجہ کا روزہ تھا ۔ چاہا کہ کھا لوں ۔ دو ماہ کے روزے بطور کفارہ رکھ لوں گا ۔ یہ دولت کہ شیخ اپنے ہاتھ سے دے کب میسر ہو گی کھانے لگے تو بابا صاحب نے فرمایا ۔ نہ مجھے تو شریعت کی طرف سے اجازت ہے تمہیں نہیں کھانا چاہیے

ایک دفعہ سلطان ناصر الدین اجودھن میں آپ کے پاس آیا اپنے وزیر الغ خان کو چار گاؤں کا فرمان اور رقم کثیر بطور ہدیہ بھیجی آپ نے یہ کہہ کر واپس کر دی ۔ ان کو دو جن کو ضرورت ہو ۔ ہمارے خواجگان کی یہ رسم نہیں ۔ اگر کبھی کسی سے کچھ قبول کرتے تو راہ خدا میں تقسیم کر دیتے ۔

ایک بار کسی نے ان سے غیاث الدین بلبن کے پاس کچھ سفارش چاہی آپ نے سفارش نامہ اس طرح لکھا " میں اس آدمی کا معاملہ اللہ تعالیٰ اور بعد ازاں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں ۔ اگر آپ اس کو کچھ دے دیں گے تو حقیقی معطی اللہ تعالیٰ ہو گا اور آپ مشکور ہوں گے ۔ اور اگر آپ نہ دیں گے تو اس کا مانع اللہ تعالیٰ ہو گا ۔ اور آپ معذور ہوں گے

آپ کا افطار اکثر شربت کے ایک پیالے سے ہوتا تھا۔ جس میں (
ستو ڈ لیتے۔ اس میں سے آدھا حاضرین کو تقسیم فرماتے اور تھوڑا سا ایک برتن میں
باقی خود استعمال کرتے۔ اس بقیہ میں سے بھی جس کو چاہتے کچھ دیتے۔ پھر دو روٹی
چپڑی ہوئی آتیں ایک کے ٹکڑے کرکے حاضرین کو دیتے دوسری خود کھاتے۔ اس
سے بھی کسی کو دے دیتے۔ بعد نماز یادِ حق میں مشغول ہو جاتے۔ اس کے بعد دستر
لایا جاتا اور سب کو تقسیم ہو جاتا۔ آپ پھر افطار کے وقت کھاتے

حضرت باوا صاحب پانچویں محرم ۶۶۴ھ میں اس جہانِ فانی
سے رحلت فرما گئے۔ عمر شریف ۹۵ سال تھی۔ پانچویں محرم کی رات کو حضرت
مرض خلہ کا غلبہ ہوا۔ آپ نے عشاء کی نماز با جماعت پڑھی پھر بے ہوش ہو گئے
جب ہوش آیا فرمایا میں نے عشاء کی نماز پڑھ لی ہے؟ حاضرین نے کہا ہاں آپ
پڑھ چکے ہیں۔ آپ نے کہا ایک بار اور پڑھ لوں۔ پھر کون جانے کیا ہو۔ دوسری مر
نماز پڑھی اور پھر بے ہوش ہو گئے۔ پھر ہوش میں آئے اور کہا کیا میں نے نماز پڑ
لی ہے۔ حاضرین نے کہا کہ آپ دو بار پڑھ چکے ہیں۔ فرمایا ایک بار اور پڑھ لوں
کون جانے کیا ہو۔ تب تیسری بار پڑھی۔ اور بعد ازاں یا حی یا قیوم کہتے ہوئے
جان جانِ آفرین کے حوالے کی۔ تمام بھائیوں اور خلفاء کرام نے متفقہ طور پر حضرت
خواجہ شیخ بدر الدین کو جانشین منتخب کیا۔ اور ان کی وفات کے بعد علاؤ الدین احمد
موج دریا سجادہ نشین ہوئے

وفات سے پہلے وصیت کی کہ میرا خرقہ۔ عصا۔ کھڑاویں) جب مولانا
نظام الدین دہلی سے آئیں تو ان کو دے دینا۔ میری قبر بھی وہی بنوائیں چنانچہ
حضرت کو بطور امانت ایک جگہ دفن کر دیا گیا۔ جب نظام الدین آئے۔ تو انہوں
نے دوبارہ اس جگہ دفن کیا جہاں اس وقت مزار پاک ہے۔ اور دو دروازے
رکھے۔ ایک مشرق کی جانب اور ایک جنوب کی طرف۔ جنوبی دروازے پر
حضرت نظام الدین کھڑے تھے۔ کہ حالت بے خودی کی طاری ہو گئی۔ نظام الدین

نے تالیاں بجا کر فرمایا دیکھو رسول اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں فرماتے ہیں "من دخلہ کان امنا" (جو داخل ہو گیا امن پائیگا) اس وقت [redacted] مشرق کا دروازہ کھلا رہتا ہے۔ اور جنوبی دروازہ بند رہتا ہے۔ صرف عرس کے موقعہ پر کھلتا ہے۔ اور لوگ ہزاروں کی تعداد میں اس دروازے میں داخل ہوتے ہیں اور اس دروازے کا نام بہشتی دروازہ ہے آپ نے چار شادیاں کیں ان سے پانچ صاحبزادے اور تین لڑکیاں تھیں۔ پوتوں اور نواسوں کا کوئی شمار نہ تھا حضرت کی زندگی میں اولاد کو ہمیشہ تکلیف رہتی تھی۔ چنانچہ نقل ہے ایک دفعہ حرم محترم نے آکر عرض کیا کہ اے خواجہ آج فلاں لڑکا بھوک سے مر رہا ہے۔ شیخ نے سر اوپر اٹھایا اور فرمایا "مسعود بندہ کیا کرے۔ اگر تقدیر الٰہی آجائے اور وہ اس دنیا سے سفر کر جائے تو اس کے پاؤں میں ایک رسی باندھ کر باہر پھینک دینا" مگر بعد میں سب اولاد خوشحال ہو گئی۔

آپ کے خلفاء کی تعداد ۳۴۳۰ ۵۲ ہے مریدوں کی تعداد خدا جانے۔ ہندوستان میں تین سلسلے جاری ہوئے۔ (۱) سلسلہ جمالیہ حضرت جمال الدین ہانسوی رح سے، (۲) حضرت علاؤ الدین صابر سے صابریہ (۳) سلسلہ نظامیہ حضرت نظام الدین دہلوی سے۔

حضرت کی تصنیفات میں دو ملفوظات ہیں۔ (۱) راحت القلوب جسے نظام الدین رح نے مرتب کیا (۲) سیر الاولیا جسے بدر اسحاق نے مرتب کیا۔

ارشادات مقدسہ

(۱) درویشی پردہ پوشی ہے۔ درویش کو چار چیزیں چاہیں۔ چشم کور زبان گنگ۔ کان بہرے۔ پاؤں لنگ۔ جس میں یہ چار چیزیں ہوں وہ درویش ہے خواہ اہل دنیا کے لباس میں ہو۔

(۲) صوفی تمام چیزوں کو صاف کرتا ہے مگر کوئی چیز اس کو میلا نہیں

نہیں کر سکتی۔

۳ حضورِ قلب اس وقت حاصل ہوتا ہے جب لقمہ حرام سے پرہیز، دنیا اور اہلِ دنیا سے کنارہ کشی ہو۔

۴ درویشوں کا طریقہ تحمل ہے کسی کے لئے بددعا نہ کرے۔

۵ ایک دن کی پیر کی خدمت سو سال کی عبادت کے برابر ہوتی ہے تمام عمر پیر کو سر پہ اٹھا کر حج کرتا رہے تو بھی پیر کے حقوق کی ادائیگی نہ ہوگی

۶ لوگوں کا احسان اپنے پر سمجھو۔ کسی پر اپنا احسان نہ جتاؤ

۷ جب دولت مند کے پاس بیٹھو دین کو نہ بھلاؤ۔

۸ ہر شخص کی روٹی نہ کھا۔ سب سے رذیل وہ ہے جو کھانے پینے اور پہننے میں مشغول رہے۔

۹ کوشش کرو کہ مر کر زندہ ہو جاؤ۔

۱۰ عشق و محبت میں مشورہ بیکار نہیں ہوتا۔

۱۱ تدبیر میں آفت ہے تسلیم میں سلامتی۔

۱۲ فقیر علماء میں ایسا ہوتا ہے جیسے تاروں میں چاند

۱۳ اپنی سرگرمی کو لوگوں کی سرد کلامی سے ترک نہیں کرنا چاہیے۔

۱۴ نامرادی کا دن مردانِ خدا کی شب معراج ہے

۱۵ ایک دفعہ حرمت و حلت سماع میں گفتگو ہو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا سبحان اللہ کوئی تو جل کر راکھ ہو جائے اور دوسرے ابھی اختلاف میں پڑے ہوں سماع راحتِ قلب ہے۔ اہلِ محبت کے دل میں حرکت پیدا کرتا ہے حرکت سے حیرت حیرت کے بعد ذوق۔ ذوق کے بعد بے ہوشی اس بے ہوشی میں اگر ہزاروں تلواریں ماریں تو بھی خبر نہ ہو۔ اور یہی چار چیزیں معرفت کا اسباب بنتی ہیں

۱۶ جس درویش نے دنیا کا کام شروع کیا = مال مرتبہ اور ترقی چاہی وہ درویش نہیں طریقت کا مرتد ہے۔

۱۷ آپ شعر پنجابی اور فارسی میں کہتے تھے تبرکاً ایک غزل درج کی جاتی ہے

من نہ ام واللہ یاران من نہ ام ۔ جان جانم عقل عقلم من نہ ام
نور پاک ام آمدہ در مشت خاک ۔ کور چشماں را اگر روشن نہ ام
نورِ نورم نورِ نورم نور نور ۔ من چراغ و پنبہ و روغن نہ ام
من ولی ام من علی ام من نبیؐ ۔ جم نہ ام رستم نہ ام بہمن نہ ام
این ہمہ عالم زمن روشن شدہ است ۔ آفتابم ذرہ روزن نہ ام
وحدت اندر سیر من ظاہر شدہ ۔ من نہ ام مسعود باللہ من نہ ام

۱۸ تلاوتِ قرآن مجید سے افضل تر کوئی عبادت نہیں۔

۱۹ عشق میں عاشق اپنے معشوق کی طلب میں مجاہدہ کرتا ہے، جس کو مکاشفہ ہوتا ہے۔ مکاشفہ کے بعد مشاہدہ۔ اس مشاہدہ سے اس کا عشق اور بھی تیز ہو جاتا ہے۔ اور رفتہ رفتہ حجاب اٹھتے جاتے ہیں اور عشق ایک ایسے مقام پر پہنچتا ہے کہ وہ صرف عالم تحیر میں رہتا ہے۔ راہ عشق میں محبت کے سات سو مقامات ہیں۔ پہلا مقام یہ ہے کہ معشوق کی طرف سے جو بھی بلا نازل ہو۔ اس کو صبر و سکون سے برداشت کرنا۔

حضرت علاؤالدین علی احمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ صاحب ولایت موسوی و قلبِ اسرافیلی تھے۔ نام مبارک علاؤالدین علی احمد لقب صابر ہے۔ والد ماجد کا نام عبدالرحیم آپ کا سلسلہ جناب غوث الاعظم سے یوں ملتا ہے۔ شاہ عبدالرحیم بن سید عبدالاسلام بن سید سیف الدین بن سید عبدالوہاب بن سید عبدالقادر محی الدینؒ ۔ آپ کی والدہ

بیرہ ہمشیرہ جناب بابا فرید الدین گنج شکرؒ تھیں۔ ۱۹ ربیع الاول ۵۹۲ھ
کی رات بوقت تہجد آپ تولد ہوئے۔ دو سال کی بجائے صرف چھ ماہ دو
دھ پیا۔ چوتھے سال کلام کرنے کے لئے زبان کھولی۔ پہلا کلمہ لا موجود
الا اللہ۔ ۵ سال کی عمر میں والد فوت ہوگئے۔ جب جوان ہوئے تو والدہ باوا صاحب
کی خدمت میں لائی۔ بھائی یہ تمہارا بھانجہ آپ کے پاس رہے۔ علم سیکھے اور لنگر
سے اس کی پرورش بھی ہوتی رہیگی۔ آپ نے لنگر خانے کا انتظام اس نوجو
ان کے سپرد کر دیا۔ چند ماہ بعد والدہ بیٹے کی ملاقات کیلئے آئی۔ دیکھا بہت
دبلا ہو رہا ہے بھائی کے پاس شکایت کی علاؤالدین کو بلایا گیا۔ اور کہا لنگر
خانہ ہی تمہارے سپرد کر دیا تھا عرض کی بجا فرماتے ہیں مگر آپ نے یہ نہ فرمایا
کہ وہاں سے جو ملے کھا لیا کرو۔ پوچھا اب تک کیا کرتے رہے ہو عرض کی دو گولر
گزارا کرتا رہا ہوں۔ باوا صاحبؒ نے فرمایا علی احمد تم بڑے صابر ہو۔ چنانچہ
دن سے لقب صابر پڑ گیا۔ ۲۵ شوال سنہ ۶۰۳ھ جمعرات کو نماز عصر کے بعد
خاندان حنفیہ علویہ کے بابا صاحب سے بیعت فرمائی اور صاحب اجازت ہوئے
اور ۱۷ محرم سنہ ۶۲۳ھ میں بعد نماز اشراق باوا صاحبؒ نے آپ کو بھی خاندان چشتیہ
میں مرید کیا۔ اور کان میں ایک ایسی پھونک دی جس کی تاثیر آخری دم تک اپنا اثر دکھاتی
اثنائے تعلیم میں ایک دفعہ ایسی حالت طاری ہوئی کہ باوا صاحب کا طواف کرتے
اور یہ شعر پڑھتے تھے۔

کعبہ خوانم یا پیغمبر مصطفیٰ است ایں خدا یا اصلاح شوق لبیار است و من دیوانہ

دو سال تک حجرہ سے باہر قدم نہ رکھا۔ حجرہ مبارک آج تک موجود
بعد تکمیل صابر صاحب نے باوا صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ میری خواہش قیام
دہلی کی ہے۔ بابا صاحب نے فرمایا میری مہر قطب جمال ہانسوی کے پاس ہے اگر وہ مہر
کر دیں تو چلے جانا۔ آپ سند لیکر ہانسی آئے مغرب کا وقت تھا بعد ملاقات کہا
مہر کر دو۔ قطب جمال الدین ہانسوی نے فرمایا۔ ابھی آپ تھکے ماندے ہیں آرام کر

...ح مہر ہو جائیگی صابر صاحب نے کہا ابھی مہر کر دیں قطب صاحب نے کہا روشنی
...ں صبح ہو جائیگی حضرت نے اپنی انگلیوں پر پھونک ماری پانچوں انگلیاں پانچوں
...راغ ہو گئیں۔ قطب صاحب نے کہا تم کرامت دکھاتے ہو اور سند کو چاک کر دیا۔
...نے اُن کی جائے نماز اٹھائی اور پھاڑ دیا اور کہا تم نے ہماری سند خلافت پھاڑی ہم
...تمہاری قطبیت ختم کی۔ واپس اجودھن آ گئے۔ اور دوبارہ سند وہاں کیلئے کہا۔
...صاحب نے فرمایا ؎ پارہ کردہ جان فرید نتوان دوخت" اور دہلی کی سند
...حضرت نظام الدین اولیاء کے نام ہو گئی۔ ۱۳ ذی الحجہ ۶۵۰ھ شب پنجشنبہ بعد نماز
...بعد خلافت و ولایت کلیر حاصل ہوئی۔ ان دنوں کلیر ایک شہر بزرگ تھا۔ آپ کلیر
...نے ایک گولر کے درخت کے نیچے ڈیرا لگایا۔ آہستہ آہستہ ارادتمندوں کی تعداد بڑھنے
...لی۔ اور لوگ چشمۂ فیض سے سیراب ہونے لگے۔ ایک دن آپ اپنے ارادتمندوں کے
...ساتھ نماز جمعہ کے قبل جامع مسجد میں تشریف لائے۔ اور صف اول میں بیٹھ گئے
...شہر کے علماء اور مشائخ آئے۔ انہوں نے ان کو اس جگہ پر بیٹھا دیکھا۔ اور اٹھنے کو
...فرمایا ہم پہلے آئے ہیں تم دوسری جگہ بیٹھو۔ گفتگو نے طول پکڑا۔ صابر صاحب
...نے مراقبہ سے سر اٹھایا اور کہا یہاں شہر کا صاحب ولایت بیٹھنے کا مستحق ہے لوگوں
...نے دلیل مانگی۔ آپ نے اپنے آدمیوں کو کہا مسجد کے باہر چلو اور ان کو کہا کہ تم ابھی
...لقمۂ اجل ہو گئے یہ دلیل ہے چنانچہ مسجد کی چھت گری اور سب فنا ہو گئے۔

آپ اپنے اوقات مبارک قلندرانہ مشرب اور ابدال روش گذارتے تھے
استغراق اسی قدر دن رات رہتا تھا کہ خادم نماز کے وقت "حق حق" کہتے
آپ گھبرا کر آنکھیں کھولتے اور یہ کہتے قیامت ہو گئی۔ اور ریش مبارک کے بال
بکھر جاتے۔ خادم کہتے نماز کا وقت ہے آپ نماز ادا کرتے اور استغراق میں
چلے جاتے۔ باوا صاحب کا ایک قوال حسن نامی تھا۔ اس نے باوا صاحب سے
اجازت مانگی کہ آپ کے خلفاء کی زیارت کرنا چاہتا ہے۔ اجازت مل گئی۔ وہ
ملاقات کرتا ہوا کلیر آیا کہ باوا صاحب کے خلیفہ یہاں کے شاہ ولایت ہیں

بہت کچھ ملے گا۔ جب کلیر آیا پوچھا خانقاہ صابر کی کونسی ہے لوگوں نے کہا
ٹیلے پر گولر کے درخت کے نیچے ایک جھونپڑی ہے۔ وہاں رہتے ہیں قوال نے
دیکھا جھونپڑی میں نہیں ہیں۔ بلکہ گولر کی ایک شاخ تھامے ہوئے خود کھڑے ہیں
شمس الدین ترک نے جو خدمت میں تھے۔ بآواز بلند ہوشیار کیا اور عرض کی کہ
پیرو مرشد کا خادم آیا ہے۔ اور حضرت کا سلام مسنون لایا ہے آپ نے بعد جواب
کے اتنا دریافت فرمایا کہ میرے شیخ کیسے ہیں۔ اور حضرت شمس الدین ترک کو
فرمایا کہ اس کی توقیر کرو اور گولروں میں آج نمک بھی ڈالنا۔ یہ کہہ کر پھر عالم
استغراق میں ہو گئے۔ قوال اپنے دل میں بہت جھلایا۔ جب پاک پٹن آیا بابا صاحب کی
قدم بوسی کی ہر ایک مرید کا حال بتایا حضرت نظام الدین اولیاء کی بڑی تعریف
صابر صاحب کے متعلق کہا کہ ان کی جھونپڑی ہے جو ثابت نہیں کسی سے بات
نہیں نہ وہاں کچھ ہے۔ بابا صاحب نے پوچھا ہماری بابت کچھ بولے کہا کچھ نہیں
مگر پوچھا گیا۔ تو قوال نے کہا صرف یہ کہا کہ میرے شیخ کیسے ہیں۔ آپ نے چشم پُرنم
ہو کر فرمایا آج ہم شیخ ہوئے۔ حاضرین نے کہا پہلے آپ شیخ نہ تھے۔ کیا وہ صاحب
نہ تھا کہنے والا کوئی اور تھا۔ آج وہ ایسے درجہ میں ہیں کہ وہاں کسی کی گنجائش نہیں

حضرت بابا صاحب فرمایا کرتے تھے۔ علم سینۂ من در نظام الدین
و علم دلِ من در علی احمد است۔ و جمالِ جمال ما ست۔ آخری عمر میں خرقۂ خلافت
شمس الدین ترک پانی پتی کو عنایت فرما کر پانی پت کا صاحب ولایت بنا کر
کہا میری وفات کے تین دن بعد پانی پت چلے جانا شمس الدین نے عرض کی
شیخ شرف الدین بو علی قلندر اس جگہ صاحب ولایت ہیں فرمایا ان کی ڈیوٹی
ختم ہو رہی ہے۔

صابر صاحب نے ۱۲ ربیع الاوّل ۶۹۰ھ میں وفات پائی۔ بعد انتقال ان
حضرت کے مزار شریف کے پاس کوئی نہ جا سکتا تھا جو بھی مزار کے قریب جاتا تو آگ
مزار شریف سے ظاہر ہوتی۔ اور اسے جلا دیتی۔ حضرت قطب عالم بندگی عبدالقدوس گنگوہی

زیارت کو گئے۔ قطب عالم نے کہا حضرت برق جلال مستور فرمایئے۔ اور صفات جمالیہ سے جلوہ فرما ہوں چنانچہ اس وقت سے عرس شروع ہوا اور عوام حضرت کے مزار پر حاضری دینے لگے۔ اور فیض سے مسرور ہونے لگے۔ سائیں توکل شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ میں روضہ پر مراقب ہوا۔ صابر صاحب بڑی خوشی اور محبت سے ملے۔ اور ایک مہر والی انگوٹھی ہاتھ میں پہنا دی مولوی گل حسن صاحب تذکرہ غوثیہ میں لکھتے ہیں کہ مولانا غوث علی قلندر ایک بار کلیر شریف گئے۔ وہاں کافر شاہ مجذوب کو دیکھا جن کو مرنے اور جی اٹھنے کا اختیار حاصل تھا۔ ان سے پوچھا یہ فیض کہاں سے پایا آپ کون ہیں۔ مرنے کے بعد کیا گذری اس نے کہا مغلیہ خاندان کا شاہزادہ ہوں فیض باطنی حضرت مخدوم علی احمد صابر کی روح پر فتوح سے ہوا ہے۔ مرنے کے بعد مجھ پر خیر گذری ہے اور حال گفتنی نہیں۔ مخدوم صاحب کو تجلی ذات و مشاہدہ ذات دوامی تھا۔ اور ایسا مشاہدہ و جلال چند ہی اولیاء اللہ کو ہوا ہے۔

یا علاؤ الدین صابر در عنایت کاملی	المدد فی کل حال فی خفی و فی جلی
شمع کاشانہ فریدالدین علاؤ الدین علی	یک نگاہ بر حال ما یا سیدی یا سیدی

ارشاداتِ مقدسہ

۱۔ کامیابی حلم۔ صبر اور محنت کشی میں ہے۔

۲۔ صفائی باطن کے قواعد کی خلاف ورزی روحانی گناہ ہے

۳۔ زبان بند نہ رکھنے میں امن ہے

۴۔ یہ غزل آپ ہی کی طرف منسوب ہے۔

امروز شاہ شاہاں مہماں شدہ است مارا	جبرئیل با ملائک دربان شدہ است مارا
در جلوہ گاہ وحدت کثرت کجا بگنجد	ہژدہ ہزار عالم یکساں شدہ است مارا
در محفل گدایاں مرسل کجا بگنجد	بے برگ بے نوائے ساماں شدہ است مارا
ما خانہ جہاں را بسیار سیر کردیم	اے شیخ بت پرستی ایماں شدہ است مارا

احمد بہشت و دوزخ بر عاشقاں حرام است
بےلوم رضائے جاناں رضوان خدا است

حضرت خواجہ شمس الدین ترک

آپ اسرار شریعت و حقیقت کے آشنا سپہر معرفت کے شمس پرضیا
اسم گرامی شمس الدین تھا۔ والد ماجد کا نام خواجہ سید احمد لیسوی تھا۔ جو سلسلہ خو
کے مشہور بزرگ تھے۔ آتالیسوی کے نام سے مشہور تھے۔ آتا ترکی میں باپ کو کہتے
یہ لفظ بزرگ شیخ کیلئے بولا جاتا ہے۔ آپ کا اصل وطن سبزوار تھا۔ نسب آپ
علی کرم اللہ وجہٗ سے ملتا ہے۔ خواجہ صاحب علوم نقلی و عقلی اور قرآن مجید حفظ
کے بعد علم باطن کی طرف مائل ہوئے۔ ماوراء النہر کے بہت سے بزرگوں کی صحبت
علم اور سلوک کی مزید تکمیل آپ کو ہندوستان کھینچ لائی۔ ملتان میں وارد ہوئے۔
سے کھتووال آئے حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کی خدمت میں حاضر ہوئے
عرصہ تربیت پائی۔ آخر بابا صاحب کی ہدایت کے مطابق آپ شیخ علاؤ الدین
علی احمد صابر کی خدمت میں کلیر پہنچے۔ دیکھا کہ گولر کی شاخ تھامے کھڑے ہیں
طرف ہو کر خوش الحانی سے قرآن پاک کی تلاوت کی اور بعد ازاں ایک غزل گائی
صابر صاحب کی طبیعت عروج سے مائل بہ نزول ہوئی اور ہوش میں آئے۔ کہا شمس
بیٹھ جاؤ۔ ہمیں بھی بٹھا دو۔ حال پوچھا خواجہ صاحب نے کہا بابا صاحب کے حکم
آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ یہاں چندے قیام کرنے کے بعد صابر صاحب
کے دست مبارک پر بیعت کی اور مجاہدہ میں مشغول ہے۔ تنگدستی کے باعث مر
کی اجازت سے غیاث الدین بلبن کی فوج میں نوکری کر لی۔

ایک دفعہ سلطان بلبن نے ایک قلعہ کا محاصرہ کیا۔ رات گذر گئی قلعہ
نہ ہوتا تھا۔ دوران محاصرہ میں ایک رات سخت طوفان باد و باراں اٹھا سپاہیوں کے

کے خیمے گر پڑے ۔ امرائے اسلام کے شامیانے اکھڑ گئے بارش کا دہ زور کہ الامان
سردی کا بے حد زور ہو گیا ۔ شاہی سقہ بادشاہ کیلئے وضو کا پانی گرم کرنے کیلئے آگ کی
تلاش میں نکلا ۔ دفعتہً دور سے دیکھا کہ ایک خیمے میں چراغ جل رہا ہے ۔ یہ خیمہ
خواجہ شمس الدین ترک کا تھا) سقہ ڈھونڈتا ہوا خیمے کے پاس گیا دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا
قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول ہے ۔ آگ مانگی آپ نے آگ دے دی اب سقہ کو اس
بات کی جستجو ہوئی کہ یہ سپاہی کون ہے صبح مشک لیکر خیمے کی طرف گیا دیکھا کہ آپ
وہاں نہیں ہیں لشکر گاہ کے تالاب پر آیا دیکھا کہ ایک بزرگ وضو کر رہے ہیں غور سے
دیکھا تو رات والی شکل جن سے آگ لی تھی نظر آئی خاموش کھڑا رہا بزرگ نے وضو
کیا نماز ادا کی اور اپنے خیمے کی طرف آئے سقے نے اس جگہ سے مشک بھری جہاں
آپ وضو کر رہے تھے پانی کو گرم پایا اس نے یقین کر لیا کہ یہ پانی اس بزرگ کی
کرامت کی وجہ سے گرم ہے دوسرے دن حضرت کے تالاب پر پہنچنے سے پہلے ہی سقہ
تالاب پر پہنچ گیا دیکھا کہ پانی سردی سے جما ہوا ہے حضرت آئے تو پانی نے
جوش مارا حضرت نے وضو کیا نماز ادا کر کے خیمہ میں آ گئے ۔ سقہ نے چھپ کر
سب ماجرا دیکھا ۔ مشک بھری اور سیدھا سلطان کے خیمہ میں آیا اور خلوت میں
سارا ماجرا سنایا ۔ تیسرے دن سلطان بلبن اور سقہ ایک درخت کی اوٹ میں صبح
کے وقت بیٹھ گئے ۔ آپ تشریف لائے آپ کے آتے ہی پانی نے جوش مارا جس کو
سلطان بلبن نے خود دیکھا حضرت نے وضو کیا نماز پڑھی اور خیمے میں آ گئے ۔
سلطان نے پانی کو دیکھا گرم تھا پس چپکے چپکے حضرت کے پیچھے پیچھے چلا حضرت
خیمے میں پہنچ کر تلاوت میں مشغول ہو گئے ۔ سلطان دست بستہ کھڑا رہا جب تلاوت
سے فارغ ہوئے سلطان کو کھڑا دیکھ کر خود تعظیم کیلئے کھڑے ہو گئے ۔ سلطان نے
باادب حضرت سے گذارش کی کہ یہ میری خوش بختی ہے کہ آپ جیسے بزرگ میری فوج
میں موجود ہیں لیکن مقام حیرت ہے کہ قلعہ ابھی تک فتح نہیں ہوا حضرت نے ہر چند چھپانے
کی کوشش کی مگر بے سود ۔ مجبوراً دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے ۔ اور کہا ابھی حملہ کیا جائے

چنانچہ اسی وقت حملہ کیا گیا۔ اور قلعہ فتح ہو گیا۔ حضرت نے برہنہ پا خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا آپ نے نورِ باطن سے معلوم کر لیا فوڑا اپنا گھوڑا ایک بیوہ کو دے (جو اپنی لڑکی کا نکاح کا خرچ نہ ہونے کے باعث پریشان تھی) اور دوسرا محتاجوں کو دے دیا اور صرف ایک کمبل اوڑھ کر پیر و مرشد کی خدمت میں آ گئے سال تک اپنے پیر و مرشد کی خدمت کی اپنے ہاتھوں سے نہلاتے وضو کراتے ان کو کھانا پلاتے اور خود فقر و فاقہ سے مجاہدہ اور ریاضت میں مشغول رہے شیخ نے کی کہ میری رحلت کے بعد پانی پت جا کر رہائش کرنا۔

خواجہ شاہ ولایت شمس الدین پانی پتی بر بدید شمارا جلال کانی الد

جب آپ پانی پت تشریف لائے تو یہاں حضرت شاہ شرف الدین بو علی قلندر کی خدمت میں اپنے ایک خادم کو دودھ سے بھرا ہوا پیالہ دے کر بھیجا قلندر خادم کو دیکھ کر مسکرائے چند پھول ان کے سامنے پڑے ہوئے تھے ان کی پنکھڑیاں دودھ میں ڈال دیں اور پیالہ واپس کر دیا خواجہ صاحب نے پھول کی پتیاں دیکھ تبسم فرمایا حاضرین نے تبسم کی وجہ پوچھی۔ فرمایا قلندر صاحب کی خدمت میں کا پیالہ بھیجنے سے یہ مراد تھی کہ یہ علاقہ میرے شیخ نے مجھے عطا کیا ہے اور جو پتیاں ڈال کر انھوں نے واپس کیا ہے اس سے مراد ہے کہ وہ میرے علاقے سے کوئی تعلق رکھیں گے۔ اور یہاں اسی طرح رہیں گے جیسے دودھ میں گلاب کی پتیاں قلندر سے دریافت کیا گیا تو انھوں نے بھی یہی فرمایا۔

حضرت ابو علی قلندر ایک دن اپنے مکان کے اندر شیر کی شکل میں بیٹھے لوگ ڈر ے حضرت شمس الدین کو بھی علم ہوا خادم کے ذریعہ پیغام بھیجا کہ شیر بیشہ است این شہر است جائے شیران نیست" قلندر صاحب اسی وقت صحرا کی طرف چل نکلے اور بھاگونی پر مقام جا کیا۔

مدت العمر یہاں تلقین اور ارشاد میں مشغول رہے چنانچہ چشتی صابری سلسلہ کا تیسرا مرکز پانی پت بنا اور آپ سر سلسلہ صابری پانی پتی بنے۔

آخری عمر میں بہت استغراق رہنے لگا مگر آذان سنتے ہی ہوش میں آجاتے تھے آپ نے اپنے پیر و مرشد کے حکم کے مطابق کہ شمس را جلال کافی است) صرف ایک ہی خلیفہ کیا۔ یعنی حضرت جلال الدین کبیر الاولیاء

آپ نے ۱۹ شعبان ۷۱۶ھ میں رحلت فرمائی مرقد شریف پانی پت میں ہے۔

آپ کے مزار شریف پر رات کے وقت کوئی ٹھہر نہیں سکتا تھا سائیں توکل شاہ صاحب انبالوی فرماتے تھے کہ میں حضرت کے مزار پر حاضر ہوا۔ لوگوں نے بہت منع کیا مگر میں رات کو مزار شریف کے پاس بیٹھ گیا رات وہاں رہا زیارت ہوئی کہ خواجہ صاحب اس طرح ذکر کرتے ہیں اللّٰہ اللّٰہ۔ اللّٰہ۔ اللّٰہ اللّٰہ اور تمام دیگر ارواح ارد گرد ذکر کرنے لگے ان ارواح نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اس شخص نے آکر خواجہ صاحب کو چھیڑ دیا ہے میرا سینہ سخت تپ گیا جب طبیش کم ہوئی تو دیکھا کہ خواجہ صاحب ننگی تلوار لئے گھر سے باہر نکلے اور فرمایا ہم خوش ہیں۔ جیسے لوگ یہاں رہ سکتے ہیں دوسرے نہیں

ارشاداتِ مقدسہ

۱:۔ عزم سے منزل طے کرو مقصود تک پہنچنا خدا کے اختیار میں ہے۔

۲:۔ شیخ کی خدمت لوہے کو سونا بنا دیتی ہے چلوں سے وہ کچھ نہیں ہوتا جو شیخ کی خدمت سے ہو جاتا ہے۔

۳:۔ سلاطین اور امراء سے دور رہنا فقر کی شان ہے اللہ کے دین کی درست خدمت اسی طرح ہو سکتی ہے

۴:۔ سالک کیلئے شریعت کے احکام جاننا بہت ضروری ہیں۔

خواجہ جلال الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ

سلاطین اور امراء سے دور رہنا فقر کی شان ہے۔

آپ شاہ سوار طریقت اور شناور دریائے حقیقت ہیں۔
اسم گرامی محمد بن محمود ہے لقب کبیر الاولیاء۔ مرشد سے خطاب جلال الدین پایا۔ آپ قلندر ثالث ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب چند واسطوں سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے۔ اسی لئے آپ کی اولاد عثمانی کہلاتی ہے۔
آپ حضرت بو علی قلندرؒ پانی پتی کے فیض نظر سے راہ طریقت پر گامزن ہوتے ایک دن بو علی قلندر سر راہ تشریف فرما تھے جلال الدین کوئی پندرہ سولہ برس کے نوجوان خوبصورت گھوڑے پر سوار تھے۔ جب قلندر صاحب کے سامنے سے گزرے قلندر صاحب نے ایک نظر سے دیکھا اور زبان فیض ترجمان سے فرمایا ؎
"زہے اسپ زہے سوار"
کانوں میں آواز پڑتے ہی بے خود ہو گئے۔ گھوڑے سے اتر پڑے گریبان چاک کیا اور جنگل کی راہ لی۔ چالیس سال تک مختلف درویشوں اور فقیروں کی صحبت میں جب کبھی پانی پت آتے تو قلندر صاحب سے بیعت کی درخواست کرتے ایک دفعہ ہی اصرار کیا تو قلندر صاحب نے فرمایا "بھیا تیری کشائش ایک اور آدمی کریگا۔
جب خواجہ شمس الدین ترک کا ورود پانی پت میں ہوا تو قلندر صاحب نے جلال الدین کو فرمایا جاؤ تمہارے پیر آ رہے ہیں ان کا استقبال کرو۔ آپ گھوڑے پر سوار ہو کر شہر سے باہر نکلے کچھ دور گئے ہوں گے کہ ایک فقیر کو چلے آتے دیکھا۔ بعد سلام علیک، خواجہ شمس الدین نے فرمایا اے میاں بانکے جوان! ذرا اپنے گھوڑے کی چال تو دکھا۔ آپ نے چابک رسید کر کے گھوڑے کی باگ اٹھائی اور خوب چلت پھرت دکھائی خواجہ صاحب بہت خوش ہوئے اور وہی الفاظ دہرائے جو قلندر صاحب نے کہے تھے۔ " زہے اسپ و زہے سوار" فوراً گھوڑے سے اترے اور قدم ملے اور یقین ہو گیا کہ یہی میرے پیر و مرشد ہیں جن کی بابت قلندر صاحب نے ارشاد فرمایا۔ پس خواجہ شمس الدین کو اپنے ساتھ شہر میں لائے۔ جلال الدین کو مطا

تو قلندر صاحب کر اہی چکے تھے۔ تعلیم خواجہ شمس الدین پر موقوف تھی پس آپ نے خواجہ محمد بن محمود جلال الدین کو بیعت کیا۔ اور اسی وقت نعمت باطنی سے نواز کر خلافت سے سرفراز فرمایا آپ تا زیست پانی پت ہی میں رہے پیر کی وفات کے بعد مسند ارشاد پر بیٹھے بڑی مقبولیت حاصل کی دو بار حج کیا اور زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے آپ جذبہ قوی۔ نظر موثر اور تصرف غالب رکھتے تھے۔ آپ کو استغراق بہت ہو گیا تھا۔ مگر نماز کا یہ اہتمام تھا کہ خادم کو حکم تھا کہ شانے پکڑ کر ہلا دو۔ کہ نماز ادا کروں۔

چنانچہ وفات تک یہی حال رہا۔ آپ نے اپنی وفات سے پہلے خرقہ اور دوسرے تبرکات خواجہ شبلی اپنے لڑکے کو دے کر کہا کہ یہ امانت شیخ احمد عبدالحق کو پہنچا دینا۔ وہ تم سب کی مدد کریں گے۔ آپ نے ۱۳ ربیع الاول کو ۷۶۵ھ میں وفات پائی۔ مزار مبارک پانی پت میں ہے۔ آپ کے چالیس خلیفہ تھے۔ ان میں سے شیخ عبدالحق رودولوی سلسلہ کو وسیع کرنے میں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آپ کے پانچ فرزند تھے۔ عبدالقادر۔ ابراہیم شبلی۔ کریم الدین۔ عبدالواحد یہ بھی سب صاحب سلسلہ اور صاحب کرامت ہوتے ہیں۔

نوٹ

■ قلندر صاحب نے بھی خرقہ خلافت سے نوازا چنانچہ جلال الدین محمود تے بوعلی شرف الدین قلندر سے انہوں نے عاشق خدا سے انہوں نے امام الدین ابدال سے انہوں نے شیخ بدرالدین غزنوی سے انہوں نے قطب الدین بختیار کاکی سے نعمت عظمیٰ پائی

ارشادات مقدسہ

۱ :۔ آپ کی ایک کتاب زاد الابرار ہے۔ جس میں سلوک کی رموز سے بحث ہے۔

۲ :۔ قلب پانچ باتوں سے درست رہتا ہے۔ قرآن خوانی سے۔ مراقبہ سے شکم کو خالی رکھنے سے۔ تہجد سے صحبت صلحا سے۔

۳ :۔ درویش سفر سے پختہ ہوتا ہے صحبت اولیاء سے مزین ہو کر مراد پاتا ہے۔

حضرت شیخ احمد عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

آپ بڑے صاحب تصرف مظہر خوارق عادات و کرامات تھے فقر و تجرید کے بادشاہ تھے آپکے دادا شیخ داؤد بلخ سے چند آدمیوں سمیت ہندوستان میں نقل مکان کر آئے یہاں علاؤالدین خلجی حکمران تھا قصبہ ردولی ضلع بارہ بنکی کی سکونت شیخ داؤد حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی کے مرید تھے۔ شیخ داؤد کا ایک لڑکا عمر تھا اس کی طبع کا میلان بھی فقر کی طرف تھا۔ بڑا متقی اور پرہیزگار ان کے دو صاحبزادے تھے ایک شیخ تقی الدین دوسرے شیخ احمد عبدالحق۔ شیخ تقی الدین نے دہلی کی سکونت اختیار کر لی۔ مگر عبدالحق ردولی میں اپنی والدہ کے پاس رہے۔ آپ کا سلسلہ نسب چند واسطوں سے امیر المومنین سیدنا عمر ابن الخطابؓ سے جا ملتا ہے گویا آپ شیخ فاروقی ہیں۔ آپ سات سال کے تھے کہ اپنی والدہ کے ساتھ نماز تہجد ادا کیا کرتے ایک دفعہ والدہ نے کہا بھی بیٹا! تم پر نماز فرض نہیں لیکن آپ تہجد پڑھنے سے نہ رکے۔

جب آپ پندرہ برس کے ہوئے تو بے سروسامان گھر سے نکل کھڑے ہوئے اور ردولی سے پیدل دہلی بھائی کے پاس آئے۔ بھائی نے شفقت کی اور مولوی صاحب کے پاس برائے تحصیل علم لے گئے۔ انہوں نے صرف نحو شروع کرائی۔ جب ضرب یضرب کی گردان پر پہنچے تو فرمایا واہ خدا میں مرنا اور مارنا عوام اور خواص کیلئے بڑی فضیلت ہے بشرطیکہ یہ کام اللہ کیلئے ہو۔ نفس کی خاطر نہ ہو۔ اور کہنے لگے مجھے علم سے کیا واسطہ مجھے خدا کا علم سکھاؤ میں اس کے سوا کچھ نہیں چاہتا۔ چنانچہ پڑھنا چھوڑ دیا۔ اور دہلی سے نکل کھڑے ہوئے۔ بھائی تقی الدین نے چاہا کہ ان کی شادی کر دیں اور ایک جگہ نسبت ٹھہرا دی مگر جب آپ کو خبر ہوئی تو ان لوگوں کے پاس گئے۔ اور کہا میں نامرد ہوں مجھے لڑکی نہ دیں دہلی سے نکل کر ادھر ادھر بزرگوں سے ملاقاتیں کیں۔ شیخ نور قطب عالم کی خدمت میں گئے آپ کے پاس کچھ نہ تھا۔ ہری گھاس توڑ کر شیخ نور قطب عالم کے سامنے لے گئے۔ اور کہا " بابا صفا است "۔ شیخ نور عالم نے کہا " بابا عزت است " اور کوئی کلام

ی اور بہار کی طرف چل دیتے۔ قصبہ سنام میں ایک ضعیفہ کے مکان پر بہت عرصہ قیام کیا اور ریاضت میں مشغول رہے وہ ضعیفہ اس قدر ریاضت کرتی تھی کہ شیخ سے اتنی نہ ہوتی تھی وہاں ایک مجذوب صاحب خدمت تھے۔ شیخ ان کے پاس اکثر آتے جاتے۔ شیخ ان کیلئے کھانا بھی لے جاتے۔ وہ بھی ان کے ہاتھ سے کھانا لیتا تھا۔ اور کہتا تھا یہ رحمت حق ہے۔

ایک روز ضعیفہ نے خواب دیکھا کہ حوض میں سے مچھلیاں باہر جاتی ہیں صبح شیخ سے تعبیر چاہی آپ نے کہا مجھے بھی رات یہی خواب آیا ہے مگر تمہاری خواب کی تعبیر یہ ہے کہ سنام برباد ہوگا اور میرے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ دہلی برباد ہوگی چنانچہ تھوڑے دنوں میں امیر تیمور نے ہندوستان پر حملہ کیا آپ نے مجذوب سے پوچھا کیا رائے ہے۔ اس نے کہا میں یہاں سے چلا جاتا ہوں تم بھی چلے جاؤ۔ آپ شہر اودھ میں آئے اور شیخ فتح اللہ سے ملاقات کی ان کا طریق زاہدانہ اور مشرب عاشقانہ تھا۔ صحبت راس نہ آئی۔ اودھ میں شیخ جمال گوجر۔ شیخ صلاح درویش کے مرید تھے۔ شیخ صلاح درویش رودولی کے صاحب خدمت تھے۔ اور شیخ عبدالحق اودھ میں جہاں رہتے تھے وہاں ایک کتیا تھی۔ اس نے بچے دیئے۔ شیخ نے بچوں کی ولادت پر میزبانی کی۔ شہر کے تمام رؤسا و اکابر کو بلایا۔ دوسرے دن شیخ جمال گوجر نے شکایت کی آپ نے تمام شہر کو بلایا اور ہم کو نہ بلایا۔ فرمایا جمال الدین ! کتے کی میزبانی تھی ہم نے کتوں کو بلایا۔ کہ (الدنیا جیفتہ وطالبہا کلاب) دنیا مردار ہے اور اس کے طالب کتے ہیں) تم تو آدمیوں میں شمار ہو تمہیں کیوں بلاتا۔

آپ کی کشائش نہ ہوئی دل میں خیال آیا زندوں کو چھوڑ دو اور بزرگوں کے مقابر پر پھرنا شروع کیا۔ یا ھادی۔ یا ھادی بلند آواز سے کہتے اور گردش کرتے۔ مگر کشائش ہو۔ ایک دن خیال آیا کہ پانی پت چلنا چاہیے شیخ جلال الدین پانی پتی نے بھی عبدالحق کا آنا نور باطن سے معلوم کر لیا چند گھوڑے زریں ساز سے سجا کر خانقاہ کے دروازے پر کھڑے کرا دیئے۔ اور خادموں کو حکم دیا کہ آج دسترخوان خوب تکلف سے تیار ہو۔ جب عبدالحق آئے شیخ جلال الدین کے مکان کے دروازے پر گھوڑے اور آرائش کا سامان دیکھا کہنے لگے۔ جو شخص ایسا باحشمت اور دنیا دار ہو محبت الٰہی سے اسے کیا ذوق ہوگا۔

جب دسترخوان پر بیٹھے تو دیکھ کر اور بھی حیرانی ہوئی۔ پھر سماع شروع ہوا یہ بدعت دیکھ کر وہاں سے چل دیئے تمام دن چلتے رہے۔ شام کو ایک آبادی نظر آئی۔ پوچھا اس آبادی کیا نام ہے۔ لوگوں نے کہا پانی پت یہ سن کر بہت حیران ہوئے۔ اور رات باہر بسر کی صبح چلے اور کچھ دور جا کر راہ گم کر بیٹھے۔ دیکھا ایک خشک درخت پر ایک کلاہ پوش بیٹھا اس سے راہ پوچھا اس نے کہا تو تو اپنا راہ دروازہ شیخ جلال الدین گم کر آیا ہے اگر یقین نہیں تو وہ آگے دو آدمی جا رہے ہیں ان سے پوچھ لے۔ آگے جا کر پوچھا تو انہوں نے بھی وہی بات کہی کہ تیری راہ دروازہ جلال الدین پر ہے۔ اب یقین ہوا کہ ہدایت غیبی ہے دل سے وساوس نکال کر واپس ہوئے۔ راستے میں خیال کیا اگر وہ اپنی کلاہ مزار خواجہ شمس الدین سے مس کر کے میرے سر پر رکھیں اور حلوا دیں تو کیا ہی خوب ہو۔ جب احمد عبدالحق قریب خانقاہ پہنچے تو آپ روضۂ شمس الدین پر تشریف لے گئے۔ عبدالحق بھی وہاں پہنچے اور اندر جا کر شیخ جلال الدین کی قدم بوسی کی شیخ نے بیعت کیا اور اپنی کلاہ روضہ سے مس کر کے عبدالحق کے سر پر رکھ دی۔ اسی وقت ایک آدمی برائے نیاز حلوا لایا شیخ نے فاتحہ پڑھی اور حلوا احمد عبدالحق اور دیگر حاضرین میں تقسیم کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد خرقہ خلافت عطا کیا اور کہا میں چاہتا ہوں کہ میرا سلسلہ تجھ سے جاری ہو شیخ عبدالحق نے کہا حضرت مجھے تو کوئی علم اور انکشاف نہیں ہوا۔ فرمایا جو حکم تھا اس کی تکمیل ہم کر چکے کشائش خدا کے اختیار میں ہے ہمارے بس کی بات نہیں میں تو حیات و ممات میں تمہارے کمال کی انتہا نہیں دیکھتا پریشانی کے وقت میرے لڑکوں کی مدد کرنا۔ آپ ردولی آئے گو آپ کا وطن تھا۔ مگر وہاں کے صاحب ولایت شیخ صلاح درویش تھے ان سے رہنے کی اجازت طلب کی۔ ان کے مزار پر گئے فاتحہ پڑھی اور آنحضرت صلعم پر درود بھیجا اور عرض کی میرے پاس ایک مصلا اور ایک تھلیا ہو تو میں یہاں سکونت کروں قبر سے آواز آئی عبدالحق حوض میں آؤ۔ تھلیا اور مصلا لے لو۔ میں حوض میں آیا۔ ہاتھ ڈالا ایک تھلیا ہاتھ آئی پھر ہاتھ ڈالا چار پائی کا بان ہاتھ میں آیا لے لیا۔ اسی کو اپنا مصلا بنایا۔ اور ردولی میں خانقاہ قائم کی اور مسند ہدایت پر متمکن ہوئے اور مریدوں

ں مشغول ہوئے

پیر کی وفات کے بعد آپ پانی پت تشریف لائے۔ خواجہ شبلی جو شیخ جلال الدین محمود کے فرزند تھے بموجب وصیت خرقہ اور دیگر تبرکات آپ کے حوالے کیئے آپ نے وہ خرقہ پہنا اور پھر اپنی طرف سے یہ سب اشیاء خواجہ شبلی کو عطا کر دیں۔ اور ان کو تعلیم وتلقین کر کے معرفت و سلوک کی اعلیٰ منزلوں تک پہنچایا۔ اور واپس ردولی آ گئے۔ ردولی میں اہل برادری نے نکاح کرایا پہلے فرزند شیخ عزیز تولد ہوئے انہوں نے پیدا ہوتے ہی حق حق کہا اور فوت ہو گئے۔ پھر دوسرا لڑکا پیدا ہوا وہ بھی فوت ہو گیا۔ تیسرے شیخ عارف ہوئے جو زندہ رہے اور ان سے سلسلہ چلا۔

آپ شیخ جلال الدین کے محبوب ترین خلیفہ تھے۔ جذب قوی نظر موثر اور تصرف غالب رکھتے تھے۔ آپ کی شانِ عظیم اور حال مستقیم تھا۔ جو بات زبان سے نکلتی تھی پوری ہوتی تھی۔ ریاضت و مجاہدہ ایسا کیا کہ چھ ماہ تک ایک قبر میں پوشیدہ یادِ حق میں رہے۔ ہر وقت استغراق رہتا تھا۔ نمازِ جمعہ کیلئے جب جامع مسجد میں جاتے تو خادم آگے آگے حق حق کہتا ہوا آگے چلتا تھا۔ تب آپ قدم آگے رکھتے تھے۔ اگر وہ چپ ہو جاتا تو آپ کھڑے ہو جاتے۔ آپ چالیس برس جامع مسجد میں گئے مگر یہ نہ جانتے کہ مسجد کس طرف ہے کیونکہ مسجد جاتے وقت آپ آنکھیں بند رکھتے۔ اور حق حق کی آواز پر قدم آگے بڑھاتے۔ آپ کا آپ کے مریدوں کا کوئی دم بغیر حق حق نہ نکلتا تھا۔ چنانچہ آپ کے سلسلہ میں حق کا ذکر کرنا جاری ہے۔ خادموں کو حکم تھا کہ تین بار حق حق حق کہو تاکہ میں نماز ادا کروں۔ آپ کے مرید شیخ بختیار سفر حضر میں آپ کے ساتھ رہتے تھے۔ اپنے شیخ کے محرمِ اسرار اور واقف احوال تھے۔

شیخ بختیار ایک سوداگر کے غلام تھے۔ ایک دفعہ آپ کا مالک ردولی میں کسی سودے کیلئے آیا۔ بختیار کی نظر شیخ احمد عبدالحق پر پڑی اور ان کے معتقد ہو گئے شیخ بختیار ہر صبح و شام پیر کی خدمت میں آکر کھڑے رہتے۔ چھ ماہ اسی طرح گزر گئے شیخ نے کوئی توجہ نہ کی اور نہ پوچھا تم کون ہو اور کہاں سے آتے ہو اور کیا کام ہے

چھ ماہ کے بعد آپ کے حال پر نظر عنایت ڈالی۔ یہ مست اور بے خود ہو گئے اور بے خودی میں گستاخ ہو کر کہنے لگے اے احمد! ایسی نعمت تمہارے پاس ہے اور بندگان خدا کو محروم رکھتے ہو شیخ منع کرتے تھے لیکن بختیار اسی کلام میں مست پھر شیخ نے تھوڑا سا پانی پلایا اور ستی سے ہوش میں آئے فرمایا بختیار اپنے مالک کے پاس جاؤ اور اس سے رضا طلب کرو۔ اور اس کے کام میں رہو۔ بختیار اد بجا لایا اور جونپور اپنے مالک کے پاس آئے۔ مالک نے ان کو آزاد کر دیا۔ بختیار پر آتش عشق و محبت ایسی غالب تھی کہ ایک دم قرار نہ تھا۔ کہتے ہیں کہ شیخ شرف الدین بو علی پانی پتی نے عالم اسرار میں شیخ احمد عبدالحق سے بختیار کی سفارش کی اور کہا احمد عبدالحق تجھ کو جیسا کہ تو ہے عالم میں کسی نے نہیں پہچانا مگر بیچارے بختیار نے کہ سب کچھ تیاگ کر جونپور سے ردولی آیا اور شیخ کی خدمت میں مشغول ہوا صدق معاملہ خلوص و محبت کے تمام لوازم بجا لایا۔ پس آپ نے ان کو خرقہ خلافت عطا کیا چنانچہ آپ بالکل ان پڑھ تھے مگر شیخ کی برکت صحبت سے علم معرفت کے عالم ہو گئے اور جو کچھ کہتے کتاب اللہ اور سنت رسول سے باہر نہ کہتے۔

شیخ بختیار جب باہر چلے جاتے اور ان کی خیر و عافیت معلوم نہ ہوتی تو ان کی بیوی حضرت شیخ احمد عبدالحق کی خدمت میں ایک سیر آٹے کی روٹی اور ایک سیر دودھ اور گھی ملا کر لایا کرتی تھی۔ آپ اسے لوگوں میں تقسیم کرتے تھے۔ پھر جو شخص آپ کسی حاجت کیلئے دعا کا طالب ہوتا وہ بھی اسی پر عمل کرتا۔ اور اس کا نام توشہ رکھ دیا گیا۔ اور اسی وجہ سے آپ صاحب توشہ کے لقب سے مشہور ہوئے۔

آپ کی خانقاہ ذکر الٰہی سے آراستہ اور فکر حق سے معمور تھی۔ اگر کوئی آدمی آپ کی مجلس میں دنیا اور اہل دنیا کا ذکر کرتا آپ کانپنے لگتے۔ یہ دیکھ کر بات کرنے والے کی مجال نہ ہوتی کہ بات آگے چلاتے۔ ردولی سلسلہ صابریہ کا جو تھا کر مریدوں کی اصلاح اور تربیت کی طرف خاص طور پر توجہ دیتے تھے مو اور مصلحت کے مطابق ان کو نصیحت کرتے۔ اور عمدہ طریق سے اس کو کمزوری کی طرف

پرہیز کرتے ۔ وہ کسی قسم کی تلخی محسوس نہ کرتا۔ ایک دفعہ ایک مرید عمدہ کپڑا آپ کیلئے لایا تو آپ نے ایک کپڑا اپنے بدن پر رکھ کر فرمایا۔ سبحان اللہ کیا باریک کپڑا ہے تمام بدن جھلکتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ پھر دوسرا کپڑا بدن پر رکھ کر فرمایا سبحان اللہ کیا نرم کپڑا ہے۔ پھر فرمایا جو آدمی ایسی ایسی دنیا کی نعمتیں اپنے خرچ میں لاتے ہیں اور خدا سے غافل ہو کر مزے اڑاتے ہیں وہ کیوں نہ دوزخ میں جائیں گے پھر مرید سے پوچھا کیا تم یہ کپڑے پہنتے ہو۔ اس نے کہا ہاں میں یہ کپڑے اسیئے پہنتا ہوں کہ میں تجارت کرتا ہوں اگر یہ کپڑے نہ پہنوں تو چنگی والے میرا تمام مال محصول ہی میں لے لیں۔ فرمایا چنگی والوں کے خوف سے یہ کپڑا نہ پہنا کرو۔ وہ تم سے کچھ نہ لیں گے۔

ایک دفعہ تاتار خان مقطع دار ردولی آپ کی خانقاہ میں آیا۔ آپ نے فرمایا تاتار خان دنیا میں اس طرح رہو جیسے کوئی مسافر رہتا ہے تاتار خان یہ سنتے ہی بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا ایسا معتقد ہوا کہ ہمیشہ زیارت کو پا پیادہ آتا۔

سلطان ابراہیم نے نواح ردولی میں آپ کے اور آپ کے صاحبزادوں کیلئے چار گاؤں اور ایک ہزار بیگھا زمین وقف کرنا چاہی۔ ان کا قاضی فرمان لیکر آپ کے پاس آیا۔ آپ نے اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا اگر میں یہ قبول کر لوں تو میری اولاد فقر کی قدر نہ جانے گی۔ فقر اللہ کے نور کا ایک خزانہ ہے

حضرت احمد عبدالحق کی عمر ۱۲۰ سال ہوئی ہے ۱۵ جمادی الثانی ۸۳۷ھ میں انتقال فرمایا مرقد مبارک ردولی ضلع بارہ بنکی میں ہے۔ آپ کے دو خلیفے ہیں (۱) شیخ عارف (۲) شیخ بختیار۔

ارشاداتِ مقدسہ

۱ :- عارف کی روح جب دریائے توحید میں غوطہ زن ہوتی ہے تو انانیت ختم ہو جاتی ہے اور وہ حق حق کہنے لگتا ہے۔

۲ :- عارف حقیقتِ توحید کا معائنہ کر کے حقیقت اشیائے ہژدہ ہزار عالم

کو ایک وجود جاننے لگتا ہے۔

۳ ۔ اللہ کی طرف سے بلا نازل ہو تو کون اس کے دفع کی کوشش
حق کی طرف سے جو کچھ بھی ہے وہ رحمت ہے۔

۴ ۔ مردانِ خدا سمندر تک پی جاتے ہیں۔ اور ڈکار نہیں لیتے

۵ ۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت جیسی اصحاب کو حاصل تھی
ہی ارباب حال اور محبانِ ذوالجلال کو اب بھی ہے

۶ ۔ آپ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے عہ

سنجی شکستہ از ہمہ عالم برائے یار ٭ اگرے برائے یار دو عالم توان شکست

کبھی یہ مصرعہ بار بار دہراتے۔

چتر شاہی بر سر طفلانِ ماست

۷۔ بعض اوقات کہتے کبوترانِ ما صید نخوزند

حضرت شیخ احمد عارف رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت شیخ احمد عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند رشید اور ان کے صاحب سجادہ ہیں۔ مادر زاد ولی تھے۔ شیخ عبدالحق کے جو لڑکا ہوتا تھا وہ زندہ نہ رہتا تھا۔ ایک دفعہ آپ کی بیوی نے کہا جو لڑکا پیدا ہوتا ہے حق حق کہتا ہے آتا ہے اور دنوں ہی میں رحمتِ حق میں پیوست ہو جاتا ہے۔ آپ بزرگ ہیں دعا کریں اپنی گود کو پھلا پھولا دیکھوں۔ شیخ نے فرمایا میرے لئے ایک لڑکا ہے بے فکر رہو مگر ابھی پختہ نہیں ہوا ہے۔ اس کو روم کے سفر میں پختہ کرونگا۔ پھر تمہارے سپرد کرونگا لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ اسے کچھ نہ کہنا اور ہمیشہ اس کی رضا میں رہنا۔ چندے بعد ایک لڑکا پیدا ہوا شیخ نے اس کا نام شیخ عارف رکھا۔

شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو ہر طرح کی تعلیم سے بہرہ ور کیا۔ قرآن پاک
کی تعلیم تھوڑے ہی زمانے میں مکمل طور پر حاصل کر لی۔ پھر ریاضت اور مجاہدہ میں
لگایا۔ باطنی تعلیم کی تکمیل کی اور خرقہ خلافت عطا کیا چنانچہ خانقاہ کا تمام انتظام
ان کے سپرد ہوا۔ ہر طائفہ کے ساتھ ایک بھید رکھتے تھے۔ آپ کے پاس شیخ نورالدین
خلیفہ میراں سید موسیٰ تشریف لایا کرتے تھے۔ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو کہا میں
شیخ احمد عارف کی شادی کرنا چاہتا ہوں کیا تم اپنی بیٹی عارف کے نکاح میں دے دو
گے۔ انہوں نے منظور کر لیا۔ آپ اپنے مریدوں کو لیکر ان کے مکان پر پہنچے اور کہا آج
ہی عقد کردو۔ شیخ نوردین سب مہمانوں کو بٹھا کر گھر میں گئے اپنے خسر قاضی شمن سے
مشورہ کیا۔ قاضی نے مخالفت کی اور کہا میں ایسے درویشوں سے کیا واسطہ جو ابھی
آگ اور ابھی پانی ہوں آخر چھ ماہ کی مہلت طلب کی گئی۔ قاضی شمن خونی اسہال
میں مبتلا ہو گئے۔ حالت خراب ہو گئی معافی چاہی لیکن آپ راضی نہ ہوئے فرمایا۔ عارف
کی شادی تک صحت ہو جائیگی۔ چنانچہ قاضی شمن اچھا ہو گیا۔ لیکن عارف کی شادی کے
بعد پھر مرض نے عود کیا آخر فوت ہو گیا۔

آپ نے چالیس سال کی عمر میں انتقال فرمایا ۱۲ شوال ۸۸۲ھ میں
مزار مبارک ردولی میں ہے۔

ارشاداتِ مقدسہ

۱۔ سلوک کی راہ باقاعدگی اور عمدگی سے چل ورنہ کچھ حاصل نہ ہوگا۔
۲۔ شیخ کی نظر کرم سے منازل آسانی سے طے ہو جاتی ہے۔

حضرت خواجہ شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ خلیفہ و جانشین اپنے والد بزرگوار شیخ احمد عارف کے ہیں اپنے وقت کے ممتاز مشائخ میں سے تھے۔ زہد و ورع فقر اور عشق میں بے نظیر تھے۔ شیخ احمد عارف کے قدم بقدم تھے۔ آپ نے عام مخلوق کو مرید کیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا مرید اور خلیفہ عطا فرمایا جس نے صابریہ سلسلہ کو شمالی ہندوستان میں ترقی دی اور اس کے اثرات دور دور تک پہنچائے وہ قطب عالم حضرت عبد القدوس گنگوہی ہیں آپ نے اپنی خانقاہ کا دروازہ ہر ایک کیلئے کھول رکھا تھا۔ فتوحات خانقاہ پر صرف فرماتے اپنا گذارہ تھوڑی سی زمین کی آمدنی پر تھا۔ زہد و ورع کا یہ عالم تھا کہ کسی کی چیز نہ کھاتے تھے۔ اگر کوئی چیز آجاتی تو درویشوں پر تقسیم کر دیتے ہر ماہ میں ایک بار مجلس سماع کا قیام فرماتے۔ اپنے مشائخ کا عرس نہایت باقاعدگی سے کرتے تھے۔

جب آپ کا وقت قریب آیا تو اس وقت آپ کا لڑکا شیخ بڈھن رودولی میں نہ تھے۔ بلکہ شاہ آباد میں حضرت شیخ عبدالقدوس کے لڑکے شیخ حمید الدین کے ساتھ تعلیم حاصل کرتے تھے۔ حضرت عبد القدوس ان کو شاہ آباد سے لیکر رودولی آئے اس وقت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ کا مرض الموت شروع تھا۔ کبھی بے ہوش ہو جاتے کبھی ہوش میں آجاتے اور فرماتے سبحان اللہ ہم نے خوب سمجھ لیا۔ جب نزع کا عالم طاری ہوا تو عبدالقدوس خلیفہ نے عرض کی اے شیخ یہ وقت ہوشیاری کا ہے۔ حضرت شیخ نے فرمایا ہماری طرف سے بے فکر رہو اب تک مشغول تھے یا نہ تھے لیکن اب یہ عالم ہے کہ سوائے اللہ اور کوئی چیز نہیں عبدالقدوس نے کہا حضرت ہمارا کیا ہوگا۔ شیخ نے فرمایا تم کو فکر نہ کرنی چاہیے تم تو اولیاء اللہ میں سے ہو۔

۲ جمادی الاول ۸۹۸ھ کو جان جان آفریں کے سپرد کی۔

ارشادات مقدسہ

(۱) سلسلہ کی اشاعت کیلئے عام لوگوں کو مرید کرلو۔ کوئی نہ کوئی ان

کل ہی آئے گا۔

۷۔ اپنی گذران کیلئے کسی کو مرید کرنا گمراہی ہے آخرت میں اس کیلئے کوئی حصہ نہیں۔

باب چہارم

حضرت عبدالقدوس گنگوہی رح

سے

حضرت قبلہ نیاز محمد قلندر رح

تک

حضرت خواجہ عبدالقدوس گنگوہی

آپ رموزِ فنا و بقا کے آشنا صاحب کرامات علیا ہیں۔ اعمال میں آپ کا کلام نہایت لطیف ہے صابریہ مشائخ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں آپ کا اسمِ گرامی عبدالقدوس ہے والد کا نام شیخ اسمٰعیل بن شیخ آپ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کی اولاد میں سے تھے۔ حضرت میر سید اشرف سمنانی آتے ان کے مرید شیخ صفی الدین تھے سید صاحب نے پیار کیا اور فرمایا۔ اللہ ایک فرزند عطا کریگا جو قطبِ عالم ہو گا۔ چنانچہ شیخ عبدالحق ردولوی کے ایک فرمانے کے بعد عبدالقدوس پیدا ہوئے۔ جب ذرا سیانے ہوئے روضہ جاروب کشی کرنے لگے۔ اور تحصیلِ علم میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ تجوید قرآن سلیمان سے کیا۔ جنہوں نے عالمِ معاملہ میں قرآن شریف آنحضرت صلعم سے تجوید آپ جب علم الصرف کی کتابیں پڑھ رہے تھے۔ تو اس موضوع پر بحر الانشعاب نام سے ایک کتاب خود تصنیف کر دی اس کے بعد کافیہ کی تعلیم کے دوران میں ایک دن روضہ کے اندر گئے اندر سے حق حق کی آواز آئی اور ایسی کیفیت پیش آئی کہ بے ہوش ہو گئے۔ زیارت شیخ سے مشرف ہوئے فرمایا مطالعہ علم ظاہر میں حجاب اکبر ہے۔ اس دن سے پڑھنا ترک کر دیا اور کارِ باطنی میں لگ گئے۔ رات عبادت میں بسر کرتے۔ اور دن کے وقت شیخ پیادہ سے صحبت رہتی جو حضرت سید اشرف کے مرید اور تربیت یافتہ سید محمد گیسو دراز ہیں۔ جب آپ نے پڑھنا ترک کیا تو والد کو سخت صدمہ ہوا۔ حضرت کے ماموں دانیال سے کہا بھانجے کی خبر لو انہوں نے بلایا اور تہدید و تاکید کی۔ اسی دوران میں ایک گائن گاتی ہوئی گذری

وجد کی حالت طاری ہوگئی۔ یہ دیکھ کر کہا لڑکا نیک ہوگا۔ اسے علم باطنی کیلئے معلم
درکار ہے۔ چنانچہ مخدوم شیخ خواجگی کے پاس ساڈھورا آگئے اور کہا علم نہیں
پڑھا شیخ نے کہا شغل باطن کر جب علم اصول آگیا فروعات کیا ہیں چنانچہ الیسا ہی
ہوا جس قسم کا مسئلہ آپ کے سامنے آیا۔ آپ حل فرماتے۔
شروع شروع میں صبح اول وقت نماز کیلئے مسجد میں جاتے پہلی صف
میں بیٹھتے جوں جوں نمازی آتے آپ پیچھے ہٹتے جاتے۔ اور سب کے پیچھے ہوجاتے
بعد نماز سب نمازیوں کی جوتیاں سیدھی کرکے رکھتے۔ ایک دن اپنے دادا بھائی
شیخ فخر الدین کا قصہ سنا کہ انہوں نے پچاس برس سیر ہو کر پانی نہیں پیا۔ آپ نے
بھی پانی پینا ترک کر دیا اور کھانا چھوڑ دیا۔ مجاہدہ کی حد یہاں تک پہنچی کہ سانس
کے ساتھ بو تے کباب آنا شروع ہوئی۔ سر اور کاکل سے دھواں اٹھتا تھا۔ جب شیخ
کو معلوم ہوا فرمایا یہ عشق کی آگ میں جل چکا ہے اس کے سر پر ماہی پانی ڈالا
کرو اور کثرت درود کا حکم دیا کہ ترویح قلب ہو۔ اول اوّل علق سے نفور تھا۔
لیکن مرشد کے گھر کا تمام کاروبار بجا لاتے حتیٰ کہ مرشد کے سارے گھر کے کپڑے
دھونے کیلئے ہر جمعہ لے جاتے۔ آپ پوشاک درویشی پہنے رہتے۔ شیخ محمد نے
خرقہ خلافت پہنایا۔ اور باوجود مرشد ہونے کے آپ کی تعظیم و تکریم فرمانے لگے۔
شیخ الاسلام درویش محمد بن قاسم اودھی نے بھی خرقہ خلافت سے نوازا۔ بعد
ازاں آپ سلسلہ مداریہ، سہروردیہ۔ اور نظامیہ میں بھی اجازت یافتہ ہوگئے۔
ابتدائی ۴۸ سال ردولی میں گزارے جب یہاں کے حالات خراب ہوتے یعنی
کفار کا قبضہ ہوا۔ شعائر اسلام کی توہین ہونے لگی۔ بازاروں میں لحم خنزیر بکنے
لگا۔ آپ نے ترک وطن کیا۔ اور شاہ آباد آگئے۔ یہاں ۴۸ سال ارشاد اور
تلقین کا ہنگامہ برپا رکھا۔ اتفاق سے قحط پڑ گیا۔ آپ نے ایک دیگ چاولوں کی
مسلمان باورچی سے پکوائی۔ اور ایک دیگ موہن بھوگ کی ہندوں کیلئے برہمن سے
پکوائی شہر میں منادی کرادی مسلمان اور ہندو آئیں اور کھائیں۔ دیگوں کا یہ حال

تھا کہ جتنا کھانا نکال لیتے تھے اسی قدر دیگ میں زیادہ ہو جاتا۔ اور ہر دم گرم
رہتا۔ تین دن یہی حال رہا۔ چوتھے دن الہام ہوا عبدالقدوس تو فقیری کرچکا
رزاقی میں بھی قدم رکھنے لگا۔ بھلا ہم پوچھتے ہیں تم کون ہو عرض کیا تیرا ادنیٰ
بھلا لوگ کون ہیں۔ کہا تیرے بندے حکم ہوا پھر تو کون ہے دخل دینے
کیا تو ہم سے زیادہ حکمت والا اور مہربان ہے۔ شیخ نے توبہ کی۔ دیگیں توڑ
ڈالیں۔ اور کہا اس کی مخلوق ہے جسطرح چاہے رکھے۔

آخری عمر میں شاہ آباد سے گنگوہ تشریف لے آئے۔ یہاں عمر
آخری چودہ سال گذارے جب گنگوہ آئے دیکھا کہ ایک جوگی کا مٹھ بنا
کشادہ ہے اندر گئے چیلوں سے پوچھا کہ گورو جی کہاں ہیں انہوں نے
ایک برس گذرا ہے کہ گپھا میں ہیں صرف ہوا کیلئے ایک روشن دان رکھا ہے
کسی کی مجال نہیں کہ ان کے پاس جا سکے۔ المختصر آپ روشن دان کے قریب
گئے۔ مراقبہ کیا۔ روحانیت کی صفت نے جسد پر غلبہ پایا اور ذات کی طرف
توجہ کی چنانچہ جسم رنگ لطافت پر آیا۔ اس روزن سے گذر کر اندر آئے
کہ جوگی حبس دم کئے ہوئے اپنے کام میں مشغول ہے پھر مراقبہ فرما کر اپنے
سے اس کی روح کو حرکت دی وہ ہوشیار ہوا اور حضرت سے پوچھا تو کون
اور یہاں کیونکر آیا آپ نے فرمایا میں بندۂ خدا ہوں اور اس کی قدرت سے یہاں
تو نے اپنا کام کہاں تک پہنچایا۔ اس نے جواب دیا دیکھو ابھی پانی ہوا جاتا ہے
اور پانی ہو گیا۔ حضرت نے اس پانی سے قدرے پارچہ تر کر لیا۔ جب وہ اصلی
حالت میں لوٹا تو آپ نے فرمایا میں پانی ہوتا ہوں اس میں اپنا کپڑا تر کر
چنانچہ حضرت پانی ہو گئے اس نے کپڑا تر کر لیا جب آپ اصلی حالت میں
آئے تو فرمایا پہلے اپنے کپڑے کو سونگھو اس سے دماغ پریشان ہوا پھر حضرت
کا سونگھا دماغ معطر ہو گیا۔ وہ اسی وقت معتقد ہوا اور کہا میں اپنے فن میں
کامل ہوں مگر آپ مجھ سے زیادہ کامل ہیں فرمایا یہ خوشبو اسلام کی ہے

اور وہ بد بو کفر کی۔ اس جوگی نے کہا مجھے بھی مشرف با سلام کریں۔ آپ نے اسے کلمہ پڑھایا۔ مسلمان کیا اور بیعت سے مشرف کیا۔ دوسرے چیلے بھی مسلمان کیئے۔ آپنے سب کو ہدایت خلق پر مامور کیا۔ حضرت کا روضہ اسی جگہ ہے۔

حضرت گنگوہی نے محض اصلاح اور فلاح خلق کی خاطر حکومتِ وقت یعنی سلطان ابراہیم لودھی سے رابطہ کیا تھا۔ اُسے خدمتِ خلق علماء کی تیمارداری اور تعلیم و توقیر کی طرف توجہ دلائی۔ اسنے شعائرِ اسلامی کو بلند کرنے کی کوشش کی۔ پانی پت کی لڑائی میں آپ نے ابراہیم کو کہا مجھے اس دفعہ خیریت نظر نہیں آتی تمہیں چاہیے کہ لشکر کو یہاں سے روانہ کر دو۔ اس کے اصرار پر آپ صاحبزادے شیخ حمید اور مرید سعید راجہ کے ساتھ ابراہیم لودھی کے لشکر میں ٹھہر گئے۔ آپ نے دو لوہ ساتھیوں کو فرمایا ہمارے پیروں میں سے خواجہ قطب الدین اوشی بھی قید میں ڈالے گئے تھے۔ ہم نے بھی اپنے پیروں کی سنت اختیار کی تم جانا چاہتے ہو تو جاؤ وہ نہ مانے۔ ابراہیم مارا گیا۔ بابری سپاہیوں نے شیخ کو گرفتار کیا اور سامان لوٹ لیا شیخ حمید اور راجہ کو ساتھ لے گئے۔ شیخ کو پیدل دہلی پہنچنے کا حکم ہوا۔ آپ پیدل دہلی پہنچے بعد میں آپ کو رہائی ہوئی۔ اور گنگو آئے۔

یہاں سے آپ نے بابر کو خط لکھا۔ اور اسے اتباع شریعت۔ آئینِ اسلام۔ عدل و انصاف۔ تقلید خلفائے راشدین اور نماز با جماعت کی طرف توجہ دلائی ابتدا میں آپ اپنے شیوخ کے اصول کے مطابق فرمانرواؤں سے کوئی تعلق نہ رکھتے۔ بعد میں ملکی حالات کے تقاضے نے اس امر پر مجبور کیا۔

حضرت کو اتباع شریعت کا بے حد خیال رہتا تھا۔ چنانچہ عوام کو چھوڑ کر امراء کو بھی اتباع شریعت کی تلقین کرتے عالم استغراق میں یہ حکم تھا کہ تین بار حق حق حق کہہ کر نماز پڑھوں۔ ردولی اور شاہ آباد میں گذارہ کیلئے زراعت کا کام کرتے۔ اور فقراء کیلئے غلہ وقف کر دیتے۔ آپ کا ایک جبہ تھا۔ جو آپ نے ۵۰ برس سال پہنا۔ ایک دفعہ عرض کیا گیا کہ نیا بنوائیں۔ فرمایا حلال کے

پیسے میسر آئیں تو بنواؤں۔ چنانچہ مولانا جلال الدین نے مزدوری کی ۲۴ ٹکے کمائے۔ اس سے ایک کرتہ اور پاجامہ بنا۔

آپ پر مسئلہ وحدت الوجود کا رنگ بہت غالب تھا۔ آپ کو خیال کہ صاحبزادے شیخ رکن الدین اور حمید الدین کا مسلک اور مشرب علیحدہ ہے۔ ان کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دی۔ اور سب کو چھوڑ کر تھانیسر کی طرف پیدل روانہ ہوگئے۔ گنگوہ کا داروغہ حضرت کے پاؤں پڑا اور واپس گنگوہ لایا۔ شیخ رکن الدین حمید الدین اور شیخ احمد نے وحدت الوجود پر رسالے لکھے۔ حضرت خوش ہوئے بڑے بڑے علماء وقت سے اس مسئلہ پر بحث کی اور ان کو قائل وحدت الوجود کیا۔

آپ سلسلہ چشتیہ صابریہ کے مجدد مانے جاتے ہیں۔ آپ نے اس سلسلے کو حیات نو بخشی۔ اور اس سلسلے کے نظام کو از سر نو ترتیب دیا۔ اقتباس الانوار میں ہے کہ خود آپ نے فرمایا ہے

من ایں سلسلہ را رنگے دیگر بخشیدم۔

چنانچہ ان کے عظیم المرتبت خلفاء نے سلسلہ کی نشر و اشاعت کی طرف خاص توجہ کی۔ ارشاد اور تلقین کو زندگی کا مقصد قرار دیا۔ اور سلسلہ صابریہ کو دور دور تک پھیلایا۔ ان میں سے شیخ جلال الدین تھانیسری۔ شیخ عبدالغفور اعظم پوری۔ عبدالعزیز کرانوی۔ عبدالستار سہارنپوری۔ شیخ عبدالاحد سرہندی قابل ذکر ہیں۔ یوں تو آپ کے ۵۰۰ سو خلیفہ تھے۔

۱۵ جمادی الآخر دوشنبہ تھا۔ عرس شیخ احمد عبدالحق ردولوی شروع تھا۔ کہ حضرت کو تپ لرزہ ہوئی۔ منگل کے دن نماز چاشت کے وقت انتقال فرمایا تادم مرگ عبادت میں فرق نہیں آیا۔ قبل از انتقال تجدید وضو کی دوگانہ ادا کر کے بے ہوش ہوگئے۔ اور حق حق کہتے ہوئے ۲۴ جمادی الثانی ۹۴۴ھ میں جان جان آفریں کے حوالے کی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ عمر ۸۴ برس سال مزار شریف گنگوہ میں ہے۔ آپ کے دس بیٹے تھے چار بچپن میں فوت ہوگئے شیخ حمید الدین شیخ [illegible] شیخ رکن الدین شیخ محمد علی شیخ عبدالرزاق شیخ محمد [illegible] سے سلسلہ چلا۔

آپ کی تصانیف : بحرالانشعاب ، شرح مصباح ، حاشیہ شرح صحائف
فوائد القراہ ، رسالہ نورالہدیٰ ، رسالہ قرۃ العین ، شرح عوارف ، حاشیہ برفصوص الحکم
رسالہ قدسی ، غرائب الفوائد ، رشد نامہ ، مظہر العجائب ، انوار العیون ، مکتوبات
قدسیہ ، اسرار العجائب ، اوراد شیخ عبدالقدوس ۔ مکتوبات قدسیہ ، ملفوظات
کا مجموعہ ، آپ فارسی ہندی میں بھی شعر کہتے تھے ۔ فارسی میں قدوس اور احمد
کے نام سے ہندی میں الکھ داس تخلص تھا ۔

ارشاداتِ مقدسہ

۱ ۔ بھوک دو طرح کی ہے ۔ سفلی ، علوی ، سفلی تمام حیوانات کی ہے
یہ غذا کی محتاج ہوتی ہے ۔ یہ عالم سفلی سے عروج نہیں کرتی ۔ اور تجلیات ذاتیہ
سے ہے ، اور بہائم کی مختلف صورتوں کا مقام ہے ۔

۲ ۔ بھوک کثیف کو لطیف تک پہنچاتی ہے ۔ مقید کو مطلق کا نشان دیتی
ہے ۔ انسانیت کو رحمانیت کی طرف لے جاتی ہے اس سے آدمی خدا تک پہنچ سکتا
ہے ۔ یہ خاصیت کسی اور میں نہیں ۔ اگرچہ دوسرے حیوانات کو بھوک لگتی ہے
ملائکہ اور ارواح اگرچہ علویات سے ہیں مگر ان میں بھوک کی آگ نہیں ۔ اس لیے
وہ اپنے مقام سے آگے نہیں بڑھتے ۔

۳ ۔ بھوک کے تین درجے ہیں ۔ پہلے درجے کی بھوک کی آگ کہتے ہیں
جس کی غذا پانی اور طعام ہے ۔ دوسرے درجے کی بھوک کا نام محبت و عشق ہے
اس کی غذا خونِ جگر پینا ۔ تیسرے درجے کی بھوک کو محبوب و معشوق کی آگ
کہتے ہیں ۔ جس کی غذا حسن و جمال اور اوصافِ کمال ہیں ۔

۴ ۔ اول تحصیل علومِ دین اور شریعت رسول الثقلین پر مستحکم ہونا چاہیے
پھر آستانہ شیخ پر رہنا اور درویشوں کی مصاحبت کرنا روا ہے ۔

۵ ۔ بے علم درویش کچھ وقعت نہیں رکھتا ۔

۶ ۔ حق سے سکوت کرنے والا گونگا شیطان ہوتا ہے۔

۷ ۔ بیداریٔ شب مردانِ حق کا کام ہے جس نے جو کچھ پایا بیداری سے پایا۔ لہٰذا رات دوستوں کے لئے قرار۔ آسائش اور بندہ کیلئے باعث نجات کمال اور جمال کے مرتبے کو شب بیدار ہی پہنچے ہیں۔

۸ ۔ رشد نامہ میں سماع کے متعلق لکھا ہے کہ کنوئیں کا پانی اس وقت تک باہر نہیں آتا جب تک اس کو کھینچنے والا نہ ہو۔ یہی حال اسرار کا ہے جو دل میں ہوتے ہیں۔ سماع ان اسرار کو قلب سے باہر لاتا ہے۔ نیز سماع کے بارے میں شریعت کا فتویٰ یہ ہے اہل کے لئے جائز نااہل کیلئے حرام۔ اہل سماع وہ ہوتا ہے کہ کوئی آواز پیام دوست کے سوا نہ سنے اور دوست کے جمال کے سوا کوئی جمال نہ دیکھے۔

غزل

آستین بر رو کشیدی ہمچو مکار آمدی
با خودی خود در تماشا سوئے بازار آمدی

در بہاراں گل شدی در صحن گلزار آمدی
بعد ازاں بلبل شدی با نالہ زار آمدی

خویشتن را جلوہ کردی اندریں آئینہا
آئینہ اسمے نہادی خود با ظہار آمدی

شور منصور از کجا و دارِ منصور از کجا
خود زدی بانگ انا الحق خود سرِ دار آمدی

گگفت قدوس فقیرے در فنا و در بقا
خود بخود آزاد بودی خود گرفتار آمدی

حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ

آتشِ عشق کے حریق اور بحرِ وحدت کے غریق۔ معلم شریعت۔ راہ دانستاد جادۂ طریقت ہیں۔ آپ کے والد کا نام قاضی محمد عمری تھا۔ سلسلہ نسب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ آپ کے بزرگوں کا وطن بعض نے بلخ اور بعض نے

کابل بتایا ہے۔ آپ نے ۷ برس کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا۔ سترہ برس کی عمر
میں علوم دینی دنیوی سے فارغ ہو کر صاحب فتویٰ ہوئے۔ شاہ آباد میں درس دیا
کرتے تھے۔ اپنے زمانے کے متبحر عالم تھے۔ حضرت عبدالقدوس گاہے گاہے سہارنپور
تشریف لایا کرتے تھے۔ کیونکہ آپ کے کئی مرید سہارنپور میں تھے۔ مولانا جلال الدین
جانتے تھے۔ کہ عبدالقدوس سماع بہت سنتے ہیں اور وجد میں آ کر رقص کرتے ہیں۔

اسلئے وہ ان کو ناچنیا پیر کہتے۔ ایک مرید نے حضرت سے کہا فرمایا اب اگر جلال الدین
ناچنیا کہے تو ان سے کہہ دینا کہ وہ ناچتے بھی ہیں اور نچاتے بھی ہیں۔ خدا کا کرنا
جب حضرت عبدالقدوس سہارنپور آئے مولانا جلال الدین نے ان کے ایک مرید سے
کہا تمہارے پیر ناچنے آ گئے۔ اس نے کہا ہاں ہمارے پیر ناچتے بھی ہیں اور
نچاتے بھی ہیں۔ اتنا کلام سنتے ہی مولوی صاحب نے کپڑے پھاڑ جنگل کی راہ
لی۔ کئی دن کے بعد ہوش آیا یہ شعر لکھ کر حضرت کی خدمت میں بھیجا
گز کا پنے لکھن ڈگے اور روم روم تھرائے ؛ سدھ آوت چھاتی پھٹے جو پاتی لکھی نہ جائے
پلیتم پتیاں جب لکھوں کہ جو تم ہو بدیس ؛ تن موں من مدن نین موں تن کو کیا سندیس
تمام ہاتھ اور تمام بند لرزا میں ہیں قلم گرا جاتا ہے خط لکھوں کس
طرح لکھوں جب ہوش آتی ہے تو فراق سے سینہ شق ہوتا ہے لے دوست خط
تو ایسے لکھا جاتا ہے۔ جو دور ہو۔ جو دل اور آنکھوں میں ہو اسے کیا پیغام دیا جائے
بس حاضر خدمت ہو کر مرید ہو گئے۔ کچھ مدت ریاضت کی۔ صحرا میں گوشہ تنہائی
اختیار کی آخر خلافت سے سرفراز ہوئے اور علوم ظاہری باطنی کے جامع ہو گئے
اکثر اوقات تلاوت قرآن۔ اداے نوافل درود اور دعا میں گذرتے تھے۔
ترانوے سال کی عمر میں بالکل ضعیف ہو چکے تھے۔ یہاں تک کہ اٹھنا بیٹھنا اور

حرکت کرنا بھی مشکل تھا۔ تکیہ سے سہارا لگائے رکھتے۔ اور جذب استغراق رہتے۔ نماز کے وقت مرید اللہ اکبر، اللہ اکبر کہہ کر بیدار کرتے تو لعین دوسرے سے مدد لیئے اٹھتے جوتا پہن کر اور عصا ہاتھ میں لیکر خود وضو سے فارغ ہو اور نماز ادا فرماتے اور پھر بستر پر بیٹھ جاتے۔

آپ زیارت حرمین شریفین کیلئے بھی گئے حج سے فراغت پاکر مدینہ منورہ گئے روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب الوداعی حاضری دی تو آواز آئی اپنے پیر بدعتی کو ہمارا سلام کہنا جب واپس پیر و مرشد کے پاس آئے تو عرض کی حضور بوقتِ رخصت روضہ مبارک سے آواز آئی تھی کہ پیر سے ہمارا سلام کہہ دینا۔ حضرت عبدالقدوس بولے نہیں جسطرح ارشاد ہوا وہی لفظ کہو آپ نے بحکم الامر فوق الادب اسی طرح بیان کیا یہ سنتے ہی حضرت عبدالقدوس کو ایک حالتِ وجد پیدا ہوئی تین دن تک یہ حالت رہی حافظ شیراز کا یہ شعر بار بار پڑھتے۔

بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نیکو گفتی ؛ جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا

اکبر کے وقت زمینوں کے متعلق کچھ احکام جاری ہوئے۔ لوگوں نے حضرت جلال الدین کو آگرہ چلنے کی تکلیف دی کہ بادشاہ سے ان کے معاملات پر گفتگو کریں۔ اس پر انہوں نے ایک رسالہ تحقیق " ارض الہند " لکھا۔ اس میں آپ نے یہ ثابت کیا اگر بادشاہ وقت کوئی زمین کسی کو دے چونکہ وہ بیت المال کی ہے اور امام وقت جسے چاہے دے سکتا ہے۔ اسلئے وہ اس کا حق ہوگی۔ بادشاہ اکبر آپ کی بے حد تعظیم و توقیر کرتا تھا۔ اور دربار سے وابستہ کرنا چاہتا تھا مگر آپ نے درس و تدریس ارشاد اور تلقین سے کنارہ کشی ہونا پسند نہ کیا

آپ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ قبلہ حضرت عبدالقدوس کے صاحبزادے رکن الدین نے جب علوم ظاہری سے فراغت پائی اور دستارِ فضیلت بندھی تو ایک شخص نے حضرت قبلہ کو مبارک باد دی فرمایا کیا تم اس بات کی مبارک دیتے ہو

کہ رکن الدین کسی خاکروبہ پر عاشق ہوا ہے اور ان کی نسبت غصہ اور ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ میں نے نہایت ادب سے گذارش کی صاحبزادہ کے حال پر خفگی کی بجائے عنایت کیوں نہیں ہوتی کہ پاک وصاف ہو جائیں عرض صاحبزادہ مراتب سلوک کی تعلیم کیلئے بلائے گئے۔ حکم ہوا پاؤں دباؤ جب وہ پاؤں دبانے بیٹھے تو حضرت نے اپنے کف پا، ان کے سینے پر ملنا شروع کئے وہ بولے حضرت حافظ قرآن اور عالم کے سینے پر مہر نبوت ہوتی ہے۔ فرمایا ہاں اسی کو مٹاتا ہوں تاکہ یہ عجب تیرے سینے سے نکل جائے۔ پھر اپنا نقاب الٹ کر نظر ڈالی۔ صاحبزادہ لوٹ پوٹ ہوگئے اور بے ساختہ یہ رباعی زبان پر جاری ہوئی۔

عاشق و عشق بت و بتگر و عیار یکی است ٭ کعبہ و دیر و مساجد ہمہ جا یار یکی است

گر درآئی بچمن وحدت و یک رنگی بین ٭ کہ دراں عاشق و معشوق و گل و خار یکی است

یہ حال دیکھا تو حضرت نے فرمایا اے جلال الدین رکن الدین کو ہر روز گوشت کھلاتے رہو کہ یہ حالت فرو ہو جائے۔

سیر الاقطاب میں ہے کہ حضرت عبدالقدوس نے متعدد بار فرمایا کہ حق تعالیٰ قیامت کے روز مجھ سے پوچھے گا کہ تم دنیا سے ہماری بارگاہ میں کیا لیکر آئے تو میں ایک ہاتھ سے شیخ رکن الدین اور دوسرے سے جلال الدین تھانیسری کو پکڑ کر حاضر ہونگا اور کہوں گا کہ اے باری تعالیٰ میں ان دونو کو لیکر آیا ہوں۔

وفات آپ کی ۲۴ یا ۲۵ ذوالحجہ ۹۸۹ھ میں ہوئی مزار مبارک تھانیسر میں ہے آپ کے مشہور خلفا یہ ہیں۔ نظام الدین بلخی، عبدالشکور، قاضی صالح کرانوی، شیخ موسیٰ۔ شیخ علیمی۔ سید فاضل،

ارشادات مقدسہ

۱: غلطی کا اعتراف نفس پر بڑا شاق گذرتا ہے لیکن دل اس سے

جلا پاتا ہے۔

۲ بزرگوں کی صحبت کیمیا کا اثر رکھتی ہے۔

۳ جو کام سالوں میں نہیں ہوتا عشق گھڑیوں میں کرا دیتا ہے۔

۴ صادق مرید اور مخلص طالب پیر کی خدمت میں بڑا رنج اٹھا

۵ اکبر نے جب اپنے بھائی عبدالحکیم پر فوج کشی کی تو راہ میں تھانیسر
خانقاہ میں آیا اور آپ کی زیارت کی دوران گفتگو میں توحید کی وضاحت چاہی
مولانا نے یہ رباعی پڑھی۔

آفتابے در ہزاراں آبگینہ تا ختہ ✤ پس برنگے ہر یکے تاب عیاں انداختہ
جملہ یک نور است اما رنگہائے مختلف ✤ اختلافے در جہاں ایں و آں انداختہ

اور نہایت احسن طور سے بادشاہ کو سمجھایا۔ شیخ ابوالفضل نے
دریافت کیا کہ کس طرح معلوم کریں یہ سن کر آپ رونے لگے اور فرمایا

آہ ز استغنائے دلبر آہ آہ ✤ کمر تعظیم بستہ بر کونین راہ

یہ سن کر بادشاہ رونے لگا۔ اور کہا کہ بندہ کو فقیر کیجئے آپ نے
فرمایا تمہاری ایک ساعت کی عدالت ہزار عبادت اور فقیری سے بہتر ہے۔

۶ : آپ صاحب تالیف و تصنیف تھے۔ تحقیق ارض الہند،
ارشاد الطالبین۔ مکاتیب۔ بعض کتب پر حواشی

آپ اکثر یہ بیت پڑھا کرتے تھے۔

قومے ز وجود خویش فانی ✤ رفتہ ز حرف در معانی
محرم دولت نبود ہر سرے ✤ بار مسیحا نہ کشد ہر خرے

حضرت خواجہ نظام الدین بلخی رحمۃ اللہ علیہ

آپ قطب المحققین اور تاج الموحدین ہیں آپ صاحب تصانیف کثیرہ

آپ کا اصلی وطن تھانیسر تھا۔ والد ماجد کا نام شیخ عبدالشکور ان کا سلسلہ نسب حضرت عمر فاروقؓ سے جا ملتا ہے۔ آپ نے ظاہری علوم کی تعلیم باقاعدہ کسی استاد سے حاصل نہ کی تھی۔ لیکن غیر معمولی دماغ اور معرفت کے مالک تھے حضرت جلال الدین تھانیسری کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ ریاضتوں اور مجاہدوں کے بعد ان سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ آپ تصرف ظاہری اور باطنی میں جامع کمالات صوریہ معنویہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے آپ کو علم لدنی سے سرفراز فرمایا گیا۔ جو کچھ اسرار آپ پر منکشف ہوتے اپنے وسائل میں لے آتے اپنے مرشد کی وفات کے بعد ان کی جگہ مسند ارشاد پر متمکن ہوتے۔ ان کے کمال و کرامت کا غلغلہ اس قدر بلند ہوا کہ جہانگیر ان سے غیر معمولی عقیدت رکھنے لگے۔ جب اکبر فوت ہوا جہانگیر تخت پر بیٹھا تو اس وقت اس کا لڑکا خسرو باپ سے باغی ہو کر اکبر آباد سے پنجاب کی طرف بھاگا راستے میں تھانیسر تھا شیخ کی خدمت میں آکر دعا کا طالب ہوا۔ آپ نے اس کو سمجھایا کہ اس خیال کو جانے دو۔ مگر حاسدوں نے لگائی بجھائی کی کہ شیخ خسرو کا حامی ہے اور تسلی دی ہے کہ وقت کا انتظار کرو چنانچہ جہانگیر نے شیخ کے اخراج کا فرمان جاری کر دیا۔ آپ حرمین شریفین چلے گئے حج کرنے کے بعد مدینہ منورہ چند سال قیام کیا۔ اسی جگہ انہوں نے شرح لمعات تصنیف کی پھر بموجب امر الہی بلخ تشریف لے آئے اور وفات تک اسی جگہ مقیم رہے اس طرح آپ بلخی مشہور ہو گئے ہیں۔ بلخ کا بادشاہ امام قلی خان ازبک ان کے حلقہ ارادت میں داخل ہوا۔ آپ سلسلہ چشتیہ میں ایک خاص مشرب رکھتے تھے۔ آپ کو ابن عربی ثانی بھی کہا جاتا ہے۔ آپ کی تصانیف یہ ہیں۔ شرح لمعات۔ رسالہ حقیقت۔ بیان معرفت نبلی۔ تفسیر باطن القدس رسالہ بلخیہ۔

آپ کے سترہ کے قریب خلیفہ تھے۔ مگر مشہور یہ ہیں۔ شیخ ابوسعید گنگوہی۔ شیخ ولی محمد نارنولی۔ شیخ پاینده منوری۔ سید الہ بخش لاہوری وغیرہ۔

شیخ عبدالکریم لاہوری۔ شیخ عبدالرحمن کشمیری۔ شیخ محمد صادق برہان پوری
الہ دتہ لاہوری۔ صوفی دوست محمد لاہوری۔ قاضی عبدالحی کرالوی۔ سید قاسم
برہان پوری۔ شیخ حسین بھوسے ۸ رجب المرجب ۱۰۵۱ھ کو انتقال فرمایا
مرقد مبارک بلخ میں ہے۔

ارشاداتِ مقدسہ

۱ ۔ مشکل سے حاصل کی ہوئی چیز آسانی سے نہیں دی جا سکتی۔

۲ ۔ مشکلات جھیل کر معارف کی تحصیل شیوہ فقراء ہے

۳ ۔ مدہوش مستی کو عشق فنا کر دیتا ہے۔ عشق حقیقی پہلے مرشد سے پھر رسول سے پھر اللہ سے۔ اگر ایسا نہیں تو مانخولیا ہے۔

۴ ۔ ذکر حامل نار و نور ہے نار صفاتِ ذمیمہ کو جلاتی ہے اور نور قلب کو روشن کرتا ہے۔

۵ ۔ مرشد جو کہے کر گذرے بعض اوقات آزمائش ہوتی ہے۔

حضرت خواجہ بندگی ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ

آپ مسلک چشتیہ کے قائدین اور طریق قادریہ کے عمائدین سے ہیں اپنے وقت کے بلند مرتبہ مشائخ میں شمار ہوتے ہیں

حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے پڑپوتے۔ آپ شیخ نورالدین کے بیٹے اور شیخ محمد علی بن عبدالقدوس کے پوتے ہیں۔ آپ نے ظاہر علوم سے فراغت پائی اور حضرت نظام الدین بلخی رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کی۔ اس وقت حضرت نظام الدین تھانیسر ہی میں تھے۔ پیرو مرشد جب تھانیسر چھوڑ کر چلے

گئے تو آپ کی تکمیل نہ ہو سکی۔ اب آپ اس ملک کے درویشوں کے پاس جانے لگے کسی جگہ سے مطلب حاصل نہ ہوا۔ اسی پریشانی میں رہتے تھے ایک رات حضرت عبدالقدوس کو خواب میں دیکھا۔ فرماتے ہیں نظام الدین کے پاس جاؤ تمہاری کشائش ان سے ہوگی۔ چنانچہ آپ نے بلخ کے سفر کی تیاری کی والدہ ماجدہ نے روانگی کے وقت کہا بیٹا اپنی دولت لئے بغیر واپس گھر نہ آنا۔ کہا اچھا چنانچہ آپ بلخ چلے گئے اور مدت مدید تک اپنے شیخ کی خدمت میں رہے۔ ہر طرح کی خدمت بجا لائے۔ آخر شیخ نے ہر طرح سے آپ کی تکمیل کی اور خرقہ خلافت سے نوازا اور واپس گنگوہ جانے اور مسند ارشاد پر بیٹھنے کا حکم دیا۔ پیر و مرشد نے رخصت کے وقت وہ تمام تبرکات بھی دیئے جو آپ کے پاس تھے۔ اور کہا بوسعید آپ کے گھر کی دولت آپ کے حوالے جب گھر پہنچے والدہ بہت خوش ہوئیں۔

آپ نے سلسلہ چشتیہ صابریہ کو غیر معمولی فروغ اور ترقی دی۔ آپ استغراق اور محویت میں رہنے لگے۔ زیادہ وقت ریاضت اور عبادت میں گزرتا تھا۔ ایک شخص ایک دفعہ آیا اور طالب مولا ہوا اور عرض کی نظر فرمائیں کہ میں منزل مقصود تک پہنچ جاؤں۔ آپ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی فرمایا تین ضربیں لگاؤ نگا منظور ہے؟ اس نے قبول نہ کیا۔ آخر آپ نے لکڑی اس کے سر پر ماری عالم ملکوت اس پر منکشف ہو گیا دوسری دفعہ ماری عالم جبروت تک اس کی رسائی ہوئی تیسری ضرب سے عالم شہود ظاہر ہوا۔ ایک دفعہ حضرت نظام الدین بلخی سے پوچھا گیا کہ آپ کے سینکڑوں مرید ہیں مگر سب سے زیادہ فضیلت کس کو حاصل ہے فرمایا میرے دس مرید ہیں جن کو سب پر فضیلت حاصل ہے پوچھا گیا ان میں سے کس کو فضیلت ہے فرمایا ان میں سے چار افضل ہیں۔ پھر دریافت کیا گیا کہ ان چاروں میں سے کس کو فضیلت ہے فرمایا دو کو یہ بارگاہ الہٰی میں بہت مقرب ہیں شیخ ابوسعید شیخ حسین بھوپے۔ دونو مثل دو آنکھوں کے ہیں ایک کو دوسرے پر امتیاز نہیں پھر ان کے مقامات بیان فرماتے حال اور وجد میں شیخ حسین بڑھے ہوئے تھے

مراقبہ میں شیخ ابوسعید کا مرتبہ بلند ہے۔
وفات آپ کی ۲ ربیع الاول ۱۰۴۱ھ میں یا یکم ربیع الثانی ۱۰۴۹ھ میں ہوئی۔ مزار شریف گنگوہ میں ہے۔
آپ کے خلفاء کثیر التعداد ہیں مگر چار نے سلسلہ کی توسیع میں بڑا کام کیا ہے۔ شیخ محمد صادق گنگوہی۔ شیخ ابراہیم رامپوری۔ شیخ ابراہیم سہارنپوری۔ شیخ محب اللہ الہ آبادی۔

ارشاداتِ مقدسہ

۱۔ اپنے سے کم عمل والے کو حقیر نہ جانو
۲۔ مردِ حق روزی اور لباس کا غم نہیں کرتا اور خلا ملا میں فکرِ حق میں مشغول رہتا ہے۔
۳۔ درویش کی تکمیل تب ہوتی ہے کہ وہ مدح و ذم سے بے نیاز ہو۔
۴۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں کوشش نہ کرنے سے عتابِ الٰہی آجاتا ہے۔

حضرت محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

آپ مقتدائے وقت حکمتِ حق کا سرچشمہ اور علوم طریقت کے خزانہ تھے علوم رسمیہ و نقلیہ پر پورا پورا عبور تھا۔ ہر معاملے میں شریعت کی پابندی کرتے تھے۔ عبادات میں سنت کی پیروی کا حد درجہ خیال رکھتے نماز باجماعت ادا کرتے۔ بچوں کو قرآن پاک کی تعلیم دیتے اس پر گذر اوقات کرتے۔ عسرت میں وقت گزارا مگر کسی حالت میں بھی کسی کے

آگے دست طلب نہیں بڑھایا۔ جو کوئی آتا اسکی خدمت فرض سمجھتے مریدوں کو وردِ وظائف کی کثرت سے روکتے۔ اور مراقبہ پہ زیادہ زور دیتے۔ قصبہ رام پور منہاراں میں زندگی گذاردی۔ اور ۱۰ ربیع الاول ۱۲۸ھ میں وفات پائی اور اسی جگہ دفن ہوئے۔

ارشاداتِ مقدسہ

۱۔ سب سے اچھا عمل یہ ہے۔ کہ ظاہر مجلس میں ہو۔ اور باطن مراقبہ میں
۲۔ مراقبہ عاشقوں کا وظیفہ ہے۔ اور تمام عبادتوں سے زیادہ موثر ہے۔

حضرت شاہ محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ العارفین اجلۂ کاملین میں سے ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ آپ خلیفہ اعظم حضرت محمد ابراہیم رامپوری کے ہیں آپ نے نیادل میں سلسلہ رشد وہدایت قائم کیا خلق کثیر نے فیض اٹھایا۔ آپ کو خواجہ شمس الدین پانی پتی سے خاص نسبت تھی اور حضرت مخدوم کلیری سے قرب عظیم تھا حضرت بو علی قلندر پانی پتی کے مزار پر چلہ کشی کی اور قلندری فیض سے مالا مال ہوئے آپ کو ان حضرات نے فرمایا" بابا شریف خوش باش ہر جا باشی خانہ نسبت آپ ہر بات میں اپنے پیر کے قدم بقدم رہے ہیں۔ ۱۱ جمادی الآخر کو وفات پائی۔ مزار شریف نیادل میں ہے۔ فارسی میں آپ کی تصنیف ملفوظات شریفیہ ہے۔

ارشاداتِ مقدسہ

۱ ۔ مراقبہ دِل کا روزہ ہے اور دل کا روزہ روح جیسا
۲ ۔ دُعاؤں وظیفوں میں اتنا مشغول نہ ہونا چاہیئے ۔ کہ ذکر اور مراقبہ میں خلل پڑے ۔

حضرت میاں جی نور محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ پاسدار حدُود شریعت شنا درِ دریائے طریقت و حقیقت ہیں جھنجانہ کے رہنے والے ہیں ۔ اخفائے حال کے بمقام لوہاری قریب تھانہ بھون ایک مکتب قائم فرمائے ہوئے تھے بچوں کو تعلیم دیتے تھے ۔ بڑوں کو راہ ہدایت پر چلاتے تھے ۔ ایک خلق خدا کو آپ سے فیض ہوا ۔ آپ اس قدر قوی تصرف رکھتے تھے ۔ کہ حافظ محمود بیعت ہو کر عرض کرنے لگے ۔ کہ مجھے تصور شیخ کی اجازت فرمایئے ۔ آپ نے فرمایا کہ جب محبت اور عقیدت غلبہ کرتی ہے ۔ تو اس سے تصور شیخ خود بخود بڑھ جاتا ہے ۔ حضرت کے فرمانے سے تصور شیخ کا اس قدر غلبہ ہوا کہ ہر جگہ صورت شیخ کی نظر آنے لگی ۔ چلتے چلتے حیران ہو کر کھڑے ہو جاتے ۔ صورت شیخ سامنے کھڑی ہے ۔ جہاں قدم رکھتے وہاں بھی صورت شیخ موجود ہے ۔ نماز میں سجدہ کی جگہ صورت شیخ دیکھ کر نیت توڑ دیتے ۔ حضرت سے عرض کی اب تو نماز پڑھنا مشکل ہو گیا کس کی نماز پڑھیں حضرت نے توجہ کی جیسے یہ حالت پیدا ہوئی تھی ۔ جاتی رہی ۔ اور دوسری حالت ہو گئی

مولانا امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں ایک دفعہ بعد نماز جمعہ حضرت

کرنے لگے۔ جس سے لوہاری والے بہت ہی مغموم ہوئے۔ اور عرض کیا ہم تو جانتے تھے کہ ہمارے گھر میں دولت رکھی ہے۔ جب چاہیں گے مستفید ہوں گے۔ آپ کی باتوں سے ہمارا دل پاش پاش ہوا جاتا ہے۔ ارشاد ہوا فکر نہ کرو حافظ ضامن تمہارے پاس موجود ہے انکو میرا قائم مقام سمجھو۔ اور فلاں فلاں کو اجازت دے دی ہے۔ اور ہم لوگوں کو مجاز کیا ہے۔ بعد ازاں آپ بیمار ہو گئے۔ فرمایا مجھے میرے معلق جھنجانہ لے چلو چلتے وقت آپ تھانہ بھون تشریف لائے اور مسجد کے نزدیک میانہ رکھوا دیا۔ میں بھی حاضر خدمت شریف ہوا، حضرت نے فرمایا تم موجود تھے۔ حافظ ضامن اور مولوی شیخ محمد امیر صاحب حیالدار میرا ارادہ تھا کہ تم سے مجاہدہ اور ریاضت لوں گا مشیت ایزدی سے چارہ نہیں ہے۔ عمر نے وفا نہ کی جب حضرت نے یہ حکم فرمایا میں پٹی پکڑ کر رونے لگا۔ حضرت نے تشفی دی اور فرمایا کہ فقیر مرتا نہیں ہے۔ صرف نقل مکانی ہے۔ فقیر کی قبر سے وہی فائدہ حاصل ہوگا جو زندگی ظاہری میں میری ذات سے ہوتا تھا۔ چنانچہ حاجی امداد اللہؒ فرماتے تھے۔ کہ میں نے حضرت کی قبر مقدس سے وہی فائدہ اٹھایا۔ جو حالت حیات میں اٹھایا تھا۔

مولانا محمد صادق صاحب کا بیان ہے۔ چالیس برس سے مجھے اور میاں جی نور محمد صاحب سے ملاقات ہوتی ہے۔ ان چالیس برس میں آپ کی کبھی بھی تکبیر اولی فوت نہیں ہوئی۔ آپ کی استقامت کا یہ عالم تھا۔

ایک بار حاجی امداد اللہ صاحبؒ نے آپ کی تعریف میں ایک مخمس کہا۔ پیر و مرشد کو سنانے کی تاب نہ تھی۔ کسی اور کی معرفت آپ کو سنوایا۔ فرمانے لگے امداد اللہ صاحب خدا و رسولؐ کی صفت

ثنا بیان کرنا چاہیئے۔ میں عرض کی کہیں نے غیر خدا اور رسول کی مدح نہیں۔ چند اشعار نقل کیئے جاتے ہیں۔

تم ہو لے نور محمدؐ خاص محبوب خدا ہند میں ہو نائب حضرت محمد مصطفٰے
تم مدد گار مدد امداد کو پھر خوف کیا عشق کی پہ سن کے باتیں کلاتے ہیں دغا
لے شاہ نور محمد وقت ہے امداد کا

جام الفت تیرے سے میں ہی ہیں مست و مدہوش سینکڑوں در پہ تیرے مدہوش ہیں بیقرار
دل میں ہے ان کے بھرا اک بادۂ وحدت کا جوش
پر یہی کہہ کر اٹھے ہیں حیف ہے آیا ان کو ہوش
اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا

آسرا دنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا تم سوا اور وں سے ہرگز کچھ نہیں التجا
بلکہ دن محشر کے بھی جس وقت قاضی ہو خدا
آپ کا دامن پکڑ یہ کہوں گا برملا
اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا

میاں صاحب کو حاجی امداد اللہ رح سے بہت محبت تھی۔ تھانہ بھون میں ایک جگہ چند قبریں اور درخت تھے۔ حسن علی شاہ صاحب سلسلہ قادریہ کے درویش صاحب سماع وہاں رہا کرتے تھے جب امداد اللہ صاحب آئے تو وہ چلے گئے۔ اور حاجی صاحب وہاں رہنے لگے یہاں ایک خاندان کی زمین ضبط ہو گئی۔ انہوں نے میاں جی رح کی طرف رجوع کیا۔ اور دعا کے طالب ہوئے۔ فرمایا میرے حاجی کو یہاں بیٹھنے کی تکلیف ہے۔ ان کے لیئے سہ دری بنا دیں دعا کروں گا۔ انہوں نے سہ دری بنانے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ مقدمہ الہ آباد کورٹ میں ان کے حق میں ہوا۔ میاں جی رح کو اطلاع ہوئی فرمایا وعدہ یاد ہے۔

انہوں نے کہا حضرت ہم میں طاقت نہیں کہ ساری ہی بنا دیں آدھی بنا دیتے ہیں
آپ نے آدھی بھی پھیر کورٹ سے باضابطہ اطلاع آئی کہ زمین تاحیات تمہارے بعد
ضبط انہوں نے میاں جی کی خدمت میں آکر عرض کی کہ میاں صاحب نے
تاکہ تم نے میرے امداد اللہ کے لئے آدھا کام کیا میں کیا کروں۔

ایک شخص نہایت خوش گلو سے تھے اور نعتیں پڑھا کرتے تھے ایک نے عرض کی
حضرت یہ شخص بڑی اچھی آواز والا ہے اور نعت پڑھتا ہے آپ بھی سن لیجئے آپ
نے فرمایا لوگ کبھی کبھی مجھے امام بنا دیتے ہیں اور غنا یا مزامیر بھی کئی علما نے سننے
میں اختلاف کیا ہے لہذا احتیاطاً سننے سے معذور ہوں۔

جس جگہ آپ کا مزار ہے وہاں ایک احاطہ امام سید محمود صاحب کا
مشہور ہے اس احاطہ میں کسی نئی قبر کا حکم نہ تھا آپ وہاں اکثر جایا کرتے تھے
اور دیر تک مشغول رہتے انتقال کے وقت وصیت فرمائی ممکن ہو تو مجھے
اسی جگہ جہاں میں جایا کرتا ہوں دفن کرنا وہاں سے مجھے بوئے انس آتی
ہے الحاصل آپ کا مزار وہاں بنایا گیا مجاوروں کو کچھ دے دلا کر لیکن بعض
نے جھگڑا شروع کیا کہ نئی قبر کس نے بنائی اسی حالت میں ایک مجاور پر
غنودگی طاری ہوئی دیکھا آپ اور سید محمود کھڑے ہیں اور اپنا ہاتھ سید
محمود کے ہاتھ سے چھڑاتے ہیں اور کہتے ہیں تمہارے مجاور ناراض ہیں
ہم یہاں نہ رہیں گے لیکن سید محمود نہیں چھوڑتے اور کہتے ہیں ہم کو تو ایک
ہی یار غار ملا ہم کیسے چھوڑیں گے اور منکروں پر لعن کیا جب وہ خواب
سے بیدار ہوا واقعہ بیان کیا اور انکار سے باز آیا روپیہ لینے والوں
نے روپیہ واپس کیا۔

جھنجھانہ میں ایک صاحب کشف تنبور آئے آپ کے مزار مبارک پر حاضر
ہوئے۔ بعد مراقبہ فرمانے لگے کس ظالم نے ان کو امام سید محمود کے پاس
دفن کرایا یہ بزرگ بپاس ادب اپنے انوار رد کئے ہوئے ہیں۔ اگر کسی

ویرانہ بھی ہو تے تو دنیا ان کے انوار سے جگمگا اٹھتی۔ اگر فتنہ کا اند
ہوتا تو میں ان کو یہاں سے نکال کر دوسری جگہ دفن کرتا پھر دنیا
انوار و برکات کا مشاہدہ کرتی۔

آپ کا مزار مقدس خام ہے البتہ حلقہ پختہ ہے لوگوں نے
کہ ایک ہاتھ سے اونچا کر دیں۔ آپ نے خواب میں اشارہ کیا کہ خلافِ
نہ کرو ایک ہی ہاتھ رہنے دو۔

آپ کی وفات ۸ شوال ۱۲۵۹ھ میں ہوئی ۱۲ رمضان المبارک
عرس ہوتا ہے آپ کے خلفا یہ ہیں۔

حافظ ضامن۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی۔ مولوی شیخ محمد امیر صاحب
شیر خان قدس اسرارہم شیر خاں میاں صاحب کی حیاتی میں ہی فوت ہوگئے

ارشاداتِ مقدسہ

۱ عارف جنتی اور دوزخی کو اس عالم میں دیکھ لیتا ہے۔
۲ سرخ کپڑے کنایہ دو امر کے ہوتے ہیں ایک مرتبہ محبوبیت دوسرے شباب
۳ فقیر مرتا نہیں صرف ایک مکان سے دوسرے مکان میں انتقال کرتا
۴ فقیر کی قبر سے وہی فائدہ حاصل ہوتا ہے جو ظاہری زندگی میں۔
۵ مرید شیخ کے پاس اللہ کی امانت ہوتا ہے شیخ کی حاجتوں کی
اللہ کی بارگاہ میں اس طرح فریاد کرتا ہے جس طرح اپنی ذا
ضروریات دینوی اور اخروی مہمات کے لیے۔

شیخ محمد امیر رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنے حال کے امیر تصرف تکلف سے بے نیاز۔ مشائخ میں سے ہوتے ہیں۔ علوم ظاہری کی تکمیل شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور ان کے نواسے شاہ محمد اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے کی۔ آپ کے پیر نے آپ سے بہت زیادہ مجاہدہ اور ریاضت نہیں لی۔ کیونکہ آپ عیال دار تھے۔ عیال داری بنفس خود

ایک ایسا مجاہدہ ہے جس کے برابر کوئی اور مجاہدہ نہیں۔ محاسبہ اور مراقبہ میں آپ کو مرتبہ جلیلہ حاصل تھا۔

اپنے شیخ کی متابعت میں زندگی بسر کرنا فرض جانتے تھے۔ ظاہری شہرت اور اقتدار سے بڑی نفرت تھی ان کے پیر بھائی حاجی امداد اللہ مہاجر کی تحریک آزادی وطن میں تھانہ بھون کا انتظام خود سنبھالتے تھے دیوانی اور فوجداری مقدمات فیصل فرماتے تھے مگر یہ ان سے بالکل الگ رہے اور فرماتے ہر کسے را بہر کارے ساختند۔ آپ مریدوں کی تربیت اور باطنی اصلاح میں آخر دم تک لگے رہے آپ کی وفات ک شعبان کو ہوئی جھنجیانہ میں مرقد مبارک ہے

ارشادات مقدسہ

۱ ذکر دائمی لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ فرض ہے۔ جو فرض ادا نہیں کرتا اس کے وقتی فرض کیونکر قبول ہونگے۔

۲ ذکر کی یہ ہے کہ تمام اشیاء سے ذکر سنے۔ ذاکر کو وصال طلبی حاصل ہوتا ہے۔ لیکن زوال کا ڈر لگا رہتا ہے۔

۳۔ مراقبہ پیرو مرشد کا بڑا مفید ہوتا ہے۔

حضرت عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ

آپ چشتیوں کے چراغ اور قادریوں کے ایاغ تھے قادری کی نسبت کی وجہ سے "غلام غوث" کے لقب سے مشہور تھے آپ کا سلسلہ نسب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے اپنے وقت کے عظیم المرتبت اور مرشد کامل تھے ظاہری علوم پانی پت میں ہی حاصل کیے۔ روحانی علوم کے اکتساب کیلئے حضرت بو علی قلندر رح اور حضرت جلال الدین کبیر الاولیا کے مزاروں پہ چلے کھینچے۔ خواب میں حضرت محمد امیر رح کی خدمت میں حاضری کا اشارہ ہوا چنانچہ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی اور خرقہ خلافت پایا آپ مریدوں کو رزائل چھوڑنے اور تواضع اختیار کرنے کی تعلیم دیتے عملی زندگی ہی علمی زندگی تھی رات اور دن کے مشاغل الگ الگ مقرر تھے جو بجالاتے ۹ جمادی الآخر کو وفات پائی۔ مرقد مبارک پانی پت میں ہے

ارشادات مقدسہ

۱۔ جسقدر کوئی کامل ہوگا وہ ظاہر میں عوام کی طرح کام کاج کرتا ہوگا مگر باطن میں واصل باللہ ہوگا۔

۲۔ نماز۔ روزہ۔ شب بیداری بندگی کے اسباب ہیں

حضرت حاجی ولی محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ طریقت کے آفتاب اور معرفت کے ماہتاب تھے زہد و ورع میں یگانہ روزگار آپ کا اسم مبارک ولی محمد والد ماجد کا نام سید ہاشم سید گیلانی تھے آپ کا سلسلہ سیدنا غوث الاعظم سے ملتا ہے آپ سید عبدالوہاب کی اولاد میں سے تھے آپ کی والدہ ماجدہ شیخ نور الدینؒ خانقاہ معلی چرار شریف کے سجادہ نشین کی بیٹی تھیں حاجی صاحب چرار شریف میں پیدا ہوگئے آپ نے ابتدائی تعلیم و تربیت چرار شریف میں حاصل کی اعلیٰ تعلیم کے لیے دہلی کا رخ کیا جو اس وقت دینی تعلیم کا بہت بڑا مرکز تھا۔ فاضل اجل عالم باعمل عارف باللہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی خدمت میں حاضر ہوگئے اور ان کے مدرسہ میں تفسیر و احادیث تحصیل کی باطنی تعلیم حاصل کرنے کے لیے دہلی اور گرد و نواح کے علاقوں میں مشائخ کی خدمت میں حاضر ہوئے ایک دن خواب میں دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ پانی پت جاؤ اور بو علی قلندر کے مزار پر انوار کی طرف رجوع کرو آپ کے پیر وہاں ملیں گے۔ چنانچہ آپ پانی پت آگئے۔ ایک مدت تک قلندر صاحب کی خانقاہ میں گوشہ نشین رہے قدم کشائی نہ ہوئی ایک رات قاضی عبدالواحد کو ان کے شیخ محمد امیر نے خواب میں کہا قلندر صاحب کی خانقاہ میں جاؤ وہاں ولی محمد گوشہ نشین ہے۔ اس کی دستگیری کرو۔ چنانچہ شیخ قلندر صاحب کی درگاہ تشریف میں آگئے اور ولی محمد کو ملا کر اپنے گھر لے آئے اور باطنی تربیت میں لگ گئے قاضی صاحب نے تمام اہل خانہ کو حکم دے دیا کہ کوئی بھی ولی محمد کو گھر کی چیز کھانے کو نہ دے کیونکہ یہ نہ کھا سکیں گے۔ اور حافظ جان محمد کو ان کے لیے مخصوص

کھانا پکا کر دینے کے لئے مقرر کیا حافظ صاحب بموجب حکم قاضی صاحب کو تیار کرتے اور ان کو کھلاتے حتیٰ کہ سال کے اندر ہی سلوک کی تمام منازل طے کر لیں آپ ہمیشہ ایک کمبل اوڑھے رہتے تھے اس لئے دل محمد کمبل پوش مشہور ہو گئے آپ نے سفر حجاز کیا اور کئی سال خانہ کعبہ کی مجاوری کی اور بعد ازاں مدینہ منورہ کو اپنا مسکن بنایا جب تک حرمین شریفین میں رہے جوتا نہیں پہنا اور بے وضو نہیں رہے حکم کے مطابق واپس ہندوستان آ گئے آپ کا وطن تو کشمیر تھا مگر آخری وقت تک پانی پت ہی میں رہے۔ اور اسی جگہ سلسلہ جاری رکھا آپ کے صاحب ارشاد خلفا کا سلسلہ بھارت پاکستان اور دیگر ممالک اسلامیہ میں جاری ہے آخری ایام میں آپ ہر روز اسی جگہ میں آ کر دیر تک کھڑے رہتے جہاں اب آپ کا مزار ہے ۲۰ جمادی الآخر ۱۲۸۳ھ میں وفات پائی پاکستان اور بھارت میں آپ کے خلفا احمد حسن، عبدالرحیم عبدالرحمٰن مگرے شاہ ہیں۔

ارشاداتِ مقدسہ

۱ مبتدی کے لیے دو باتیں لازمی ہیں۔ ایک ذکر دوسرا فکر۔

۲ وحدت کا مراقبہ مرشد کی اجازت کے بغیر درست نہیں ہوتا۔

۳ کشف و کرامت کی جستجو محض نفس پروری کی وجہ سے ہوتی ہے۔ ایسا آدمی کامیاب نہیں ہوتا ہے کیونکہ یہ ایک بڑی آفت ہے

۴ فقیر کسی کے نیک و بد ہونے پر نظر نہیں کرتا بلکہ اسی کی اصلاح کی طرف دھیان دیتا ہے

۵ کمبل سے بستر کوئی شے نہیں۔

حضرت شیخ احمد حسن پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اہل فقر و فنا، بے تمنا، محبت الٰہی میں ثابت قدم، اہل تسلیم و رضا کے رہنما تھے مالک ولایت مذہبی شہید ولا ادر مقبول و فاتحے اسم گرامی احمد حسن کبیر الاولیا جلال الدین پانی پتی کی اولاد میں سے تھے اس طرح آپ کا سلسلہ نسب حضرت عثمان رضی اللہ عنہٗ خلیفہ سوم تک پہنچتا ہے۔

تکمیل علوم ظاہری کے بعد سلوک میں مشغول ہوئے۔ ریاضت شاقہ نے اصلی جوہر کو چمکایا حاجی ذکی محمد رحمتہ علیہ کی خاص عنایت کی نظر ان پر تھی تھوڑے ہی عرصہ میں اس میدان کا شاہسوار بنا کر دستار خلافت باندھ دی۔

ایک دفعہ حضرت کبیر الاولیاء جلال الدین کے مزار مبارک پر قوالی تھی آپ کو وجد ہوا پاس جو کنواں ہے اس میں چھلانگ لگا دی اور الا اللہ کی ضرب سے خود بخود اچھل کر باہر آ گرے ایک دن رات وجد کا عالم رہا اذان کی آواز پر وضو کر کے نماز ادا کرتے اور پھر اسی استغراق میں ہو جاتے عمر کے آخری سالوں قوالی کی محفل میں برائے نام شریک ہوتے۔

آپ بدر الدین امام کے مزار پر اکثر جایا کرتے اور اس میدان میں پنجوں کے بل چلتے۔ تلیاں زمین پر نہ لگاتے پوچھا گیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں فرمایا اس جگہ اس قدر شہید ہیں کہ شمار نہیں ہو سکتا نہ یہ زمین میں ان کی قبروں کے نشان مٹ چکے ہیں مجھ سے اگر ہو سکے تو یہاں سر کے بل چلوں آپ جب بھی لاہور تشریف لاتے۔ تو مقبرہ جہانگیر پر ضرور جاتے اور فرماتے یہ ایک عاشق کا مزار ہے اور حضرت شیخ سلیم چشتی رح کی نظر فیض کرم کا مظہر ہے عشق کی بجھی ہوئی چنگاری یہاں پھر چمک اٹھی ہے

حضرت آغا صاحب سے روایت ہے کہ ایک دفعہ لاہور سے پاک پتن جاتے ہوئے آپ اجمالہ چھاؤنی اتر بیٹھے میں ہمراہ بطور خادم تھا فرمایا سائیں شاہ صاحب سے ملنا ہے چنانچہ سائیں صاحب کے پاس گئے اپنے حجرے سے باہر نکل آئے آپ نے زمین لکیریں کھینچ دیں سائیں صاحب نے بھی چند لکیریں ڈال دیں اور السلام علیکم کہہ کر رخصت ہوئے۔

آپ جب کبھی پاک پتن شریف جاتے تو پاک پتن شہر کے گرد اگرد لگاتے ایک دفعہ عرس مبارک پر تشریف لے جا رہے تھے اور حضرت قبلہ نیاز پیر جی محمد ابراہیم کرانوی اور چند دیگر مریدان ہمراہ تھے گاڑی ست گھرا اسٹیشن پر پہنچی کہ شام ہو گئی آپ گاڑی سے نیچے اتر کر نماز مغرب ادا کرنے لگے دو جلدی جلدی نماز پڑھ کر سوار ہو گئے حضرت نفلوں میں مشغول ہیں کہ جلدی۔ حضرت قبلہ (نیاز محمد) پاس کھڑے ہیں سخت گھبرا گئے فرمایا نیاز محمد نہیں۔ صبح کی گاڑی میں سوار ہو جائیں گے حضرت قبلہ بلند ہوئے کہ گاڑی جاتا ہے سب ہمراہی چلے گئے آپ نے فرمایا نیاز محمد آؤ ہمارے سامنے شروع کرو آپ نے ذکر شروع کیا۔ معین الدین قطب الدین فرید الدین علاؤ الدین علاؤ الدین فرید الدین قطب الدین معین الدین حالت متغیر حضور کی ریش مبارک بیٹ گئی چند منٹ بھی گزرنے نہ پائے تھے کہ گاڑی نظر آنے لگی اور پیچھے کی طرف آتی ہوئی دکھائی دینے لگی اسٹیشن کا سارا پلیٹ فارم پر آگیا۔ گاڑی کی سواریاں کھڑکیوں سے سر باہر نکالے دیکھ رہی ہیں گاڑی کا گارڈ عیسائی تھا گاڑی آکر اس طرح کھڑی ہوئی کہ وہ ڈبہ جس سے اترے تھے سامنے آگیا گارڈ دوڑا آیا اور کہنے لگا بابا جلدی سوار ہو جاؤ امرتسر وکیل اخبار میں شائع ہوا آپ اخلاق حسنہ کا مجسمہ تھے جو آپ کو ملنے جاتا تو اس کی خاطر تواضع میں نیز اہتمام کرتے کھانا کھلاتے وقت مہمان کو خوب کھلا کرتے ان کے اشیاء ضروری خود بازار سے لاتے۔

آخری دنوں میں دہلی کا قصد کیا گھر سے نکلے راستے میں لوگ پوچھتے حضرت کہاں چلے فرماتے مرنے چلا ہوں۔ دہلی آئے اور قاضی حوض میں ایک مرید کے ہاں ٹھہرے ایک رات تہجد کے لئے اٹھے اور بالاخانہ سے گر پڑے ۱۳ رجب المرجب ۱۲۷۲ھ کو انتقال فرمایا آپ کا جنازہ پانی پت لایا گیا اور دفن کیا گیا آپ کا مقبرہ اور سماع خانہ پیر جی محمد ابراہیم نے کئی سال بعد بنوایا اور درگاہ پر قابض ہو گئے۔

آپ کے تین خلیفہ ہوئے (۱) آغا نیاز محمد (۲) خیاص الحسن شیخ عثمانی جلالی (۳) ابو مظفر عزت ظفر احمد کراتوی

ارشاداتِ مقدسہ

(۱) پیرزادگی کام نہ آئیگی۔ عمل صالحہ کام آئیں گے۔
۲ طالب علم کو نسبت الٰہی کا حصہ قسمت اور حوصلہ کے مطابق ملتا ہے۔
۳ پیشوا بننے کی کوشش نہ ہو اگر بنا دیا جائے تو انکار نہ ہو۔
۴ قرآن پاک کی تلاوت میں مشغولی بھی باعث وصال ہے۔ مگر راہ ذوقوں میں طے ہوتی ہے۔
۵ بزرگوں کی نسبت بڑے کام کی ہوتی ہے۔

حضرت آغا حاجی نیاز محمد قلندر رحمۃ اللہ علیہ

آپ اہل سلامت کے پیشوا۔ ہر حال میں راضی بقضا نمود و نمائش سے مبرا ہر عمل بے ریا تھے۔ آپ چشتیوں کے چراغ اور قادریوں کے مصباح تھے۔

سردار کمال خان درانی نبیرہ حاجی کریمداد خان عرض بیگی تیمور شاہ مرحوم کی اولاد سے تھے جنہوں نے قندھار اور ہرات کے علاقہ میں کارہائے نمایاں سرانجام دیں اور صلہ میں شاہ شجاع سے علاقہ قندھار کی مستقل سرداری ۱۲۲۲ھ میں حاصل کی میں جب شاہ شجاع دوست محمد خان کے ہنگامہ سے کابل سے فرار ہوا اور بعد ازاں سیاسی قیدی کی حیثیت سے انگریزوں کے سایہ میں زندگی بسر کرنے لگا تو حضرت قدسی آپ کے جد امجد نے بھی نقل مکانی کی۔ پہلے لاہور پھر لدھیانہ میں اقامت پذیر ہو گئے۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی آغا فیض محمد خان تھا جو طبیب تھے۔ حضرت ۱۲۷۳ھ میں پیدا ہوئے بچپن سے ہی آثار رشد و تمیز کے ہویدا تھے ابتدا میں ایک درویش سے ملاقات ہو گئی اس نے ذکر کرانا شروع کرا دیا چنانچہ آپ ذکر کرتے اور وہ درویش ڈھیکل سے آپ کے اوپر پانی ڈالتا۔ یہ معمول کچھ عرصہ رہا اب ہر وقت انگلی سے یا قلم سے عبد القادر جیلانی لکھنے لگے اس سے آپ کو نسبت قادری ہو گئی۔ عبادت ریاضت میں ہمہ وقت رہنے لگے۔ لدھیانہ سے دہلی تک ویرانہ تک یہاں جہاں کوئی قادری بزرگ سنتے اور ان کی خدمت میں حاضر ہوتے اولیاء اللہ کے مزارات پر چلہ

کشی کرنے لگے روز بروز وحشت کا غلبہ زیادہ ہونے لگا۔ گھر والوں نے شادی کا قید و بست کیا آپ نے منع کر دیا۔ والدہ نے ایک جگہ نسبت ٹھہرا دی چند دن بھی نہ گزرے کہ اس لڑکی کا انتقال ہو گیا۔ والدہ سے فرمایا تاہل زندگی گزارنے کا مجھے امر نہیں چنانچہ آپ نے ساری عمر مجرد ہی گزار دی۔

لاہور میں پیر ابراہیم کرانوی اور پیر عبدالقیوم صاحبان سے آپ کے دوستانہ مراسم تھے انہوں نے کہا ہمارے پیر صاحب پانی پت سے لاہور تشریف لا رہے ہیں آپ کو بھی زیارت کا شوق دامن گیر ہو اگر آپ صاحب تشریف لائیں مجھے بتائیں چنانچہ حضرت پیر احمد حسن صاحب قدس سرہ پانی پت سے لاہور آئے پیر عبدالقیوم صاحب نے حضرت آغا صاحب کو اطلاع دی آپ فوراً لدھیانہ سے لاہور آ گئے پیر ابراہیم اور پیر عبدالقیوم صاحبان کے توسل سے پیر احمد حسن صاحب قدس سرہ کی خدمت میں باریابی پائی اور ان کی جذب قلبی سے متاثر ہو کر مرید ہو گئے چشتی اور قادری سلسلوں میں بیعت کی سرفرازی حاصل کی وضو کرانے کی خدمت آپ کے سپرد ہوئی چند دنوں میں آپکے حالات کچھ سے کچھ ہو گئے پیر احمد حسن لاہور آتے تو نیلا گنبد میں ٹھہرتے نیلا گنبد کی مسجد میں نماز کے لیے اذان ہوتی تو سب حاضرین اور مرید نماز ادا کرنے کے لیے چلے جاتے مگر حضرت آغا جی قدس سرہ نہ جاتے اور پیر صاحب بھی کچھ نہ کہتے۔ پیر ابراہیم نے ایک دن شکایت کی کہ آغا محمد نماز کے لئے نہیں جاتا انہوں نے فرمایا آج اسے ضرور اپنے ساتھ لے جانا چنانچہ وہ اپنے ساتھ مسجد میں لے گئے جب نمازی سجدہ میں گئے تو اپنے قریب کے نمازیوں کو ایک ایک لکڑی رسید کر کے بھاگ آئے

نمازہی مشتعل ہوئے کہ کون پاگل آگیا پیر صاحب نے کہا ابراہیم دیکھ لیا
نیاز محمد مسجد میں جانے کے قابل نہیں تم اس کو اس کے حال پہ چھوڑ دو
اور فرمایا سے شعر یہ طعن و گفتگو عاشق بکار خویشتن۔
چند ماہ بعد بیعت خلافت سے سرفراز ہوئے۔

شجرہ طریقت چشتی: احمد حسنؒ۔ ولی محمدؒ۔ عبدالوحدؒ۔ میاں امیرؒ۔ نور محمدؒ۔ محمد شریفؒ۔ محمد ابراہیمؒ۔ ابوسعید
نظام الدین بلخیؒ۔ جلال الدینؒ۔ عبدالقدوس گنگوہیؒ۔ شیخ محمدؒ۔ شیخ عارفؒ۔
شیخ عبدالحق رودولویؒ۔ جلال الدین محمودؒ۔ شمس الدین ترکؒ۔ علاؤ الدین
علی احمد کلیریؒ۔ فریدالدینؒ۔ قطب الدینؒ۔ معین الدین اجمیریؒ۔ عثمان ہارونیؒ
حاجی شریف زندنیؒ۔ مودود چشتیؒ۔ ناصر الدین ابو یوسفؒ۔ ابو محمدؒ۔ ابی
احمد ابو اسحاق شامیؒ۔ ممشادؒ۔ ابی ہبیرہؒ۔ حذیفہؒ۔ ابراہیم ادہمؒ۔ ابو علی الفضیلؒ
عبدالواحدؒ۔ حسن بصریؒ۔ علی ابن ابی طالبؓ۔ سید المرسلین خاتم النبیین
محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

شجرہ طریقت قادری: احمد حسنؒ حاجی ولی محمدؒ عبدالوحدؒ سید محمد امیرؒ نور محمد محمد شریفؒ
محمد ابراہیمؒ ابوسعید نظام الدینؒ جلال الدینؒ عبدالقدوسؒ درویش محمد
مدحسنؒ اجمل حسینیؒ جلال الدین مخدوم جہانیاںؒ عبید بن عیسےٰ عبید بن ابوالوفا
ابوالکلام شمس الدین ابوالغیث شمس الدین افتخؒ شمس الدین عبدالعزیز
غوث الاعظم عبدالقادرؒ ابوسعید مبارکؒ ابوالحسن ہنکاریؒ ابوالفرحؒ عبدالواحدؒ
ابوبکر شبلیؒ جنید سری سقطیؒ معروف کرخیؒ داؤد طائیؒ حبیب عجمیؒ حسن بصریؒ
علی ابن ابی طالب کرم سید المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلے اللہ
اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

شجرہ طریقت قادریہ امامیہ: معروف کرخیؒ امام علی موسیٰ رضاؑ امام موسیٰ
کاظمؑ امام جعفر صادقؑ امام سید باقرؑ امام زین العابدینؑ امام حسینؑ

حضرت علی کرم حضرت سید المرسلین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پھر لدھیانے سے فیروزپور چھاؤنی تشریف لے آئے اور تادم آخر
لدھیانہ نہیں گئے۔

۱۷ رجب المرجب ۱۳۲۳ھ کو بعد دارالسلطنت کا انتقال ہوگیا ۱۰ شعبان
المعظم ۱۳۲۳ھ کو درگاہ حاجی ولی محمد صاحب میں پانی پت اور کرنال کے
مشائخ سجادہ نشینوں پیرزادوں مختلف درگاہوں کے متوسلیوں اور
پیر احمد حسن صاحب کے مریدوں کا جلسہ ہوا سجادگی اور خلیفہ مقرر
ہونے کی مثال تحریر کی گئی تمام خدمات متعلقہ خانقاہ و اجرائے
عرس و تعمیر قبر شریف پیر و مرشد ان کے سپرد ہوئی خلیفہ ثانی و ثالث
ان کے مشورہ کے بغیر کوئی کام نہ کریں حضرت نے کہا میں سجادہ ہوں
پانی پت میں قیام نہیں کر سکتا ہاں تمام انتظام خدمات متعلقہ خانقاہ
ہو جایا کرے گا چنانچہ آپ نے خیر دین نامی ایک شخص کو
خانقاہ کی نگرانی کے لئے مقرر کر دیا اور جہاں بھی ہوتے اسے
خرچ بھیج دیتے کچھ عرصہ بعد صاحبزادوں نے خیر دین کو نکال دیا۔
آپ نے خرچ بھیجنا بند کر دیا اور پھر پانی پت نہیں گئے۔ اور
فرمایا میرے مقرر کردہ آدمیوں کو نکالنا گویا مجھے نکالنا ہے۔ اور
صاحبزادوں کو کچھ نہیں کہا اور جب کبھی ان سے ملاقات ہوتی صاحبزادوں
کو نذرانہ گزارتے۔

فیروزپور کے علاقہ میں آپ بابا جی پیٹ والے کے نام مشہور ہو
گئے سبب یہ ہوا کہ عورتوں کو فقرا سے بڑی ارادت ہوتی ہے۔
چھاؤنی کی رنڈیاں بھی سلام کو آنے لگیں آپ ان کو حق نکاح کے
لئے کہتے جو آپ کا کہنا نہ مانتی ذات کو اعلیٰ چارپائی کو اس زور سے
الٹتی کہ وہ ڈر کر صبح توبہ کرتی اور نکاح مطابق شرع محمدی بنانے کو

آمادہ ہو جاتی چنانچہ اس طرح کئی رنڈیاں تائب ہوئیں اور شریفانہ زندگی بسر کرنے لگیں۔

ایک ہندو نوجوان شنکر نامی آپ کے پاس آنے جانے لگا۔ چند دنوں بعد آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر کے مسلمان ہو گیا اسلامی نام محمد شفیع رکھا گیا اس سے فیروزپور شہر میں ایک ہنگامہ بپا ہوا ہندو مخالف ہو گئے اور درپے آزار ہو گئے آپ خاموش رہے اور یہ فتنہ خود بخود فرو ہو گیا۔

ایک شخص احمد دین حجام آپ کی خدمت میں بہت آنے لگا اور مرید ہونے کے لئے درخواست کی آپ اسے مطلبی مطلبی کہتے ایک سال بعد اس نے حاضرات کا علم سیکھنے کا اظہار کیا فرمایا احمد دین یہ کچھ نہیں کچھ بننے کی فکر کرو ایک دن فرمایا تمہاری قسمت میں یہی کچھ لکھا ہے چنانچہ وہ تمام علاقے میں عامل حاضرات مشہور ہو گیا اتنا روپیہ کمایا کہ برادری میں سب سے زیادہ مالدار ہو گیا حضرت اکثر فرمایا کرتے بڑا بدنصیب ہے۔

فیروز شہر کی مسجد میں مولوی شرف الدین صاحب سلسلہ صابریہ چشتیہ سے وابستہ بزرگ تھے نہایت پابند شریعت سید اسمٰعیل شاہ صاحب کرموں والی کو چشتیہ سلسلہ میں ان ہی سے بیعت تھی اگر کوئی حضرت سے بیعت ہونے کے لئے آتا تو فرماتے۔ میں شرح ہوں۔ مولوی شرف الدین صاحب فیروزپور شہر میں موجود ہیں ان کی خدمت میں جاؤ گوبڑہ میں سید مہر علی شاہ صاحب ہیں ان کے پاس جاؤ اگر کسی کو نقشبندی رجحان کا دیکھتے شیر محمد صاحبؒ اور پیر جماعت علی شاہ صاحب کی طرف راہ دکھاتے آپ دنیوی شان و شوکت سے متنفر تھے۔ لیکن لباس ہمہ متین زیب تن فرماتے پشاوری لنگی، کلاہ، قمیض، شلوار اور فراک کوٹ پہنا کرتے تہ بند بھی استعمال

کرتے جو رنگ دار ہوتا دیسی جوتا کبھی نہیں پہنا ہمیشہ بوٹ یا گرگابی پاؤں میں رکھتے بالوں میں خضاب لگاتے حنا شاید ہی کبھی نہیں کی آپ نے لوازمات زندگی کو بہت ہی مختصر کر رکھا تھا آپ نے عوام کی خاطر کسی فعل کو ترک نہیں کیا اور نہ ہی کسی فعل کو اختیار کیا ہے تادم واپسین اپنی وضعداری پہ فرق آنے نہیں دیا آپ نے کبھی گرم پانی استعمال نہیں کیا وضو اور غسل کے لئے ٹھنڈا پانی بہت پسند فرماتے۔ کبھی کبھی مصوری بھی کرتے اور اچھے اچھے قدرتی مناظر کی تصویریں بناتے۔۔ اپنے پیر صاحب قبلہ احمد حسن صاحبؒ کی شبیہ اپنے ہاتھ سے بنائی ہوئی تھی۔ جب بھی اسے دیکھتے یا دکھاتے تو کمزور سے ہو جاتے سلامتی روش اختیار کر رکھی تھی شطرنج بھی کھیلا کرتے تھے مگر آپ کی طبیعت میں سوز کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا آپ بھی روتے دوسروں کو بھی رلاتے اردو، فارسی اور پشتو رواں بولتے تھے مگر گاہے گاہے مزاح بھی فرماتے ایک دفعہ محمد رفیق طوری بجیر ہوائی جہاز لاہور ایئر در قدوم آپ کے لئے ایک کمبل لائے اور پیش کر کے بہت تعریف کرنے لگے فرمایا سائیں گھوڑے کی پشت پر ڈالنے کے لئے نہایت موزوں ہے سب ہنس پڑے وہ کمبل آپ نے نہیں اوڑھا نیچے بچھانے کیلئے نذیر خادم کو دے دیا۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے آپ کو والہانہ نسبت تھی چنانچہ ہر ماہ گیارہویں شریف کی محفل کا انعقاد فرماتے اپنے پیر و مرشد کا سالانہ ختم فرض جانتے تھے سفر میں ہوں یا حضر میں عرس کی تاریخ آگئی ہیں اسی جگہ عرس کی محفل منعقد کی چنانچہ ایک دفعہ راقم الحروف کو لکھا خلاصہ احوال یہ ہے۔ کہ ماہ رواں رجب المرجب کی تیرھویں تاریخ کو ختم و عرس تمہارے دادا پیر صاحب یعنی مرشدنا شہید و مقبول فنافی الرسول زبدۃ العارفین رہنمائے کاملین مالک ولایت وہبی حضرت قبلہ و کعبہ امام پیر احمد حسن رحمتہ اللہ علیہم

کا سچا نمونہ رہی ہیں ہے۔ اس لئے شریک عرس ہو کر سعادت دارین حاصل کریں جو ہیں آپ پہ فرض ہے اور بزرگان سلف کے طریق کے مطابق خادموں اور عقیدتمندوں کا یہی فرض ہے" ایک دفعہ سری نگر کشمیر سے لکھا "عزیزم منشی جان محمد بعافیت باشد بعد دعا کے اطمینان قلبی و مزید ذوق و شوق سے واضح ہو۔ ہم بخیریت ہیں اور آپ کی خیریت مع اہل خانہ بفضل تعالیٰ مطلوب ہے خلاصہ احوال یہ ہے کہ ہم عنقریب لاہور پہنچ کو تھے لیکن بوجہ ارادہ حضرت استاد مرشدنا مولانا پیر احمد حسن رحمتہ اللہ علیہ کے سالانہ عرس کے سری نگر سے روانگی ہوا انشاء اللہ عرس مبارک کا ختم ہونے کے بعد اس فقیر کا ارادہ لاہور آنے کا ہے" (مرسلہ فقیر غلام دستگیر آغا نیاز محمد بٹ نمبردار منشی باغ سری نگر)

آپ اکثر سفر میں رہا کرتے تھے موسم گرما میں ضرور ایک دو ماہ کسی ٹھنڈے مقام پہ چلے جاتے۔ مثلاً کوئٹہ۔ شملہ۔ کوہ مری ایبٹ آباد۔ ڈلہوزی۔ وادی کشمیر منشی عزیز الدین جو ریاست پونچھ میں امیر منشی تھے اور ماسٹر رحیم بخش ستار نواز جو راجہ جگدیو سنگھ کے استاد تھے دونوں حضرت کے مرید تھے جون ۱۹۳۲ء میں حضور کو پونچھ لے جانے پہ اصرار کرنے لگے۔ چونکہ گرمی کے دن تھے آپ رضامند ہو گئے جب آپ بیر پور پہنچے تو فرمایا یہ فساد کی آتی ہے آگے جائیں گے تو تکلیف ہو گی واپس لاہور چلو۔ دونوں مریدگریہ کرنے لگے اور آگے چلنے کے لئے مصر ہوئے آپ نے ان کی دلجوئی کی خاطر منظور کر لیا آپ پونچھ میں محلہ قصابان میں ٹھہرے دوسرے دن ہی شہر میں سخت بدامنی ہو گئی پولیس کو گولی چلانا پڑی اس بدامنی کی وجہ جگدیو سنگھ اور ہری سنگھ کی آپس میں مقدمہ بازی تھی کشمیر کی گدی کا اصلی مالک راجہ جگدیو سنگھ تھا۔ ہری سنگھ قابض تھا اور اسے حکومت انگلشیہ کی حمایت حاصل تھی ہری

سنگھ نے پونچھ کا علاقہ جگدیو سنگھ کو دے کر سال رکھا تھا اور خود وادی کشمیر کا راجہ بنا ہوا تھا منشی عزیز الدین اور ماسٹر رحیم بخش کے توسل سے راجہ جگدیو سنگھ نے دعا کے لئے ملاقات کرنے کی ہر چند کوشش کی مگر بے سود۔ حضور نے انکار کر دیا اور کہا کہ فقیر کو راجہ کی ملاقات سے کیا واسطہ ہمارے بزرگان سلف حکمرانوں کی صحبت سے بچتے رہے ہیں۔ راجہ قصابوں کے محلہ میں آنے سے گریز کرتا تھا کیونکہ ہری سنگھ کی خفیہ پولیس جگدیو سنگھ کی تمام نقل و حرکت دیکھتی تھی آخر منشی عزیز الدین راجہ جگدیو سنگھ کے لئے دعا کا طالب ہوا کہ راجہ مقدمہ جیت اگر ایسا ہو گیا تو آپ ہمیشہ کے لئے مستغنی ہو جائیں گے یہ سنتے ہی آپ کی حالت متغیر ہو گئی فرمایا دو تو اپنی فکر کریں یہ علاقہ نہ ہری سنگھ کے پاس رہے گا نہ جگدیو سنگھ کے پاس۔ اَلْاَمْرُ لِلّٰہِ۔

۱۹۴۷ء میں پاکستان بننے پر دونوں سے علاقہ نکل گیا

نواب اودھ محمد افتخار حسین خان) آپ کی خدمت میں آنے لگے آپ نے فرمایا خان صاحب دن کے وقت آپ تشریف نہ لائیں آپ کے وقار کے خلاف ہے اور میری شہرت کا موجب ہے۔ میں ہرگز پسند نہیں کرتا لہٰذا رات کے اندھیرے تشریف لایا کریں۔ چنانچہ جب بھی نواب صاحب آتے آپ ان کے لئے بوریہ پر دری بچھوا دیتے اور فرماتے سنت نبوی ادا کرتا ہوں۔

حاجی پیر محمد ابراہیم نقشبندی پونچھ میں محکمہ تعلیم کے انسپکٹر تھے انہوں نے حضرت کی دعوت کی ان صاحبزادی نے بموجب اپنی خواب کے حضرت سے بیعت ہونے کی درخواست کی حاجی صاحب نے بھی کہا حضرت اسے اپنی بیعت میں قبول فرمائیں چنانچہ اسے بیعت کیا آہستہ آہستہ آپ کی شہر میں شہرت ہونے لگی آپ فوراً لاہور واپس ہو آ گئے۔

عمر کے آخری ۱۱ سال قبرستان کے کنارے جہاں اب آپ کا مزار ہے گزار دیئے ایک چارپائی، دو مٹی کے لوٹے ایک گلاس ایک فنجان پاس دھرا رہتا تھا۔ ایک کمرہ یا اقبال دھوپ اور باد و باراں بچاؤ کے لیے فقیر نے کرایہ پہ حضور کے لیے لے رکھا تھا آپ کا روز معمول یہ تھا کہ صبح نماز اشراق ادا کرنے کے بعد ایک سپارہ قرآن پاک کا تلاوت فرماتے بعد ازاں ناشتہ فرماتے جو عموماً چائے اور نمکین روٹی کا ہوتا اس وقت جو بھی ہوتا اسے چائے اور نمکین روٹی تقسیم ہو جاتی پھر تازہ وضو فرماتے اور اپنے ذکر شغل میں لگ جاتے اور آنے والوں سے گفتگو فرماتے دوپہر کا کھانا تناول فرما کر قیلولہ کرتے ظہر کی اذان پہ وضو کرتے اور نماز ظہر ادا کرنے کے بعد تسبیح میں مشغول ہو جاتے اور عام لوگوں سے بات چیت بھی کرتے۔ عصر کی نماز سے پہلے قہوے کی ایک دو پیالیاں ضرور نوش فرماتے اور تمام حاضرین کو بھی ایک ایک پیالی قہوہ کی دی جاتی۔ عصر اور مغرب کے درمیان کبھی بھی کوئی چیز نہ کھاتے نہ پیتے سفر میں بھی اور حضر میں بھی نماز مغرب کے بعد عشاء کی نماز تک تخلیہ فرماتے خاص وظائف اور درود و اشغال میں مصروف رہتے کسی سے کلام نہ فرماتے ہمیشہ نماز عشاء سے فارغ ہو کر طعام تناول فرماتے۔ گوشت بڑا دال ماش۔ مچھلی اور اوجھڑی زیادہ مرغوب تھی جس قدر زیادہ ٹھنڈا پانی پینے کو ملتا اسی قدر خوش ہوتے پانی کھانا کھا چکنے کے بعد پیتے۔

آپ کو اکثر دو دو دن تین تین دن عالم استغراق میں ہو جاتے۔ نماز اور اذان میں بظاہر ناغہ ہو جاتا۔ نہ کھاتے نہ پیتے نہ بولتے۔ پاؤں کی تلیوں پہ کدو کی مالش کی جاتی تو آہستہ آہستہ آنکھیں کھولتے اور رجوش میں آ جاتے شغل سماع میں جیسے وقت آتا تو آنکھوں سے آنسو

کا سیلاب رواں ہو جاتا نہ رقص فرمایا نہ آواز نکالی خسرو علیہ رحمۃ اللہ کا یہ شعر اکثر پڑھا کرتے۔

زندہ نہ آنست کہ جانے دارد
او ست کہ از عشق نشانے دارد

مولانا لطف اللہ صاحب رحمۃ اللہ نے اپنا واقعہ بیان کیا کہ حضرت سے بیعت ہونے کے بعد وساوس نے حملہ کیا مولوی ہو کر ایسے کا مرید ہوا ہوں جو ظاہراً بے شرع ہیں چنانچہ مولوی شیر محمدؒ صاحب رحمۃ اللہ کی خدمت میں بارادہ بیعت گیا شرق پور پہنچا مولوی شیر محمد مسجد میں داخل ہوا مولوی شیر محمد رحمۃ اللہ نے اندر سے مجھے داخل ہوتے دیکھا دوڑے آئے اور کہا مولوی یا باہر ہی رہو خدا کو ملنے کے راستے ۱۸ ہزار سے زیادہ ہیں جو ایک کا مردود کل کا مردود جاؤ میں بہت پشیمان ہوا فوراً نہ پور حضرت کی خدمت میں آیا عذر کیا معافی چاہی حضرت نے فرمایا ظاہر مولوی کو روحانی مولوی نے ہی مطمئن کیا ایک دن فرمایا میں حضرت عبداللطیف شاہ بری کے مزار اقدس پہ زاویہ نشین ہوا قریبی چشمہ میں گھٹنوں پانی میں پاؤں ڈالے بیٹھا رہتا قرب وجوار سے مرد وزن آتے سلام کرنے کے بعد میرے گرد جمع ہونے لگے مجاور صاحب کو میرا قیام ناگوار گذرنے لگا مجھے اٹھ اور چلے جانے کو کہا میں نے دل میں کہا میں ہرگز نہیں جاؤں گا مگر اگلے دن بعد فراغت اوراد جب مزار مبارک پہ حاضر ہوا حضرت سے حکم روانگی کا ہو گیا اس دن میں سمجھا کہ بزرگوں کے کور باطن مجاوروں پہ بھی صاحب مزار کی نظر عنایت ہوتی ہے۔

ایک دن بعد نماز عشا یاران طریقت بیٹھے تھے مولوی لطف اللہ خان صاحب نے کہا حضرت آغا صاحب دل چاہتا کہ آپ نکاح کریں۔ فرمایا نکاح کرنے کو تیار ہوں میں اس عمر تک مجرد رہا ہوں کوئی ایسی ندیم

ڈھونڈ نکالو جو میری طرح ۷۰ سال کی عمر تک بیٹھی ہو پھر فرمایا ایک دن لوگوں نے حضرت محمد سماک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ نکاح کیوں نہیں کرتے انہوں نے کہا دو شیطانوں کے ساتھ سے کیونکر سلامت رہ سکتا ہوں نیز فرمایا کہ حضرت ابراہیم ادہم سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جس درویش نے شادی کی گویا وہ کشتی میں بیٹھا ہے اور جو کشتی میں بیٹھا ہے وہ جانے ہلاکت میں ہے اللہ تعالےٰ کی عنایت ہی اسے پار کرے تو کرے نہیں تو غرق ہو جاتا ہے پھر فرمایا ایک درویش سے کہا گیا تم شادی کیوں نہیں کرتے جواب دیا عورت مردوں کے قابل ہوتی ہے لیکن میں ابھی تک مردوں کے مقام تک نہیں پہنچا پھر فرمایا بعض کے لئے ازدواجی زندگی بہتر ہے اور بعض کے لئے تجرد رہنا۔ ایک دن گیارہویں شریف کا فاتحہ ہو چکنے کے بعد فرمایا قادریوں کو تین باتیں ذہن نشین رکھنی چاہئیں اول حضرت غوث صمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا والد ماجد کی طرف آبائی سلسلہ دوم والدہ ماجدہ کی طرف سے آبائی سلسلہ تاکہ نا دانوں کو واضح کر سکیں کہ سرکار غوثیت حسنی حسینی سید ہیں سوم گیارہویں شریف کا فاتحہ کیوں ہوتا ہے (ا) حضرت غوث صمدانی کے والد ماجد ابو صالح نے جمعرات ذی قعدہ کی گیارہ تاریخ کو بعد نماز ظہر ۴۲۹ھ میں رحلت فرمائی لہذا ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو ختم شریف کرا کرتے (ب) آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے الپشت کے بعد پیدا ہوئے لہذا آپ ہر ماہ اپنے گیارہ آباؤ اجداد کے لیئے فاتحہ کی محفل انعقاد کر کے ایصال ثواب کرتے (ج) حضرت غوث صمدانی رضی اللہ عنہ کا یوم وصال ۱۱ ربیع الثانی ہے لہذا آپ کے تمام مرید حضرات قادریہ ہر ماہ کی گیارہ کو آپ کا فاتحہ کرتے ہیں حسب استطاعت کھانا شرینی وغیرہ کرتے ہیں کچھ اسمائے الٰہی درود شریف اور قرآن مجید پڑھکر بارواح

بزرگان انبیاء پیغمبران ملائکہ از اصحابہ تابعین طبع تابعین اولیاء اللہ علمائے دین متین صالحین است از متقدمین و متاخرین وعام مومنین کلہم کو بوسیلہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ایصال ثواب کر کے حاضرین سب میں تقسیم کر دیا جاتا ہے اس کا نام گیارہویں ہے سال کے بعد ۱۱ ربیع الثانی کو طعام اور شرینی وغیرہ کا زیادہ اہتمام ہوتا ہے اور فاتحہ کے علاوہ حضرت غوث الاعظم کے فضائل و مناقب بھی بیان کئے جاتے ہیں اکثر لوگ فاتحہ کے طعام کو صدقہ کہتے ہیں اور کہتے ہیں یہ امراور سادات کو لینا جائز نہیں۔ یہ ان لوگوں کی کم علمی ہے بزرگوں کے عرائس اور فاتحہ کی چیزیں صدقہ نافلہ ہیں۔ جو ہر ایک کے لئے روا ہیں اور موجب صد برکات ہیں ان اشیاء کا کھانا ظاہری اور باطنی بیماروں کی دوا ہے گیارہویں کے طعام کے برتنوں کی دھوون پھلوں کے چھلکے گٹھلیاں گوشت کی ہڈیاں وغیرہ عام گذرگاہ اور نالیوں میں نہ پھینکنی چاہئیں بلکہ زمین میں دبا دینے کے قابل ہوتی ہیں بزرگوں کے فاتحہ میں روٹی کا ہدیہ نہایت ضروری ہے اس کو بنڈارہ کہا جاتا ہے کیونکہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا روٹی جو میں صدقہ کروں آپ کو پسند ہے۔ یا سو نفل کی رکعتیں فرمایا نہیں تم صدقہ کرو۔ وہ مجھ کو تو سو نفل رکعتوں سے زیادہ پسند ہے بزرگاں یہ بھی فرماتے ہیں کہ حضرت پیران پیر دوازدہم ربیع الاول یعنی عید میلاد النبی کا بہت ہی اہتمام کرتے کرتے تھے چنانچہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی کہ اے عبد القادر تم ہماری دوازدہم اور ذکر میلاد کا اتنا خیال کرتے ہو ہم نے تم کو یازدہم ربیع الثانی مرحمت فرمائی

مژدہ ہوا میں عید میلاد کی اہتمام کے صلہ میں ہماری بارگاہ سے آپ کو یہ دولت دی گئی ہے کہ تا قیامت گیارہویں تمہارے نام کی رہے گی۔

ایک دن فرمایا ہمارے ابتدائی زمانے میں پنجاب میں قادری سہروردی نوشاہی بزرگوں کا زور تھا اکثر بزرگان کی زیارت کے لئے جاتا پیر و مرشد قبلہ احمد حسن صاحب قدس سرہ کا تصور ہر وقت ہوتا بزرگ مجھے پاس بٹھا لیتے اور بہت اچھی طرح پیش آتے بعض فرماتے آنے والے اپنے ساتھ شیرینی لاتے ہیں اور بڑی شفقت فرماتے ان اشاروں سے میں سمجھ لیتا کہ یہ بزرگ صاحب باطن ہیں اور جو میری وضع قطع دیکھ کر کہتے خان صاحب آپ کیسے جان لینا "بے باطن" ہیں جلد ان کے پاس سے اٹھ آتا۔

ایک دن فرمایا میری داڑھی خشخشی تھی موچھیں بڑی بڑی بال سیاہ۔ سر پہ کلاہ اور لنگی تن پر فراک کوٹ پاؤں میں بوٹ کہ حضرت قبلہ امام پیر احمد حسن رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے اپنی غلامی میں قبول فرمایا وہی شکل صورت اور لباس رکھنے کی کوشش کرتا ہوں سفید بالوں کو سیاہ کرتا ہوں اور کچھ نہیں (یہ کہہ رہے تھے کہ ٹپ ٹپ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے روتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ دنیوی شان و شوکت زر۔ زمین۔ زن سے ہوتی ہے۔ فقیر تینوں سے خالی ہے پابندی شریعت کا یہ حال ہے جو تم دیکھ رہے ہو۔ صورت بہین خالم بپرس۔ حقیقت کا اس لیے نیاز کو معلوم دم مارنے کی جا نہیں۔ ایک دن ڈاکٹر عبدالرشید ایک آدمی کو اپنے ہمراہ لائے ان نے آپ سے کہا کہ آپ نقشبندی ہیں فوراً داڑھی موچھوں کی طرف اشارہ کر کے تیز لہجہ میں کہا نقشبندیوں کی یہ صورت ہوتی ہے؟

شیخ عبداللطیف ساکن گنگوہ شریف حضرت کے بڑے مخلص مریدوں میں سے تھے یہ لاہور میں احمدیہ بلڈنگ کے قریب رہتے تھے احمدی جماعت کا سالانہ اجلاس تھا انہوں نے احمدی مقرر کی تقریر سنی اور رات کو حضرت حاجی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں آئے اور مرزا صاحب کے نبی ہونے اور مہدی ہونے کے متعلق پوچھا حضرت قبلہ نے فرمایا عبداللطیف ان لوگوں کی مجالس میں شرکت زہر ہلاہل ہے کئی لوگوں نے نبوت اور مہدیت کا دعویٰ کیا لوگ ان کی عبادت اور ریاضت کو دیکھ کر ان کے دام میں آگئے اصل بات یہ ہے کہ جب کوئی عبادت اور ریاضت کا طریق اختیار کرتا ہے تو ابلیس کی طرف سے اس کو اپنا آلۂ کار بنانے کی کوشش شروع ہو جاتی ہے ابلیس کی سپاہ مختلف نوری شکلوں میں رونما ہوتی ہے طرح طرح کے سبز باغ دکھا کر اور مدارج علیا کی خوش خبریاں سنا کر راہ مستقیم سے ہٹانے کی کوشش کرتا ہے ایسی حالت میں اگر پیر کامل کا سایہ مرید کے سر پر نہ ہو تو وہ شیطان کے دام تزویر میں پھنس جاتا ہے اور اس طرح کی پھکنی کھاتا ہے کہ سنبھل ہی نہیں سکتا اکثر غایہ جب نوری اشکال دیکھتے ہیں اور طرح طرح کی دل آویز صدائیں سنتے ہیں تو تمام قوائے عقلیہ کھو بیٹھتے ہیں اور بدبختی کے باعث شیاطین کے آگے کٹ پتلی کی طرح رقص کرنے لگتے ہیں اور غلبہ شیطانی سے دماغی اعتدال قائم نہیں رکھ سکتے اور طرح طرح کے دعوے شروع کر دیتے ہیں چنانچہ مرزا صاحب نے اپنے مراقی ہونے کا اقرار اپنی تحریرات میں کیا ہے اللہ تعالیٰ مخلص کو ضرور پنجۂ شیطان سے نجات دلاتا ہے۔ مگر دوسرے کو نہیں مثلاً سید محمد نور بخش جو نیوریؔ جاؤ نپا سے مغلوب الحال ہیں سے تھے ایک دفعہ انہوں نے عالم حال وجد میں دیکھا کہ خطاب ہو رہا ہے اَنْتَ مَخْصُوْصٌ وہ سمجھے میں مہدی موعود ہوں مہدیت کبریٰ دعویٰ

کر بیٹھے۔ اور کہنا شروع کیا کہ میں وہ ہی ہوں جس کی بشارت حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں دی ہے کچھ زمانہ تک ان کا دعویٰ قائم رہا ہزاروں لوگ ان کے پیرو ہوگئے آخر حج بیت اللہ شریف کا قصد کیا اثنائے راہ میں کشف ہوا۔ کہ وہ مہدی موعود نہیں بلکہ اس لحاظ سے مہدی ہیں کہ عبادت الٰہی کی جانب لوگوں کی راہنمائی کرتے ہیں ہدایت یافتہ ہیں اور دعوئے مہدویت سے تائب ہوگئے اور اپنے تمام مریدوں اور پیروؤں کو ہدایت کی کہ وہ اس عقیدہ سے توبہ کریں اسی طرح بایزید روشن پیر جالندھری ہوا ہے بڑا عابد اور پرہیزگار ہر وقت یاد الٰہی میں مصروف اخدمت خلق کا جذبہ بے حد تھا کسی کا سوال رد نہ کیا کرتا تھا ناممکن تھا کہ ذات سے مسلمان کو فائدہ نہ پہنچے اس میں اور کتے بلی میں کیا فرق ہوسکتا ہے مگر کسی شیخ کا مرید نہ ہوا آخر شیطان نے پنجہ اغوا مارا اور اپنے حلقہ ارادت میں داخل کر لیا خدا سے باتیں کرنا جبرائیل سے گفتگو کرنا مشہور کیا اور نبوت کا دعویٰ کیا اور روشن پیر کے نام سے مشہور ہوا کئی کتابیں عربی فارسی ہندی پشتو میں تصنیف کیں

شیخ عبداللطیف صاحب نے نہایت ادب سے گذارش کی حضرت جس کا ہادی طریقت نہ ہو وہ کس طرح پنجہ ابلیس کی زد سے بچے فرمایا اس کے لئے شیطان سے محفوظ رہنے کا طریق یہ ہے کہ وہ کتاب اللہ سنت اور مسلک سلف صالحین کی میزان حق کو سختی سے تھامے رکھے اور ہر معاملہ کو اس میزان پہ تولے اور اپنے تمام انکشافات اور الہامات کو سبحانہ کی طرف سے یقین کرنے سے پہلے اس معیار پہ تول لے اگر معیار پہ اتریں درست جانے ورنہ شیطان کی طرف سے سمجھے حضرت غوث

غوث صمدانی سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی
ریاضت اور مجاہدہ جب حد سے گزر چکا تو دیکھا ایک روشنی نمودار ہوئی
ہے اور اس سے صدا سنی اے عبدالقادر تیری ریاضت اور مجاہدہ
کافی ہو چکا اب تجھے بندگی کی ضرورت نہیں آپ نے جانا کسی نبی اور
رسول کو تو بندگی سے تو مستثنیٰ نہیں کیا گیا بلکہ بندگی لازمی ہے۔
عبدالقادر کون ہے بس یہ شیطانی آواز ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ
پڑھا اور روشنی تاریکی میں بدل گئی صدا آتی ہے عبدالقادر تو اپنے علم کی
بنا پر بچ گیا ورنہ میں نے کئی عابدوں اور زاہدوں کو اسطرح دھوکا دے کر
ولایت سے گرا دیا آپ نے پھر جانا کہ علم کیا بچا سکتا ہے محض عنایت
الٰہی بچانے والی ہے اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھا۔ شیطان مردود
بھاگ گیا۔ اور کہنے لگا تم پر میرا قابو نہیں چلتا۔ اسی قسم کا ایک واقعہ
حضرت جنید کے مرید کا ہے اس نے خیال کیا کہ میں سب کمال کو پہنچ گیا
ہوں صحبت شیخ کی بجائے خلوت اولیٰ ہے چنانچہ وہ خلوت نشین ہو گیا
اب یوں ہونے لگا کہ کوئی روزانہ اس کے پاس آتا اور کہتا چلو تمہیں
اونٹ پر سوار کر کے بہشت میں لے چلوں چنانچہ وہ اونٹ پر بیٹھتا اور
کسی پر فضا مقام میں پہنچ جاتا جو بہشت کی مانند ہوتا سو جاتا اور صبح
اپنے آپ کو حجرے میں پاتا۔ حضرت جنیدؒ کو اس کے حال کی خبر ہوئی
مرید کو کہا جب تم بہشت میں پہنچو تو ایک بار لاحول پڑھنا حسب
معمول جب وہ وہاں پہنچا تو شیخ کے حکم کے مطابق لاحول پڑھی اسی
وقت سب لوگ چیختے چلاتے بھاگ گئے اور اس نے اپنے آپ کو
ایک گندگی کے ڈھیر پر پڑا پایا خادم ہوا۔ توبہ کی یہ بیان کر چکنے کے
بعد آپ نے فرمایا صحبت شیخ صحبت اولیاء اللہ اور صالحین کی از بس
ضروری ہے ریاضت اور مجاہدہ سے وہ باتیں حاصل نہیں ہوتیں جو صدف

شیخ کی صحبت سے حاصل ہو جاتی ہیں مرید کیلئے بہترین کتاب برائے مطالعہ اس کا شیخ ہے شیخ کا تصور مرید کی ہر جگہ رہنمائی کرتا ہے شاہ عبدالرزاق قادری فرماتے ہیں کہ حق سبحانہ تعالیٰ جس کسی کے توفیق رفیق حال کرے کہ اس کو مشغولی واسطہ پیر حاصل ہو جائے اس کے لیئے اس سے بہتر اور کوئی کام نہیں ۔ اور ایک گوشہ میں بیٹھ کر اسی بلا خطرہ میں مشغول رہے۔

شیخ شہاب الدین المشہور پیر پنجابی جبل پور لاہور آتے ہیں کبھی حضرت کے مریدوں میں سے تھے یاراں طریقت بیٹھے تھے کہنے لگے بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا شیخ ہم سے کوئی مجاہدہ نہیں لیتا ۔ اگر مجاہدہ سے ہی کچھ حاصل کرنا ہے تو شیخ کی کیا ضرورت ہے آپ نے فرمایا بھائی بھائی اے شیخ اور بے مجاہدہ کچھ حاصل نہیں ہوتا ۔ اور کسی کو بھی بلا مجاہدہ مقصود حاصل نہیں ہوتا یاد رکھو مجاہدہ سے مشاہدہ ہوتا ہے مرید کا نفس امارہ اطاعت پیر سے بتدریج مراتب حاصل کرتا ہے اور بالآخر اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں میں داخل ہو جاتا ہے یعنی اولیاء اللہ سے ہو جاتا ہے اگر کوئی کسی وقت کسی بزرگ کی نظر کیمیا اثر سے ولی ہو گیا تو وہ صاحب ارشاد نہیں ہوتا ہاں بعض مشائخ نے شروع ہی میں بعض مریدوں کو بیعت کرنے اور تلقین کی اجازت دی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ جان لیتے ہیں کہ یہ مرید فیض رساں ہو گا مگر کسب مجاہدہ انھوں نے بھی بعد میں کیا ہے ۔ ارشاد کی کئی اقسام صورتیں ہیں اول کوئی مرید کسب مجاہدہ اور مقامات میں پایہ تکمیل کو پہنچا شیخ نے اسے اجازت دے دی ۔ دوم کسی مرید کو لائق سمجھ کر اجازت دے دی اس صورت میں وہ صاحب ارشاد تو ہو جاتا ہے اور روحانیت پیران سلسلہ اس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے مگر وہ کامل نہیں کہلاتا جب تک کہ وہ کسب پورا نہ

کرے۔ کیونکہ صاحبِ ارشاد کا علوم ظاہر و باطن میں تعلیم یافتہ ہونا ضروری ہے" تاکہ وہ پہلے عوام کو امورِ شریعت کی تلقین کرے بعد ازاں راہ طریقت سے آشنا کرے پھر فرمایا اس راہ میں چلنے والے تین طرح کے ہوتے ہیں اول کامل جو خود صاحبِ کمال ہو مگر دوسروں کو فیض نہ پہنچا سکے دوم اکمل جو خود صاحبِ کمال ہو اور دوسروں کو فیض پہنچا سکے سوم مکمل جو تقدیرِ الٰہی کے مطابق جلدی یا بدیر دوسرے کو کامل بنا دے۔

پھر فرمایا عنایتِ ازلی سے سلوک کی راہ طے کیے بغیر جذبہ کی سرحد تک پہنچ جاتے ہیں۔ بعد ازاں وہ ایسے بزرگ کی خدمت میں جاتے ہیں جس نے دونوں سلوک یعنی سلوک تربیت اور سلوک جذبیہ طے کیے ہوں وہ بزرگ اسے سلوک سلسلہ تربیت طے کراتا ہے اور اسے مقتدار ہونے کے قابل بنا دیتا ہے ایک دن فرمایا زندہ پیر سے فیض حاصل کرنے کا ڈھنگ سیکھنا چاہیے۔ جو شخص یہ نہیں کر سکتا وہ صاحبِ قبر سے کیا فیض حاصل کر سکے۔

(۱) تاکے بہ زیارت مقابر
عمرے گذرانی اے فسردہ

(۲) یک گریہ پیش زندہ عارف
بہتر ز ہزار شیر مُردہ

مجاور لوگ اسی لئے ترقی نہیں کر سکتے وہی مجاور فیض رساں ہو گا جو خود کسی صاحبِ ارشاد سے بیعت کیے ہو گا اور فیض حاصل کرنے کی راہ بھی جانتا ہو گا ہاں اولیاء اللہ کی قبروں پر دعا بہت جلد بارگاہ ایزدی میں قبول ہوتی ہے اگر مقصود رجوع الی اللہ ہو۔

ایک دن فرمایا اللہ سے مریدوں کے لئے عہد و پیمان لے لینا بظاہر قیاس میں نہیں آتا مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ معاملہ اہل اللہ کا

اللہ کے ساتھ ہے۔ مرید حقیقت میں وہ ہوتا ہے جو عبادت اور سیرت میں پیر کے موافق ہو محبت اور خلوص پورا پورا رکھتا ہو۔ اللہ تعالیٰ ارشاد ہے "الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون"۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اولیاء اللہ کو نہ کسی کا خوف اور نہ حزن ہوگا اب اپنے مخلص کا مبتلائے عذاب دیکھنا بھی من جملہ حزن و ملال کے ہے جو اولیاء اللہ کے لئے بموجب ارشاد باری نہ ہوگا۔ دوسرے جو مرید اپنے پیر کے نقش قدم پر چلنے والا ہو وہ بمنزلہ اولاد کے ہے ارشاد خداوندی ہے۔ الذین آمنوا واتبعتہم بالایمان الحقنا بہم اور حضورؐ نے بھی فرمایا ہے المرء مع من احب۔ آدمی اس کے ساتھ ہے جسے چاہیے

ایک دفعہ فرمایا خرقہ تین طرح کا ہوتا ہے (۱) خرقہ اجازت یہ آگے بیعت اور تلقین کی علامت ہوتا ہے (۲) خرقہ ارادت یہ صوفیوں کے زمرہ میں داخل ہونے کی علامت ہے سوم خرقہ تبرک فقرا برکت کے لئے جسے چاہتے ہیں دیتے ہیں۔

اسی طرح بیعت بھی تین طرح کی ہوتی ہے اول بیعت توبہ یہ بیعت عام ہوتی ہے دوم بیعت تبرک صالحین کے زمرہ میں داخل ہونے کے یہ خاص لوگوں کے لئے ہوتی ہے سوم بیعت تحکیم سلوک طے کرنے کے لئے بیعت۔

ایک دن سید محسن شاہ صاحب جعفری نے کہا کہ قلندریہ حضرات فی الحق میں بے باک ہوتے ہیں حالانکہ ان کے عالم ہونے میں کسی کو شبہ نہیں ہوتا حضرتؒ نے فرمایا لطائف قدوسی میں ہے کہ اسی طرح کا سوال شیخ رکن الدین نے حضرت قطب عالم عبدالقدوس گنگوہیؒ سے کیا تھا آپ نے فرمایا قلندریہ حضرات کو خداوند تعالیٰ نے ایسا روحانی مقام اور قدرت عطا کی ہوئی ہے کہ وہ ایک وقت اور ایک

حال اسی روح اور جسد کے ساتھ کئی جگہ دکھائی دے سکتے ہیں لہٰذا ہوسکتا ہے کہ وہ ایک جگہ تارک فرائض دکھائی دے رہے ہیں اور دوسری جگہ اس فرائض کو ادا کر رہے ہوں۔ یا ان کی عقل میں خلل واقع ہو چکتا ہے لہٰذا شرعی احکام کے مکلف نہیں ہوتے۔ پھر فرمایا قلندر وہ ہوتا ہے جو نفس کے ہذر کو بجانے والا ہو اور بعد ادائے فرض و سنت موکدہ ہر دم توجہ الی اللہ کا عامل ہو۔

ایک دن فرمایا شیخ کی خدمت بڑی چیز ہے بشرطیکہ خدمت رجوع الی اللہ کی خاطر ہو اور میراں بھیکھ کا حال سنایا کہ حضرت شاہ ابوالمعالی کے ہاں کثرتِ اولاد کے باعث فقر و فاقہ بہت رہتا تھا سہارنپور کے لوگ کثرت سے آپ کے مرید تھے جب وہ حضرت کی دعوت کرتے تو سہارنپور لے جاتے اور کئی کئی دن سہارنپور قیام رہتا شاہ بھیکھ شیخ کے ہمراہ ہوتے۔ یہ پیر سے چھپا کر میزبان سے کہتے دعوت میں تم کو دس آدمیوں کا کھانا تیار کروانا ہوگا۔ یہ مناسب نہیں ہے کہ حضرت کی دعوت کی جائے اور آپ کے اہل و عیال فاقہ سے رہیں۔ بعد نماز عشاء فراغ طعام حضرت کے اہل و عیال کے لیے کھانا لیکر سہارنپور سے انبیٹھہ آتے کھانا دے کر واپس تہجد کے وقت تک سہارنپور آجاتے۔ اور شیخ کو وضو کرواتے جب تک حضرت سہارنپور رہتے ہر روز بلاناغہ یہی واقعہ ہوتا۔ انبیٹھہ اور سہارنپور کے درمیان کوئی دس کوس کا فاصلہ ہے رات رات میں دس کوس جاتے دس کوس آتے۔ حضرت جب گھر پر آتے تو بیوی بچوں سے عذر کرتے ہم نے تو کئی دن تک خوب کھایا حیف تم لوگ بھوکے رہے بچے عرض کرتے ہم بھوکے نہیں رہے جو آپ نے کھایا وہاں ہم نے کھایا ہمارے بھائی بھیکھ ہم کو روزانہ کھانا دے

جاتے تھے۔

حضرت سن کر بہت خوش ہوتے۔ شاہ بھیکھ نے پندرہ برس ایسی خدمت پیر و مرشد کی بجا لاتے۔ بظاہر ان کو کچھ فائدہ حاصل نہ تھا مگر خدمتِ شیخ در رضا مندیٔ پیر ان کا مطلب اندر ہی اندر پورا کر رہی تھی۔ چنانچہ تمام گھر کی خدمت ان کے سپرد تھی۔ خدمت میں انہوں نے دن کو دن اور رات کو رات نہ سمجھا۔ ایک دن شاہ صاحب نے ان کو اپنے ہاں سے نکال دیا۔ شاہ بھیکھ انیٹھ کے گرد چکر لگاتے اور باہر ایک جگہ پڑے رہتے۔ ایک دن شاہ صاحب کی اہلیہ محترمہ نے کہا ایسے خدمتگار آدمی کو کیوں کر نکال دیا۔ مکان کی چھت گر گئی ہے کچھ تو کچھ کام کرتا۔ شاہ صاحب نے فرمایا میں نے نکال دیا ہے تم نے تو نہیں نکالا تم اس کو بلا لو۔ غرضیکہ شاہ بھیک کو طلب کر کے کوٹھے کی چھت بنانے کو کہا گیا۔ بھیک نے بلا تکلف تنہا چھت بنانا شروع کی۔ خود باہر سے لکڑیاں لاتے خود چھیلتے کاٹتے اور چھت بناتے۔ پیر کو یہ خدمت پسند آئی۔ اور دعا کی یا الٰہی بھیکھ کو میرے جیسا کر دے الٰہی! بھیکھ کو میرے جیسا کر دے۔ اور توجہ سے درجۂ کمال تک پہنچا دیا۔ یہ واقعات سنا چکنے کے بعد حضرت آغا صاحب نے بھیکھ کے یہ اشعار سنائے :-

بھیکھ فقیری کٹھن ہے دنیا بھاویں کھیل	۱ جگا بھو کے اپنا تب صاحب سے میل
بھیکھ فقیری ات بھلی پیچے گوڑ ملے فقیر	۲ شاہ معانی گوڑ مل تیو مرے نر مل بھیے سریر
بھیکھا سنگت سادھ کی تیلوں کرے پھلیل	۳ ایہہ باجھ گوراں نہ پایئے الٹ پلٹ کا کھیل
بھیکھا بھوکا کوئی نہیں ہر کی گٹھڑی لال	۴ گرہ کھول نہیں جاندے ات بھیے کنگال
بھیکھا دہ نر گوڑ ہے جو گور سو جانے اور	۵ ہر بیٹھے گور میلدے گور رٹھے نہیں ٹھور
بھیکھا بات اگم کی کہن سنن میں نال	۶ جو جانے سو کہے نال جو کہے سو جانے نال

پھر فرمایا کہ سب باتیں بھیکھ شاہ کی پڑ بیتی ہیں حال کی باتیں ہیں قال کی نہیں

ایک دن فرمایا فقر عارف کیلئے باعث فخر ہے وہ اسی میں لذت حاصل کرتا ہے۔ اور فانی فی اللہ ہو کر باقی باللہ ہو جاتا ہے دوسروں کیلئے یہی فقر پریشانی کا سبب اور روسیاہی کا سرمایہ بن جاتا ہے کیونکہ فقر بلشمار معصیتوں کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

ایک دن فرمایا کہ لوگ ایک بزرگ کو دوسرے پر فضیلت دیتے ہیں۔ اور فضیلت میں بھی مبالغہ سے کام لیتے ہیں ایسا نہیں چاہیے یہ امر ادب کے خلاف ہے اس راہ میں تو ہر ایک دوسرے کو اپنے سے فاضل تر سمجھتا ہے۔ ہاں اپنے شیخ کو ہمعصروں پر محبت و انس کی رو سے فضیلت دینا کوئی مضائقہ کی بات نہیں ایک بزرگ کو دوسرے پر فضیلت دے جو خود فضیلت میں دونو سے بڑھ کر ہو۔

ایک دن پہل سے افطاری ہو رہی تھی فرمایا خربوزہ بہت اچھا ہے کیونکہ ایک کئی آدمیوں کو پیش کیا جا سکتا ہے کم از کم نو دس آدمی

ایک دن فرمایا اہل اللہ دنیا میں سوتے ہیں جب فوت ہو جاتے ہیں تو جاگتے ہیں لہٰذا اولیاء اللہ قبروں میں سب کچھ سنتے دیکھتے اور اس طرح امداد فرماتے ہیں جیسے ظاہر میں بلکہ اس سے بھی زیادہ اصل حیاتی اولیاء اللہ کی ہے عام لوگ دنیوی مشاغل اور غفلت کے سبب گو بظاہر زندہ نظر آتے ہیں مگر حقیقت میں مردہ ہیں اولیاء اللہ فنا تامہ حاصل کر کے حیات حقیقی پا لیتے ہیں۔ مردانِ حق دنیا کو چھوڑ جاتے ہیں اضطراری موت سے پہلے ہی موتو انت قبل موتو کا یہی مفہوم ہے ان لوگوں کی صفات اللہ تعالیٰ کی صفات میں فنا ہو جاتی ہیں چنانچہ حضرت ابو بکرؓ کا ہر فعل و قول و صفت فنا فی اللہ ہو چکی تھی اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا من اراد ان ینظر الی میت متحرک فلینظر الی

ابی بکرؓ ۔ (جو چلنے پھرنے والی میت دیکھنا چاہے وہ ابی بکرؓ کو دیکھو) اولیاء اللہ خطرہ سے آزاد ہوتے ہیں۔ اور وہ لوگ بھی بے خطر ہو جاتے ہیں جو اولیاء اللہ سے مقاربت محبت اور رابطہ بیعت کا سلسلہ رجوع الی اللہ کی خاطر کر لیتے ہیں اور ان سے برکات اور فیض حاصل کرتے ہیں یاد رکھو ہر آدمی کیلئے رات دن میں ستر ہزار خطرے ہیں مگر اولیاء اللہ ان سے محفوظ ہیں ۔۔ حضرت کا نپور سٹور انارکلی لاہور میں رونق افروز تھے میاں رحیم بخش ۔مولوی عبدالصمد ۔خادم حسین ۔شیخ حاجی فضل دین ۔شیخ حاجی برکت علی ۔برادران طریقت خدمت میں حاضر تھے ۔میاں رحیم بخش صاحب مرحوم نے کہا شجرہ شریف پڑھنے سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے حضور نے فرمایا بزرگان اپنے مریدوں کو ہدایت کرتے چلے آئے ہیں کہ ہر بزرگ کا کوئی نہ کوئی ارشاد یاد رکھو اگر ایسا نہ ہو سکے تو ان کا اسم گرامی ہی یاد رکھو۔ پیران عظام اپنے مریدوں کو شجرہ پڑھنے کیلئے اسی لئے دیتے ہیں جب مرید اوقات مناجات کے وقت حضور قلب اور عجز و انکساری سے اپنے سلسلے کے بزرگوں کے نام تمام یاد کرتا ہے اور ان کے وسیلے سے دعا مانگتا ہے تو ان کی روحانی مدد مرید کو پہنچتی ہے ۔ اور آہستہ آہستہ بزرگوں سے نسبت قائم ہو جاتی ہے بلکہ ہر نماز کے بعد کھڑے ہو کر اپنے شیخ کا نام لینا چاہیے یا شیخ فلاں روزانہ شجرہ پڑھنے میں ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اگر کوئی دعا قبول نہ ہوتی ہو تو شجرہ کے کسی نہ کسی بزرگ کی توجہ سے ضرور کام بن جاتا ہے

ایک دن مولوی لطف اللہ صاحب نے پوچھا حضرت اسم اللہ ذات کا ذکر اور اس کے تصور کی مشق کیوں کرائی جاتی ہے فرمایا ہر کام میں موثر حقیقی اور خالق اسباب کا نام لینا اور اس سے استعانت چاہنے میں کسی کو بھی انکار نہیں مگر قرآن مجید نے خدا کے نام لینے کا جو طریقہ بتایا ہے عجیب ہے چنانچہ یا اللہ الرحمن نہیں کہا گیا بلکہ بسم اللہ

الرحمٰن الرحیم کہا گیا ہے۔ گویا جس طرح خدا سے استعانت اور برکت مانگی جاتی ہے ویسے ہی اس کے نام میں بھی اثر ہے۔ شروع شروع میں بندے کی رسائی اس کے نام تک ہی ہے حضرت نوح علیہ السلام نے بھی بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا کہا ہے باللہ مجریہا و مرسٰہا نہیں کہا
یہی وجہ کہ طریقت کے راہنما اسم اللہ ذات کا ذکر اور اسکے تصور کی مشق کراتے ہیں۔ انسان کی تین حالتیں ہیں۔ اول وہ وقت جبکہ انسانی روح جسمانی قید سے آزاد تھی (یعنی اس دنیا میں آنے سے پیشتر دوم جسمانی وجود میں آنے کی حالت جو مجازی زندگی ہے سوم پھر مجازی زندگی سے نکل کر پھر عالم قدس میں جزا و سزا پانے کی حالت یہی وجہ ہے کہ پہلے اللہ کا نام ذکر کیا جو اس کی ذات مقدس پر دلالت کرتا ہے جس میں ہر طرح کی صفات جلالی جمالی پائی جاتی ہیں، یہ نام (اللہ) پہلی حالت کو یاد دلاتا ہے اور اس سے رابطہ بڑھاتا ہے جب اس نام کا تصور دل میں جگہ پکڑ لیتا ہے تو پھر مجازی زندگی کی حالت میں کسی چیز کی ہستی آنکھوں میں نہیں جچتی چہ جائیکہ کسی غیر کی پوجا کی جائے۔ اور حاجت برآری کا خیال دل میں آئے۔ جب اسم اللہ ذات کی تجلیات ذاکر کے دل پر پرتو ڈالتی ہیں تو محویت کا یہ عالم ہوتا ہے کہ ذاکر اپنے آپ کو بھی بھول جاتا ہے اور جدھر نگاہ اٹھاتا ہے اللہ ہی اللہ ہی نظر آتا ہے
دنیا میں آکر انسان ہزاروں روحانی جسمانی بلاؤں میں گرفتار ہو جاتا ہے پس اس عالم کے مناسب (جس میں مومن کافر اچھے برے سب ہیں لفظ الرحمٰن ہے جو بے حد رحمت پر دلالت کرتا ہے جب اس اسم کی تجلیات ذاکر پر ہوتی تو وہ امور معاشرت میں اپنے بیگانے اچھے برے سے مہربانی اور رحمت سے پیش آتا ہے۔ آدمی کی تیسری حالت کے

مناسب لفظ الرحیم ہے جب دنیا سے سفر کر گیا تو ایمان اور اعمال کے لحاظ سے اس کی رحمت ظہور کرے گی۔ اللہ تعالیٰ کے اسمائے صفاتی میں ہر ایک اسم کی تجلیات الگ الگ ہیں دیگر بندگی کا دارومدار دو باتوں پر ہے۔ مغفرت کا ڈر یا انعام کی امید محض خوف سے لغزش اور محض امید سے جرات ہو جاتی ہے لیکن جو اطاعت اور بندگی محض محبت کی بنا پر ہو افضل ہے اسی لئے صوفیا اور عارف امید و بیم سے بالاتر ہو کر اس سے ذاتی محبت رکھتے ہیں اور اس کی بندگی کرتے ہیں۔ پس راہنما کیلئے ضروری ہے کہ مریدوں اس کے جلال سے ڈرائے اور اس کی محبت دلوں میں پیدا کر کے اطاعت اور بندگی پر آمادہ کرے پس اللہ اسم ذات سے خدا کی ہیبت ظاہر کرنا اور خوف دلانا مقصود ہے رحمن۔ الرحیم اور دیگر صفاتی اسما سے امید دلانا محبت اور دوسری صفات پیدا کرنا مقصود ہوتا ہے امید سے خوف زیادہ موثر ہوتا ہے اس لیے ذکر اللہ کا مقدم ہے باقی اسمائے حسنہ کا ذکر موخر دیگر اسم اللہ جس طرح ذات میں مقدم ہے ذکر میں بھی مقدم رکھا گیا ہے۔

ایک دن فرمایا وحدت کا مراقبہ اور شغل کامل مرشد کی اجازت سے کرنا چاہیئے مطلق کو عالم کی سب اشیاء میں دیکھے یا اس کو حقیقت محمدی کے ظہور کے ساتھ سب مظاہر میں ملاحظہ کرتا رہے۔ کیونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب مراتب کے ظہور کی اصل ہیں ان کی حقیقت وحدت ہے اور وہ احدیت کا مظہر ہے۔ اور واحدیت احدیت کا مظہر ہے ان کی پاک روح عالم ظہور میں احدیت کا مظہر ہے اور ان کا روح وحدت کا مظہر اور جسم مبارک واحدیت کا مظہر ہے

ایک دن فرمایا فقراء کے کپڑوں اور دیگر تبرکات میں بھی عجیب تاثیر ہوتی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی کرتا آنکھوں پر لگانے سے

حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے مبارک کو پانی میں ڈال کر مریض کو پلایا جاتا وہ تندرست ہو جاتا حضور ص کے کپڑوں کے طفیل اللہ تعالیٰ سے بارش مانگی جاتی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رض نے ایک دفعہ تہبند اوڑھ لیا تو ارض و سما ان پر روشن ہو گئے۔ بصرہ میں قحط پڑ گیا۔ بارش نہ ہوتی۔ لوگوں نے حسن بصریؒ کی خدمت میں آ کر عرض کی کہ دعا کریں لوگ، جامع مسجد میں اکٹھے ہوئے جمعہ کی نماز کے بعد خواجہ نے منبر پر چڑھ کر دعائے باران پڑھی اور ایک دستار اور جبہ نکال کر بارگاہ الٰہی میں عرض کی اس جامہ کی حرمت سے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک نے چھوا ہوا ہے۔ باران رحمت بھیج یہ بات کہنا نہ پائے تھے کہ بارش ہونا شروع ہو گئی۔

ابوالحسن خرقانی کے کرتہ مبارک کو سامنے رکھ کر اس کے وسیلہ سے دعا مانگنے سے محمود غزنوی سومنات فتح کرنے میں کامیاب ہوا۔ حضرت پیران پیر دستگیر کے بستر مبارک میں ایک چور آ کر لیٹ گیا قطب بن گیا۔ شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلویؒ کو جس چارپائی پر غسل دیا گیا تھا۔ سید گیسو دراز نے اس چارپائی کی پٹیاں اور سیروں نکال ڈالے بان کا جھانگا اپنے گلے میں ڈال لیا اور کہا میرا یہی خرقہ ہے اور دکن کی طرف اسی حال میں روانہ ہو گئے۔ اس جھلنگا کا تکمہ جس پر ڈالا دلی ہو گیا۔ اس بیان حضور کی حالت متغیر ہو گئی بزرگوں کے تبرکات معتقدین کے ہاتھوں

بڑی بڑی قیمتوں پر بکتے ہیں۔ حضرت کعب بن زبیر کو آنحضرت ص نے خوش ہو کر چادر عطا کی تھی۔ امیر معاویہ نے اپنے زمانہ میں بڑی بھاری رقم دیکر وہ چادر کعب کی اولاد سے خرید لی۔ خلفا اس کو اوڑھ کر عیدین میں باہر نکلتے تھے۔

بزرگوں کی چیز ایسے لوگوں کو دینا چاہیے جن سے توقع ہو کہ وہ ان کا ادب ملحوظ رکھیں گے۔ ادنیٰ بے ادبی باطنی برکتوں کی مانع ہوتی ہے تبرکات کا ادب واجب ہے۔

پھر فرمایا تبرکات حاصل کرنے چاہئیں اور اس کا سہل طریق یہ ہے کہ استعمال کرنے کیلئے کچھ دنوں تک شیخ کے پاس رکھ کر واپس کر دینے کو جائے شیخ اگر خود بخود کوئی مستعمل چیز عطا کریں تو سبحان اللہ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء فرماتے ہیں کہ شیخ الشیوخ حضرت باوا کی ریش مبارک کا بال بطور تعویذ اپنے پاس رکھا چنانچہ جو دکھ درد والا پاس آتا یہیں وہی تعویذ اس کو باندھنے کیلئے دیتا اللہ شفا کر دیتا تو وہ تعو واپس لے لیتا ایک بال ہیں میں نے بہت اثر دیکھا اور روتے تھے

بعض مشائخ طریقت کو جب ضرورت پیش آتی ہے تو اپنے خرقہ ہی مناجات میں شفیع پاتے ہیں جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کی حاجت پوری کرتا ہے۔ ایک دن فرمایا علم لدنی کسبی نہیں موہبی ہوتا اس لئے یہ علم ہر ایک کو نصیب نہیں یہ ان کو ہی ملتا ہے جن کے لئے روز از سے لکھ دیا گیا ہو۔

ایک دن فرمایا بندگی اور بندہ ہونا کیا ہے حکم بجا لانا بندگی کہلاتا ہے اور جس حالت میں رکھا جائے اس میں بلا کراہت رہنا بندہ ہو ہے بندہ ہونا بڑا مشکل ہے۔ ابلیس باوجود بندگی کے بندہ نہ ہو سکا حقیق یہ ہے کہ بندگی اور مراد دونو کا اجتماع محال ہے۔ بندہ کے لئے لا ہے کہ نیکی بدی رد و قبول میں دخل نہ دے جو کچھ مولا کی طرف آئے اسے نعمت جانے عبد کا مرتبہ بلند ترین مرتبہ ہے۔ نجات اع درجوں تک رسائی۔ مشاہدات۔ مکاشفات بندگی سے ہی ہیں بندگی سراسر مجاہدہ ہے اپنے وجود کو غیروں کی نظر میں گرانا آسان ہے مگر اپنے آپ کو اپنی نظروں میں گرانا بھاری مجاہدہ ہے جب سالک اس مقام پر پہنچتا ہے تو وہ کتوں اور خنزیروں کو اپنے سے بہتر جا ہے اس وقت دو جہان کی مصیبتیں اور بلائیں اس کے لئے پر کاہ ہو

اولیاء اللہ اس بندگی کو ہی سرمایہ حیات جانتے ہیں پس بندہ کو بندگی
میں کام ہونا چاہیے اپنی مرادوں کو چھوڑ دینا چاہیے۔
ایک دن عبداللطیف صاحب گنگوہی نے دریافت کیا کہ
بزرگ کہتے ہیں۔ کہ پیر ایک ہونا چاہیے لیکن اکثر اکابر مشائخ نے کئی
بزرگوں سے خلافتیں حاصل کی ہیں فرمایا دوسرا مرشد پکڑنا کئی ایک
صورتوں میں روا ہے اول جب کہ پہلا پیر مرتد ہو جائے۔ دوم مرشد
غائب ہو جائے اور کسی طرح اس کا پتہ نہ چلے تیسرے مرشد فوت
ہو جائے۔ چوتھے جب مرشد سے کچھ فائدہ حاصل نہ ہو۔ پانچویں
پہلے مرشد سے پورا پورا فائدہ حاصل کرکے دوسرے کے پاس جائے
باصفا پیر بعد تعلیم اپنے مرید کو اجازت دے دیتا ہے کہ اگر اس کی
ہمت بلند ہو اور حوصلہ فراواں ہو تو دوسروں سے مزید فیض حاصل
کرے۔ مگر اعتقاد یہی رکھے کہ دوسری جگہوں سے فیض پہلے ہی مرشد
کی برکت سے ملے گا یک در گیر محکم بگیر کا یہی مطلب ہے۔ ان صورتوں
کے علاوہ دوسرا پیر پکڑنا ناجائز اور بدنصیبی کی علامت ہے۔
ایک دن فرمایا اللہ تک پہنچنے کے راستوں کا شمار ہی
نہیں لیکن تین راہ مشہور ہیں۔ اول اخیار کی راہ اور یہ صوم صلوٰۃ
حج جہاد تلاوتِ قرآن ہے۔ یہ راہ بہت ہی لمبی ہے۔ دوسری راہ مجاہدہ
کی ہے اس سے مراد اخلاقِ ذمیمہ کو بدلنا نفس کا تزکیہ کرنا قلب کو
صاف کرنا ہے یہ راستہ پہلے کی نسبت چھوٹا ہے۔ یہ ابرار کا فرقہ ہے
تیسری کو طریق شطاریہ کہتے ہیں یہ خدا تک پہنچنے کا قریب ترین
راہ ہے۔ اس طریق کے چند اصول ہیں۔ (۱) توبہ یعنی ماسوائے خدا کل
مطلوب سے خروج جو زاہد یعنی دنیا اور اس کی محبت اور اس کے اسباب
وغیرہ سے الگ ہونا (۳) توکل یعنی اسباب کو ترک کرنا۔ (۴) قناعت

یعنی نفس کی شہوتوں کا ترک ۵۔ عزلت یعنی خلقت سے کلی انقطاع بجز شیخ - ۶۔ توجہ بطرف حق یعنی غیر حق کی طرف بلانے والے کی ترک ۷۔ صبر ۸۔ رضا ۹۔ ذکر ۱۰۔ مراقبہ فرمایا حضرت بلھے شاہ شطاری تھے۔ صوفی حسن علی نقشبندی ملتان سے آئے ہوئے تھے صوفی عبدالوہاب چشتی صابری پانی پتی بھی آ گئے۔ مولوی لطف صاحب اور سید محسن شاہ صاحب بھی تھے۔ لفظ صوفی پر گفتگو شروع ہو گئی۔ اس لفظ کی ابتدا معانی پر بہت کچھ کہا گیا حضرت نے فرمایا صوفی وہ ہوتا ہے جو اپنے آپ سے فانی اور حق تعالیٰ کے ساتھ باقی ہو۔ صوفی کہلانا اور بات اور صوفی ہونا اور بات ہے۔ صوفی نام لباس سے نہیں ہوتا بلکہ باطن کی صفائی سے ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی نفی اور اثبات کی حالت میں اپنی ذات سے بالکل فارغ ہو جاتا ہے

ایک دن مولوی عبدالمنان صاحب خطیب جامع مسجد درگاہ حضرت داتا گنج بخش معہ دو درویشوں کے تشریف لائے قبولے سے ان کی تواضع فرمائی گئی کچھ دیر گفت و شنید کر کے چلے گئے۔ بعد میں حضرت نے فرمایا مولوی۔ پیر۔ رشتہ دار اکثر اکتساب فیض سے محروم رہتے ہیں۔ مولوی اور پیر کو وقار رشتہ کو اپنے یعنی ایک حجاب پیدا کر دیتی ہے

ایک دن مولوی عبدالواحد صاحب امام مسجد نے حضرت شیخ سعدی کا شعر پڑھا۔

شعر

شنیدم کہ در روز امید و بیم
بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم

حضرت نے فرمایا مولوی صاحب یہ کس طرح پھر خود ہی

فرمایا نفحات الانس میں ہے کہ قیامت کے دن ایک بندہ بد عمل گنہگار ہونے کے سبب نجات سے ناامید ہو گا۔ حق سبحانہ تعالی سے کہے گا اے بندے! تو فلاں شہر کے فلاں محلہ میں فلاں عارف کو جانتا ہے جواب دے گا ہاں اللہ تعالی فرمائے گا میں نے تجھے اس کے طفیل بخش دیا۔ شناخت ولی جب وسیلہ نجات بن گئی تو ان کی دوستی اور محبت اور ان کی اتباع کیونکر نجات کا باعث نہ ہو گی۔ سلام علی من تبع الہدیٰ

ایک دن فرمایا خلافت ابتدائے آفرینش سے چلی آرہی ہے انی جاعل فی الارض خلیفہ فرمانِ خداوندی ہے خلافت کا مرتبہ حضرت آدم علیہ السلام کو مرحمت ہوا ورثہ اولاد کو پہنچت ہے لائق اولاد یہ ورثہ پالیتی ہے بے ہمت محروم رہ جاتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک روز اصحاب سے کہا میں بادشاہ ہوں یا خلیفہ حضرت سلمانؓ نے جواب دیا اگر آپ مسلمانوں سے درم بھی وصول کر کے بے جا خرچ کرو تو آپ بادشاہ ہیں نہیں تو خلیفہ۔ پس خلیفہ وہ ہوتا ہے جو نہ کسی سے بے جا وصول کرے اور نہ بے جا کسی کو دے۔

خلیفہ کے معنی قائم مقام یا نائب کے ہیں یہ قائم مقامی خواہ کسی کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے ہو خواہ کسی کے مرنے کی وجہ سے ہو مشائخ میں خلافت کے معنی ہیں۔ مرشد کی سند یعنی یہ کہ مرید نے سیر سلوک کو قائم کر لیا ہے اور وہ روحانی

ارتقا میں اس درجہ کو پہنچ گیا ہے کہ اسے تلقین سلوک کا کام
تفویض کیا جا سکتا ہے نیز اس میں دوسروں کی اصلاح کی اہلیت
پیدا ہو چکی ہے۔ بعض اوقات خلافت زبانی دی جاتی ہے بعض
اوقات خلیفہ کے لئے مثال بھی لکھی جاتی ہے یہ امر اہل علم کے لئے
مخصوص ہے۔ تاکہ عوام کو امور شریعت (امر و نواہی) کی تلقین کرے
اور خواص کو طریقت کی تعلیم دے خلافت دینے کا اصل مقصد
اشاعت اسلام کے لئے جد و جہد ہوتی ہے۔ لہذا اہل علم کی صحبت
سے گمراہی نہیں پھیلتی۔ بعض اوقات بزرگ تلقین کی اجازت یا
بیعت اور تلقین دونوں کی اجازت کسی قابل اور صحبت میں بیٹھنے
والے کو دے دیا کرتے ہیں اور اسے بیعت نہیں کرتے ایسا بھی
ہوتا ہے کہ کوئی متقی ہے اپنی اصلاح کئے ہوئے ہے طریق سے
پوری پوری مناسبت رکھتا ہے۔ دوسروں کی اصلاح کی اہلیت
اس میں موجود ہے تمام اوصاف میں اس کو رسوخ کا درجہ حاصل
ہے لیکن اس کا پیر فوت ہو چکا ہے اور پیر صاحب کا کوئی بھی
خلیفہ نہیں ہے جو بعد میں سلسلہ چلائے تو چند صاحب
سلسلہ مشائخ باہم مل کر اسے اس کے پیر کی خلافت کی سند دے
دیتے ہیں تاکہ وہ اپنے پیر کا سلسلہ چلائے اور اشاعت
کا کام نہ رکے اگر احیائے ملت و ترویج سلسلہ مدنظر ہو
امیر غریب فقیر درویش ادنیٰ اعلیٰ سب کو مرید بنانا چاہئے
امیروں کو داخل سلسلہ کرنے کا یہ فائدہ ہوتا ہے
کہ انہیں

بلکہ عوام سلسلہ میں داخل ہونا شروع ہو جاتے ہیں دولت مند
کو فقیر بنانا مشکل ہوتا ہے کیونکہ یہ لوگ منصب عزت یا اپنے مقدمات
میں کامیاب ہونے کے لئے مرید ہوتے ہیں ان کو اشغال و اذکار سے
بیا واسطہ عوام میں سے کوئی نہ کوئی ضرور نکل آتا ہے جس کو صحیح معنوں
میں درویش بنایا جاتا ہے خلیفہ کے لئے اتباع شریعت کا کامل رسوخ
از بس ضروری ہے خلیفہ کو حقیقی معنوں میں خلیفہ بننا چاہیئے یعنی
پیر ہو کر بے جا کسی سے کچھ وصول نہ کرے اور نہ لے جا کسی کو کچھ
دے حاجتمندوں کے لئے اور حاجتمند کو ہی دے اپنی ذات
پر کچھ نہ خرچ کرے اپنی ذات پر خرچ کرنے میں اپنی ہلاکت تصور
کرے پیر کی جگہ پہ سجادہ نشین ہونے کے وہ لائق ہوتا ہے۔
جس میں یہ صفات ہوں خدا سے ڈرنے والا ہو اس منصب
سے عہدہ برآ ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو صاحب علم ہو اس
منصب کی حرص سے اس کا دل خالی ہو شیخ کے مرید چاہتے ہوں
کہ وہ سجادہ نشین ہو یہ صفات جس میں زیادہ ہونگی وہ منصب
سجادگی کے لائق ہو گا۔ فی زمانہ سجادگی سابق سجادہ نشین کا بیٹا
ہونا ہی گدی سنبھالنے کے لئے کافی سمجھا جاتا ہے خواہ وہ ناخلف
ہی ہو جسے شریعت کا پاس نہ طریقت کا لحاظ تصوف سے کورے
سلوک سے ناواقف۔

ایک دن فرمایا توبہ ایک بہت بڑی نعمت ہے جو اولاد آدم
کے لئے مخصوص ہوتی اس سے آدمی پاک ہو جاتا ہے پروردگار
گناہ کا مواخذہ ترک توبہ پر کرتا ہے۔ اسی لئے ہر وقت اپنے
آپ کو تصور وار سمجھتے ہوئے توبہ کرتے رہنا چاہئے یہی وجہ ہے
کہ صالحین بزرگان دین توبہ اور استغفار کثرت سے کرتے ہیں۔

اور چھوٹی سے چھوٹی اطاعت کو بھی ترک نہیں کرتے ممکن ہے کہ وہی ذریعہ وصال ہو اور چھوٹے سے چھوٹے گناہ کے ترک سے نہیں ہوتے مبادا وہ فراق کا باعث ہو جائے اگر کسی وقت کسی وجہ سے کوئی اطاعت ترک ہو گئی ہے تو اس میں ان کی نیت نہ تھی اور اعمال کی جزا و سزا کا مدار نیتوں پر ہے۔

ایک دن فرمایا بزرگوں کے مزارات اور آستانے شعائر اللہ ہیں ان کی تعظیم و تقدیس ضروری ہے ان مقامات پر اگر حاضری ہوتی رہے تو بندہ کے لیے بڑی سعادت کا موجب ہوتا ہے سالانہ عرس کے موقع پر حاضری ضرور دینا چاہیے اس سلسلہ کے جملہ افراد خواہ نزدیک ہوں خواہ دور روحانی فوائد کے علاوہ ظاہری فوائد بہت سے ہیں عرس کے اجتماع میں ایک دوسرے کے ساتھ تعارف ہوتا ہے سلسلہ کی اشاعت ہوتی ہے شعائر اللہ کی شان و شوکت کا اظہار ہوتا ہے سلسلہ کے لوگوں کا جائزہ لیا جا سکتا ہے صاحب قبر کی یاد وصال بسال تازہ ہوتی رہتی ہے کئی دنیوی اغراض پوری ہوتی ہیں مثلاً اشیاء کی خرید فروخت بین دین اکثر آستانوں پر عرس کے موقع پر سال بھر کی آمدنی پیدا کر لیتے ہیں عرس کے دن صاحب قبر کا فیض عام ہوتا ہے اور کوئی بھی حاضر ہونے والا خالی نہیں جاتا دعوت عرس میں بے زبان کی کوشش ہوتی ہے کہ کوئی بے خور و نوش نہ رہے جتنا کوئی دور سے آنے والا مہمان ہوتا ہے اس کی آؤ بھگت زیادہ ہوتی ہے آجکل ایک جماعت عرسوں کے خلاف ہے ان کو لفظ عرس سے چڑ ہے مگر اپنے رہنماؤں کی برسیاں بڑے زور و شور سے مناتے ہیں۔

ایک دن فرمایا خواجہ عبدالواحد نے یہ سوال کیا ہے کیا روزہ

دکھنے کی لقموں سے زیادہ نہ کھاتے حضرت ابراہیم ادہمؒ دس سال
حرم کعبہ کے مجاور رہے خواجہ امین الدین ہبیرہ بصری دس سال روزہ
دار رہے اور نفی اثبات کے ذکر میں مشغول رہے خواجہ ابو محمد
چشتی نے ایک حجرہ میں ۱۰ سال رہ کر مجاہدہ کیا اور نماز معکوس ادا کی
حضرت یوسف چشتی مرید ہو کر ۱۲ سال نفی اثبات کرتے رہے اور
قطب الدین مودود چشتی ۲۰ سال تک خلوت گزین رہے خواجہ
حضرت شریف زندنی نے ۴۰ سال تجرد اور صحرا نوردی میں گذار دیئے
خواجہ عثمان ہارونی نے 70 سال مجاہدہ کیا سیر ہو کر کھانا نہ کھایا حضرت
خواجہ معین الدین ۲۰ سال مرشد کی خدمت میں رہ کر مجاہدہ کیا اور
برسوں مختلف شہروں سیاحت کی تب جا کر راہ سلوک کی منازل
طے ہوئیں حضرت قطب الدین بختیار کاکی ۲۰ برس تک رات کو نہیں
سوئے حضرت بابا فرید الدین گنج شکر نے وہ مجاہدہ کیا زہد الانبیاء
کا لقب پایا حضرت شرف الدین یحییٰ 37 سال جنگلوں میں ریاضت کرتے
رہے حضرت علاؤ الدین صابر نے وہ مجاہدہ کیا کہ صابر لقب پایا حضرت
شمس الدین ترک پانی پتی نے ۱۱ سال مرشد کی خدمت میں رہ کر سلوک
طے کیا شیخ عبد الحق ردولوی ۶۰ سال کی عمر تک جنگلوں شہروں اور
مقبروں میں پھرتے رہے اور مجاہدہ کیا شیخ عبد القدوس گنگوہی
نے ابتدائی ۲۰ سال پیر کے گھر کا پانی بھر بھر کر اور دھو کے ریاضت
شاقہ کی سلوک کی منازل طے کرنے کے لیے ایک مدت درکار ہے
آج لوگوں میں مجاہدہ کی قوت نہیں رہی مگر وہ چاہتے ہیں کہ پیر
بغیر مجاہدہ اور ریاضت دنوں میں مرید کو اپنے جیسا بنا دے
بعض دفعہ نظری فیض ہو جاتا ہے مگر وہ دیرپا نہیں ہوتا
ایک دن فرمایا حضرت بلھے شاہ شطاری نے جب یہ کہا

ہے وہ اک نقطے در چہ گل مکدی وہ یہی ہے کہ موتوقبل انت موتو مرنے سے پہلے مر جاؤ حافظ علیہ رحمتہ اللہ نے یہی بات اس طرح کہی ہے۔ تو خود حجاب خودی حافظ ازمیاں برخیز تمام عارف یہی بات سمجھاتے چلے آئے ہیں ایک نقطے میں معشوق حقیقی سے حجاب اٹھ جاتا ہے اور تجلیات ہونے لگتی ہیں حق کے مقابل باطل ہستی کو فنا کر دے بس حق آجائے گا حدا و تدجل و علا محیط ہے سالک جب تک اپنی ہستی موہومہ کو اس میں فنا نہ کرے گا بقا حاصل نہ ہو گی لیکن اس نعمت عظمیٰ سے سالک اس وقت تک فیضیاب نہ ہو سکے گا جب تک وہ مردان حق کی ظاہر سے اور باطن سے پوری پوری تابعداری اور خدمت گزاری نہ کرے گا۔

ایک دن فرمایا حصول مدعا کے لئے دیر اور انتظار شرط ہے مقصد جس قدر اہم ہو گا اسی قدر زیادہ دیر ہو گی حکیم سنائی نے کیا خوب سمجھایا ہے۔

ہر کسے از رنگ و رفتارے بدیں راہ کے رسد
درد باید صبر سوز و مرد باید گام زن
ہفتہ ہا باید کہ تا یک پنبہ دانہ ز آب و گل
شاہدی را حلہ گردد یا شہیدی را کفن
ماہ ہا باید کہ تا یک مشت پشم از پشت میش
صوفیئے را خرقہ گردد یا حمارے را رسن
سالہا باید کہ تا یک سنگ اصلی ز آفتاب
لعل گردد در بدخشاں یا عقیق اندر یمن
قرن ہا باید کہ تا یک کودکے از لطف طبع
عالمے گویا شود یا فاضلے صاحب سخن

صدق و اخلاص و درستی باید و عمر دراز
تا قرین حق شود صاحب قرانے در قران
باد و قبلہ در رہ توحید نتوان رفت راست
یا رضائے دوست باید یا ہوائے خویشتن

ایک دن فرمانے لگے ماسٹر صاحب (بندہ کی طرف اشارہ ہے) دماغ بے حد کمزور ہو گیا ہے نسیان کا غلبہ ہوتا جا رہا ہے نماز کی رکعتوں میں شک ہو جاتا ہے کہ کتنی پڑھیں پھر فرمایا سورۃ یٰسین پڑھتا ہوں پڑھتا متشابہات میں پڑ جاتا ہوں یہ سورۃ مجھ سے سنیئے چنانچہ آپ نے سورۃ سنانا شروع کی بندہ سنتا رہا لیکن ایک جگہ بھی بھول نہ ہوئی اسی طرح متواتر تین دن سناتے رہے اور فرمایا یہ سورۃ مرنے والے کو راحت اور سکون کا سامان بہم پہنچاتی ہے بس اس دن سے فکر مند رہنے لگا اور سمجھ گیا کہ حضرت کے چل چلاؤ کا زمانہ قریب آ پہنچا قلب بڑا ہو جانے کی وجہ سے سانس پھولنے کی شکایت آپ کو تھی ہی اس کے باعث آپ چند قدم بھی پیدل چل سکتے تھے چند دنوں بعد فرمایا ہمارا بستہ اٹھا لاؤ بندہ نے بستہ حاضر خدمت کر دیا بستہ کو کھولا پھر بند کر کے فرمایا اچھا اتوار کو سہی اور بستہ نذیر احمد کو دے دیا کہ گھر لے کے جا کر پھر اسی رکھ دے اتوار کو پھر بستہ منگوایا اور اس میں چند عملیات اور نقش اور چند بدنی امراض کے طبی نسخے مجھ سے نقل کروائے اور ٹرنک میں رکھوا دیئے اب میرا اندیشہ اور قوی ہو گیا کہ حضرت کا زمانہ آخری آ رہا ہے ایک دن میں ایسے خیال میں متفکر حضور کی چارپائی کے پاس بیٹھا تھا فرمایا ماسٹر صاحب دنیا گذشتنی و گذاشتنی ہے اس دار فانی سے ہر ایک کو رہائی ہوگی آدمی اپنے

اصلی گھر جا کر خوشی ہوتا ہے اس لئے متفکر ہونا عبث ہے
فرمایا در ڈر لگتا ہے کہ بے پرواہی دا، اور زار زار رونے لگے
یں آپ کے سفر آخرت کا مجھے کلی یقین ہو گیا۔

جنوری سن انیس سو ترین میں خون کا دباؤ بے حد
بڑھ گیا اگر کچھ کھاتے تو سانس چلنے کی شکایت زیادہ ہو جاتی
جس سے آپ کو بے حد تکلیف ہوتی لہذا کھانا بالکل چھوٹ گیا
مشروبات پر بسر ہونے لگی ارادتمند ہر چند علاج معالجہ میں کوشش
کرتے اور کھانے پینے کے لیے کہتے مگر آپ کو یہ بات سخت ناگوار
گذرتی اور کہتے امر حق بباطن فساد بظاہر حکیم ماڈل ٹاؤن
والے آتے ان کی دوا لے لیا کرتے نیز ان کے سامنے دیر تک بیٹھے رہتے
کے فارسی اشعار سنتے سناتے رہتے۔ فرید احمد عباسی سابق پرنسپل
زنانہ طبیہ کالج دہلی صاحب کے علاج نے نمایاں اثر کیا اور
آپ کی حالت قدرے اچھی ہو گئی۔ حتیٰ کہ رمضان المبارک کا
مہینہ آگیا آپ نے روزے رکھنا شروع کر دیئے کہ مولوی مشیر عالم
صاحب سرگودھا سے آگئے انہوں نے کہا حضرت باہر تشریف
لے چلیں ایک آب وہوا تبدیل ہو جائے گی دوسرے رمضان المبارک
اچھا گذر جائے گا یہاں لاہور میں بے حد گرمی ہے چنانچہ آپ راضی
ہو گئے اور مولوی مشیر عالم صاحب حضرت کو ڈھڈیال لے
گئے نذیر احمد خادم کو میں نے اچھی طرح سمجھا دیا کہ حضرت کی طبیعت
اگر ذرا بھی خراب ہو فوراً واپس لے آنا کسی صورت بھی
قیام کی کوشش نہ کرنا چنانچہ مشیر عالم صاحب حضور کو ڈھڈیال
چھوڑ کر سرگودھا چلے گئے ادھر حضرت کی طبیعت خراب ہو گئی نذیر
احمد نے واپسی کا ارادہ کیا ارادتمندوں نے بے حد کہا کہ یہاں

ڈاکٹر حکیم موجود ہیں مگر نذیر احمد نہ مانا اور آپ کو ۲۰ رمضان المبارک
کو واپس لاہور لے آیا یہاں دو دن طبیعت بحال رہی پھر تکلیف
بڑھ گئی چنانچہ عید کی نماز آپ نے اپنی جگہ پر ہی ادا کی رات کو
طبیعت زیادہ خراب ہو گئی اور خراب ہوتی ہی گئی جمعہ کے
دن ۸ شوال کو فرمایا غسل کرنا چاہتا ہوں مجھے غسل کرا دیں نذیر
احمد اور بندہ نے آپ کو چارپائی پر ہی غسل کرایا آپ بخوبی اٹھ
کر چارپائی پر بیٹھ گئے غسل کے بعد پاستے کی بجائے فرمایا لسی پیوں
گا چنانچہ لسی پی اور فرمایا حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی کو آخری
غسل چارپائی پر دیا گیا تھا میری حالت متغیر ہو گئی۔

۸ شوال کو مولانا شیر عالم صاحب آ گئے رات انہوں نے سرگودھا
جانے کی اجازت مانگی آپ نے نہ دی کہا ٹھہرو چنانچہ مولوی صاحب
ٹھہر گئے ۹ شوال کو بے ہوشی طاری ہو گئی ڈاکٹر نذیر ایم بی بی ایس
کو بلایا گیا انہوں نے کہا فالج کا شدید حملہ ہو گیا ہے ڈاکٹر عبدالخالق
اور ڈاکٹر محبوب عالم نے بھی یہی کہا کمرے میں آپ کی چارپائی شمالاً
جنوباً تھی ـــ ۱۰ شوال صبح ۵ بجے کے قریب آپ کا چہرہ
مبارک یک بیک قبلہ رخ ہو گیا مولوی صاحب ڈاکٹر عبدالرشید
صاحب نذیر احمد اور بندہ چارپائی کے پاس تھے مولوی شیر عالم
صاحب نے دیکھا اور کہا کہ نبض مفقود ہوتی جا رہی ہے چنانچہ آپ
کے سامنے بیٹھ کر انہوں نے سورۃ یٰسین پڑھنا شروع کی
اور بندہ کھڑے کھڑے سورۃ یٰسین پڑھنے لگا جب یہاں رجلٌ
یسعیٰ پر پہنچا تو حضور کا آخری سانس تھا جو لمبا ہو کر منقطع ہو گیا
آپ کی دونوں آنکھیں پوری پوری کھل گئیں اور پتلیاں قبلہ رخ ہو گئیں
مولوی صاحب بند کرنے لگے بندہ نے روک دیا۔ آنکھیں خود بخود بند ہو گئیں۔ روح

جسم عنصری بن سے پرواز کر گئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون
نرم نرم بارش ہونے لگی ارادتمندوں کو خبر ہو گئی اور اجتماع ہونا گیا بعد نماز ظہر مولوی عبدالواحد صاحب مولوی مشیر عالم صاحب اور بندہ نے حضرتؒ کو غسل دیا بعد نماز عصر کلمۂ شہادت کے بلند ذکر سے جنازہ اٹھایا گیا نماز جنازہ پڑھانے کے لئے بندہ کو حکم دیا گیا بعد ازاں کلمہ طیبہ کے ذکر سے جسم مبارک قبر میں اتارا گیا دفن کر چکنے کے بعد گیارہویں شریف کا ختم ہوا اور تبرک لے کر لوگ رخصت ہو گئے اللہ اللہ فوت ہو کر بھی گیارہویں شریف کا فاتحہ ترک نہ کیا۔

تیسرے دن دستور کے مطابق عام لوگ اور مریدین قرآن خوانی اور فاتحہ خوانی کے لئے جمع ہوئے بعد ختم شریف سید محسن شاہ صاحب نے کھڑے ہو کر حاضرین کو یوں خطاب کیا کہ برادران طریقت اور دیگر حضرات موجود ہیں لہذا رسم دستاربندی برائے سجادگی ادا کی جائے کیونکہ حضرت آغا صاحب قبلہ کی عنایت ماسٹر جان محمد صاحب پر بہت تھی اور ان ہی کے پاس حضرتؒ نے آخری سوا سال گذارے ہیں نیز حضور نے اپنی حیاتی میں خود ان کو دستار خلافت باندھی لہذا سجادگی کے بھی اہل ہیں راقم نے اس بات کو ٹال دیا اور سب سے التماس کی کہ یہ بات چہلم تک ملتوی رکھی جائے۔

۱۵ ذی قعدہ ۱۳۷۶ھ کو سوا نہار مبارک چہار یعین کی تقریب ہوئی چشتی قادری سہروردی اور نقشبندی صوفیا اور مریدان پیر آغا نیاز محمد رحمۃ اللہ علیہ و دیگر اہل اسلام نے مولوی مشیر عالم صاحب خلف مولوی محبوب عالم صاحب توکلی

سید محسن شاہ صاحب جعفری صاحبزادہ ارشاد حسین صاحب حجرہ شریف کو بھی منتخب فرمایا اور کہا کہ یہ صاحبان بھی سلسلہ ہذا کے اجراء کے لائق ہیں چنانچہ قاضی غفران احمد صاحب عثمانی متولی و سجادہ نشین درگاہ حضرت قبلہ حاجی ولی محمد رحمۃ اللہ علیہ پانی پتی نے دستار خلافت پیر آغا نیاز رحمۃ اللہ علیہ ان کے سر دل پہ باندھی خدمت خانقاہ اجرا اجرائی عرس وغیرہ کا کام خلیفہ اول یعنی سیدہ پہ ڈال دیا گیا قوالوں نے رنگ شروع کیا اور دعا سے یہ محفل ختم ہوئی۔

تعمیر مقبرہ: مگر دس پانچ برس گئے کہ ہم پختہ قبر نہ بنانے دیں گے شہدہ پختہ قبر بنانے کے لئے اس لئے کوشاں تھا کہ بعض خواجہ خدیہ پورا اس تدبیر میں تھے کہ حضرت کے جسد مبارک کو یہاں سے نکال کسی دوسری جگہ لے جائیں پختہ قبر اور چبوترہ بنا کر عمارت چھوڑ دی گئی کبھی پر اور نمندوں نے تاریخ وفات کہی (۱) محمد عظیم قریشی لدھیانوی سے

تیری ذات تھی عکس نور اللہ	زیارت کدہ بن گئی جو لحد
خدا کا لطف یہی وجود نعت کمال	کہا اس نے ہو الغفور الاحد

۱۳۷۲ھ

آغا نیاز محمد از قدرت	بود مرد کمال با ہمت
صبح سہ شنبہ دہم شوال	کلیم حق شد بگلشن جنت

۱۳۷۲

آغا نیاز محمد فخر قادریاں	آفتاب سپہر چشتیاں
بود عرفاں فروش قدوسی	بحر عرفان الا تجاک نہاں

۱۳۷۲

جب یہ تمام قبرستان محکمہ اوقاف کے قبضہ میں آگیا تو قبور
مبارک سکے اور یہ موجودہ عمارت سنہ ۱۹۶۵ء میں تعمیر ہوئی۔

حلقہ قادریہ چشتیہ کا قیام تبلیغی کا کام جاری رکھنے کے لئے حلقہ قادریہ چشتیہ مزنگ لاہور کا قیام عمل میں آیا چنانچہ مندرجہ ذیل رسالے شائع ہو کر ہزاروں کی تعداد میں عوام الناس میں تقسیم ہو چکے ہیں (۱) رسالہ آداب شیخ (۲) رسالہ تلاش شیخ (۳) رسالہ طہارت (۴) رسالہ آداب سماع (۵) رسالہ آداب نعت خوانی (۶) شجرہ شریف قادری چشتی (۷) رسالہ استخارہ (۸) رسالہ زیارت قبور (۹) مآثر العارفین۔ خدمت خلق کو مدنظر رکھتے ہوئے تحفہ مسی ہومیو پیتھک ڈسپنسری زیر نگرانی محمد صدیق الحسن ایم ایل ایل بی جاری کی گئی۔

آستانہ پر گیارہویں شریف کا ختم اور دیگر بزرگان دین کے فاتحہ کی تقریبیں ہوتی رہتی ہیں۔

منقبت از حضرت آغا صاحب رح

مجھے چاند سا منہ دکھا غوثِ اعظم
میں مردہ ہوں آ کر جلا غوثِ اعظم

نہ خواہش ہے جنت نہ حور و پری کی
میرے دردِ دل کی دوا غوثِ اعظم

کسی کا خضر ہے کسی کا ہے خواجہ
میرا کون تیرے سوا غوثِ اعظم

ہو محبوب رب کے حسن کے دلارے
ہو نائب رسول خدا غوثِ اعظم

نہیں وقتِ بد میں کوئی بھی کسی کا
مجھے ہے ترا آسرا غوثِ اعظم

خدائی کے دولہا جہاں بھر کے آقا
غریبوں کے حاجت روا غوثِ اعظم

بہت دیر ہوئی اب کرو دستگیری
طفیلِ نبی مصطفیٰ غوثِ اعظم

یہ عاجز نیاز قادری در کا تیرے
گدا ہے گدا ہے سدا غوثِ اعظم

دیگر

بوہے پیر دے سجدہ چل کریئے

بغداد شہر میٹوں عرش الٰہی ، اس در دی منگتی ساری خدائی

اس در دی سیوا چل کریئے

غوث الاعظم محبوب سبحانی پیر پیراں دا شاہ جیلانی

مرقداں تے جا چل دھریئے

پیر پیراں نوں ہیں رب کر جاناں میرا روز ازل نصیں اس شوہ ناناں

لڑ میراں دا ہن چل پھڑیئے

ذات بقا وچ ہو کے فانی جس دل ویکھیا شاہ جیلانی

ہر دم اس دا جپل بھریئے

نیاز ازل نصیں تیرا بردا دو راتیں رہم تیرا تصیدا

نظر کرم اک اس دل کریئے۔

دیگر

منقبت حضرت احمد حسنؒ

اے پیر احمد حسنؒ گاہے نظر برمن فگن گاہے نظر برمن فگن گاہے نظر برمن فگن

گاہے نظر برمن فگن

اے نشان شاہ پنجتن احمد حسنؒ احمد حسنؒ اے نور شمع انجمن احمد حسنؒ احمد حسنؒ

گاہے نظر برمن فگن

مقبول خواجہ خواجگاں منظور مخدوم جہاں محبوب رب ذوالمنن احمد حسنؒ احمد حسنؒ

گاہے نظر برمن فگن

اے ہادی راہ متین چشتی چراغ نور یقین غوث زماں قطب زمن احمد حسنؒ احمد حسنؒ

گاہے نظر برمن فگن

نائب شمس الدین ولی نائب قلندر بو علی حاکم پانی پت وطن احمد حسنؒ احمد حسنؒ

گاہے نظر برمن فگن

اے قبلہ و کعبہ معنی اے ہادی مولائے من قربان بر تو جان و تن احمد حسنؒ احمد حسنؒ
گاہے نظر بر من فگن

حالا شدم حیران زغم اے پیر کامل محتشم بلی دور کن رنج و محن احمد حسنؒ احمد حسنؒ
گاہے نظر بر من فگن

اے زینت ارض و سما اے رونق بزم ہدیٰ اے والئ بہشت عدن احمد حسنؒ احمد حسنؒ
گاہے نظر بر من فگن

عاجز نیاز از رنج و غم حیران شدہ ایں پر الم شو دستگیرش دامن احمد حسنؒ احمد حسنؒ
گاہے نظر بر من فگن

در مدح حضرت حاجی ولی محمد صاحبؒ

اے قطب معظم غوث زماں حاجی ولی اللہ مدد ے
منظور نبیؐ مقبول خدا اے حاجی ولی اللہ مدد ے

سوئے من نگر اکنون بحر کرم تا در شود ایں گلاب دلم
ایں زنگ دلی کن دور ازما اے حاجی ولی اللہ مدد ے

اے منبع بخشش جود و عطا اے ابر کرم باران سخا
اے موج فنا بحر بقا اے حاجی ولی اللہ مدد ے

اے گل خوش رنگ ز باغ صفا اے بلبل خوش بستان جہان
اے نور شمع فنا در بہ اے حاجی ولی اللہ مدد ے

اے سید ولی سلطان جہاں اے شبلی وقت جنید زمان
اے نور محمد صلی علی اے حاجی ولی اللہ مدد ے

از درد فراقت حیران تو زود بیا من سے تا لم
تا جان کنم من بر تو فدا اے حاجی ولی اللہ مدد ے

من عاجز بیکس نیاز گدا من می نالم از خوف خطا
شب و روزم ورد زبان شاہا اے حاجی ولی اللہ مدد ے

۱

نقص علیک من انباء ما قد سبق

مآثر العارفین

از الحاج

حضرت جان محمد قادری چشتی مدظلہ العالی

۴۹ بہاول شیر سٹریٹ مسلم گنج مزنگ

لاہور

قیمت ۱۰/-/-